

خطبات

سید سبطین شاہ نقوی



جمع وترتیب
حافظ محمد ربانی

مکتبہ ربانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبات سبطین شاہ نقوی

جلد سوم

حضرت مولانا سبطین شاہ نقوی

جمع و ترتیب

میاں حافظ محمد ربانی

ناشر

مکتبہ ربانیہ

منڈی عثمان والا ضلع قصور 0300-6595304

فہرست مضامین



قرآن کریم اور صحیح بخاری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا○﴾

(النساء : ۵۹)

ذی وقار علمائے کرام بزرگو اور دوستو!

مسلک اہل حدیث کی حقانیت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، کیونکہ سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جامع ترمذی میں حدیث پاک ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت مختلف فرقوں میں تقسیم ہوگی، اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی،

((كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً))

تہتر فرقوں میں سے بہتر فرقے جہنم میں اور ایک جماعت جنت میں جائے گی،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ! جو جماعت جنت میں جائے گی، اس کی کوئی علامت کوئی نشانی معیار منہج عقیدہ کیا ہوگا، تو آپ ﷺ نے فرمایا،

((مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ))

کہ جس ایمان وعمل پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم قائم ہیں،

جو جماعت اس عقیدہ پر قائم ہوگی، وہ جماعت جنت میں جائے گی، وہ جماعت حق پر ہوگی۔

توجہ فرمائیں!

تاکہ میں تھوڑے سے وقت میں چند گزارشات کرسکوں۔

اگرچہ دنیا میں یہ بات معروف ہے کہ سارے حق پر ہیں، اور جس مقام پر جو لگا ہے، وہ حق پر ہی ہے، کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہیے، بلکہ یہ الفاظ تم سنتے ہو گے، کہ اپنے مسلک کو نہ چھوڑو اور کسی اور کے مسلک کو نہ چھیڑو،

بہرحال میں کوشش کروں گا، اپنا تو چھوڑنا نہیں، اس سچائی پر تو قائم ہو، نا، سارے اور ساتھ دوسرا جملہ ہے کہ کسی اور کو چھیڑو نہیں، چھیڑتے ہیں، ان شاء اللہ، تسلی کریں گے، ہاں!

اور کئی اصحاب یہ جملہ عام طور پر مشہور کرتے ہیں، بیان کرتے ہیں، کہ سارے ہی ٹھیک ہیں، میں کہتا ہوں، ایسا نہیں ہوسکتا، اور پھر ایسے لوگوں کے

قریب ہو جاؤ! قریب ہو جاؤ!

دو چار گروہوں کے نام لے لو، کہ فلاں فلاں ٹھیک ہے، وہ کہیں گے کہ نہیں، وہ تو ٹھیک نہیں، جو تمہیں کہیں کہ سارے ہی ٹھیک ہیں، ان کے قریب ہو کر پوچھو، یہودی ٹھیک ہیں؟ کہے گا، کہ نہیں ٹھیک نہیں، پھر اس کا جملہ غلط ہو گیا کہ سارے ٹھیک ہیں،

پھر سوال کرو، عیسائی ٹھیک ہیں؟ وہ کہے گا نہیں نہیں عیسائی ٹھیک نہیں، باقی سارے ٹھیک ہیں۔

پھر سوال کرو کہ مرزائیت کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے، وہ کہے گا کہ نہیں، وہ ٹھیک نہیں، باقی سارے ٹھیک ہیں۔

جوں جوں آگے بڑھتے جاؤ، رافضیوں کے بارے میں سوال کرو، جواب یہی آئے گا کہ نہیں، وہ ٹھیک نہیں، باقی ٹھیک ہیں، اس کا مطلب ہے کہ شور، جھگڑا تو پھر تینوں کا رہ گیا، عیسائی ٹھیک نہیں، یہودی ٹھیک نہیں، مرزائی ٹھیک نہیں، رافضی ٹھیک نہیں، صرف تین ایسے گروہ ہیں، جو اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہیں، اور دنیا جن کو مسلمان تسلیم کرتی ہے، ان میں سے حق پر کون ہے؟

اکثر دنیا اس تذبذب کا شکار ہے کہ ہماری بستی، گاؤں میں اہل حدیث بھی ہیں، ہماری بستی گاؤں علاقہ میں بریلوی احباب بھی ہیں، دیوبندی احباب بھی ہیں اور باقیوں کو ہم بھی کہتے ہیں کہ سارے ٹھیک ہیں، لیکن یہ جو تین ہیں، ان کے اندر رہنے والے لوگ، یہی کہیں گے کہ نہیں نہیں، ہم تینوں ٹھیک ہیں، تینوں ہی اہل سنت ہیں، تھوڑا تھوڑا سا فرق ہے، سارے ہی ٹھیک ہیں۔

میں عرض کرتا ہوں، کوئی شک نہیں کہ سارے تینوں گروہ اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہیں، اور ہم میں سے اہل حدیث ویسے ہی تکفیر کے قائل نہیں کہ ہم کس فرقے یا گروہ کو کافر کہیں۔

لیکن میرے تمہارے محبوب محمد ﷺ نے جو فرمایا کہ میری امت کے تہتر فرقے بن جائیں گے، ان میں سے بہتر جہنم میں، ایک جماعت جنت میں جائے گی، جنت میں جانے والی جماعت ایک ہے، اگر تم تذبذب کا شکار ہو کہ ان تینوں گروہوں میں سے حق والا گروہ کون سا ہے،

قرآن وسنت کے مطابق اسے پرکھا بھی ہے یا نہیں، کیا جو تم عقیدہ بنا کر بیٹھے ہو، اس عقیدہ کے بارے میں تمہارا مطالعہ بھی ہے، یا نہیں، جس عقیدہ، منہج پر تم قائم ہو، کیا یہ عقیدہ تم نے پرکھ کر اپنایا ہے، تحقیق کر کے اپنایا ہے، قرآن پڑھ کر اپنایا ہے، یا سن سنا کر؟

اگر سن سنا کر کہ میرے آباؤ اجداد ایسے تھے، تو میں ایسا ہوں، پھر یہ دلیل کوئی نہیں، قیامت والے دن عذر نہیں چلے گا، قبر میں یہ عذر نہیں چلے گا، لہٰذا میں صرف دعوت فکر دینا چاہتا ہوں، بریلوی ہے تو تب، دیوبندی ہے، اہل حدیث ہے تو پھر اپنے اپنے عقیدے کو پرکھیے اور قرآن وسنت پر پیش کرو، اور ان شاء اللہ جب قرآن وسنت پر پیش کرو گے،

میں دعوت فکر دوں گا، گھر جا کر قرآن پاک کو کھولنا اور پیغمبر ﷺ کی حدیث پاک کو جا کر پڑھیے، اور اگر تمہارے ذہن میں یہ بات ہو، کہ جناب پتہ نہیں، میں کون سی حدیث کی کتاب کھولوں، اختلاف ہے، کوئی بندہ کہتا ہے، کہ حدیث صحیح ہے، کوئی بندہ کہتا ہے کہ ضعیف

ہے، آیئے، میں ایسی کتاب کا نام بیان کردوں،

جس کو بریلوی بھی کہے کہ جس کی تمام تر روایات صحیح ہیں، اہل حدیث کا بھی عقیدہ ہے کہ اس کی تمام تر محفوظ روایات صحیح ہیں، قرآن پاک کے بعد اہل حدیث کے نزدیک بھی مستند ترین حدیث پاک کی کتاب ہے، دیوبند کا بھی عقیدہ ہے کہ قرآن پاک کے بعد ایک ہی کتاب ہے، صحیح البخاری، بریلوی سے جا کر پوچھئے، پورے ادب واحترام سے پوچھئے، کسی عالم سے کہ قرآن پاک کے بعد سب سے اونچی کتاب کون سی ہے؟

یہی جواب فرمائیں گے، کہ صحیح البخاری ہے، پھر جایئے، پورے ادب و احترام سے دیوبندی علماء سے سوال کیجئے کہ قرآن پاک کے بعد معتبر ترین کتاب کون سی ہے، جواب آئے گا کہ صحیح البخاری ہے، پھر اہل حدیث سے سوال کیجئے، قرآن پاک کے بعد کون سی کتاب ہے؟ جواب آئے گا، کہ صحیح البخاری ہے،

پھر میں سوال کرتا ہوں، لڑائی کس بات کی، جھگڑا کس بات کا، جب قرآن پاک بھی متفقہ ہے، بخاری بھی متفقہ ہے، پھر قرآن پاک کھول لیجیے، صحیح البخاری کھول لیجیے، اگر قرآن پاک میں آیۃ مبارکہ موجود ہو کہ پیغمبر ﷺ نور من نور اللّٰہ ہیں،

پھر تمہارا عقیدہ حق پر ہوگا، اگر قرآن پاک میں لکھا ہو کہ میرا پیغمبر ﷺ مشکل کشا ہے، پھر تمہارا عقیدہ حق پر ہوگا، اگر قرآن پاک میں لکھا ہو کہ پیغمبر ﷺ کائنات کا حاجت روا ہے، پھر تمہارا عقیدہ حق پر ہوگا،

اگر قرآن پاک میں جناب لکھا ہو کہ انبیاء علیہم السلام وہ حاجت روا ہوتے ہیں، پھر تمہارا عقیدہ حق پر ہوگا، اگر قرآن پاک میں موجود ہو کہ پیغمبر ﷺ ہر جگہ پر حاضر و ناظر ہیں، پھر تمہارا عقیدہ حق پر ہوگا، اگر تم قرآن پاک میں سے تیس پاروں میں سے ایک آیۃ پڑھو کہ رب فرمائے کہ میرے محبوب ﷺ! اعلان کرو، کہ میں نور میں سے پیدا ہوا ہوں، پھر تمہارا عقیدہ حق پر ہوگا،

اگر قرآن پاک تمہارے دماغ کی کھڑکی کھول دے، قرآن پاک کو بصیرت کے ساتھ

پڑھو تو سہی قرآن پاک کو، اپنی محبت و عقیدت سے کھول کر دیکھو تو سہی، اگر قرآن پاک فرمائے کہ نہیں نہیں اور تمہیں کوئی بندہ کہے کہ پیغمبر ﷺ نور من نور اللہ ہیں، اس کی بات پر مت غور کرنا، یا اللہ! پھر میں کیا تسلیم کروں؟

اگر قرآن پاک میں یہ آیت مبارکہ نہ ہو، میرا گریبان پکڑنا، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اگر قرآن پاک بول بول کر فرمائے، قرآن پاک تمہیں آواز لگا کر فرمائے،

کھولیے جناب سولہواں پارہ، کھول کر دیکھیے، سورہ الکہف کھول کر دیکھیے، آیئے، قرآن پاک کے تین پاروں میں ایک آیۃ پڑھیئے کہ پیغمبر ﷺ خود فرما رہے ہوں، یا رب فرما رہے ہوں کہ میرا نبی ﷺ میرے نور سے پیدا ہوا ہے، بلکہ قرآن انکار کرتا ہے،

﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ۝﴾ (الاخلاص:۳)

خبردار! مجھ سے کوئی پیدا نہیں ہوا، کوئی پیدا نہیں ہوگا، نہ میرا باپ ہے، نہ میری ماں ہے، نہ میری اولاد ہے، یا اللہ! اگر آپ میں سے کوئی خارج ہونا ہوتا تو آدم علیہ السلام نہیں ہوسکتا تھا؟ وہ موسیٰ علیہ السلام نہیں ہوسکتا، سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نہیں ہوسکتا؟ اگر آپ میں سے خارج ہوسکتا ہے؟ تو پھر میرا احمد ﷺ ہی ہوسکتا تھا، یا اللہ! ان سے اونچا تو آپ کی کائنات میں کوئی نہیں ہے، ان سے بلند تو آپ کی مخلوق میں کوئی نہیں ہے،

ذرا پیغمبر ﷺ کے بارے میں وضاحت کرو، پیغمبر ﷺ آپ میں سے نہیں، پھر آدم علیہ السلام بھی نہیں، پھر موسیٰ علیہ السلام بھی نہیں، ابراہیم علیہ السلام بھی نہیں، کوئی نبی پھر آپ میں سے نہیں ہوسکتا، اگر میرا آخر الزماں پیغمبر ﷺ آپ میں سے نہیں ہے، آپ کے بارے میں عقیدہ صاف فرما دو، خود ہی اہل کائنات کا عقیدہ صاف ہو جائے گا،

فرمایا، میرے محبوب ﷺ، آدم علیہ السلام کے بارے میں نفی کی ضرورت نہیں، جناب موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نہیں، ساری کائنات میں سے اونچا آخری نبی تو ہے،

خود اپنے بارے میں اعلان کر دو، کیا؟ فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (حم السجدہ: ٦)

اے میرے پیارے حبیب جناب محمد ﷺ! اعلان فرما دیجیے، کیوں کہ دنیا میں وقت آنا ہے، تنازعہ ہونا ہے، اختلاف ہونا ہے، اسی تنازعہ، اختلاف میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے دروازے پر نہ جانا، تیرا میرا جھگڑا ہے نا، تم کہتے ہو، اختلاف ہو گیا ہے، چلیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے دروازے پر، اختلاف ہو گیا ہے، شافعی کہتا ہے نہیں نہیں، امام شافعی رحمہ اللہ کے دروازے پر، جناب مالکی سے پوچھو، کہتا ہے، امام مالک کے دروازے پر، حنبلی سے پوچھو، کہتا ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے دروازے پر،

قربان اہل حدیثو، تمہاری عظمت پر تمہیں میں سلام کیوں نہ پیش کروں، تم واحد کائنات میں ہو، جایئے پوچھئے، میں حنفی کو بڑے ادب و احترام سے پوچھتا ہوں، کہ اختلاف ہو جائے، تو کس کے قول کو تسلیم کریں؟

کہنے لگا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا، ٹھیک ہے، تمہارا عقیدہ، دوسرا دروازہ کھٹکھٹایا، شافعیو! اگر اختلاف ہو جائے تو کس کے دروازے پر جائیں، کہنے لگا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے دروازے پر، مالکیو! بتلاؤ، اگر اختلاف ہو جائے تو کس کے دروازے پر جائیں، امام مالک رحمہ اللہ کے، حنبلیو! بتاؤ، اگر اختلاف ہو جائے تو کس کے دروازے پر جائیں، کہنے لگے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے،

آؤ، دنیا والو! ہم سے پوچھو، اگر اختلاف ہو جائے، تو کس کے دروازے پر جائیں، اگر امام بخاری رحمہ اللہ کا نام لیں، ہمارا گریبان پکڑو، علامہ شہید رحمہ اللہ کا نام لیں، ہمارا گریبان پکڑو، اگر اختلاف ہو جائے، تو کدھر جانا ہے، فرمایا،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾

(النساء : ٥٩)

فرمایا، اگر تنازعہ ہو جائے، تم میں رتی برابر بھی ایمان ہے، تو، اللہ پاک نے فرمایا، اگر تم میں رتی برابر بھی ایمان ہو، تنازعہ ہو جائے، تو کسی امام کے پاس نہیں جانا، یا رب کے قرآن پاک کی طرف آنا ہے، یا محمد ﷺ کی حدیث پاک کی طرف آنا ہے،

پھر لڑائی کس بات کی، پھر قرآن پاک ایک ہے، اور بخاری بھی؟ میرا دل کرتا ہے، کہ قرآن اور بخاری تمہیں، اکٹھا نہ سمجھاؤں، یہ قرآن اور بخاری کو جوڑیئے، ذرا قرآن کو بخاری کے ساتھ جوڑیئے، اور پڑھیئے، قرآن کیا ہے،

﴿لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ (البقرة : ۲)

اور بخاری کیا ہے،

((اَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ))

اللہ کی کتاب کے بعد سب سے مستند ترین کتاب کن کی؟ اہل حدیثوں کی نہیں، بریلویوں کی، قرآن پاک کے بعد سب سے اونچی کتاب بریلویوں کے نزدیک صحیح بخاری، قرآن پاک کے بعد دیوبند کے نزدیک سب سے اونچی کتاب صحیح بخاری، قرآن پاک کے بعد سب سے صحیح ترین کتاب اہل حدیث کے نزدیک صحیح بخاری،

جب سب ایک، ایک عقیدہ قرآن اور بخاری، پھر آج پڑھیئے، ذرا قرآن اور بخاری، پڑھتا میں ہوں، کھولتا میں ہوں،

توجہ کرنا، لیکن شرط یہ ہے، تعصب سے ہٹ کر اس پر نظر دوڑانا، تعصب سے ہٹ کر بخاری پر غور کرنا، لیکن ایسے ہو کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، کہو، رضی اللہ عنہ، عقیدہ منہج صحابہ رضی اللہ عنہم کا پیارا کیسا ہے، لوگ آئے، کہنے لگے،

اے امیر المؤمنین! مدائن کا علاقہ فتح ہوا ہے، بڑا مال غنیمت صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھ آیا ہے، ایک بڑی عجیب اور بڑی پیاری بات، فرمایا، بتلاؤ، فرمایا، ایک کتاب بھی آئی ہے، مال غنیمت میں، کسی راہب کے گھر سے، کسی عالم کے گھر سے، مولوی کے گھر سے کسی پادری کے گھر سے، کسی رہبان کے گھر سے ایک کتاب ملی ہے، اور وہ کتاب بہت پیاری ہے، روحانی کتاب ہے، پڑھیں، تو ایمان تازہ ہو جاتا ہے،

غور کرنا، امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے بندہ کیا کہہ رہا ہے، کہنے لگا، میرا دل کرتا ہے، کہ کتاب کی کاپیاں کروا کر نقل کروا کر، دیگر گورنر کو، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجی

جائیں، بہت کام کی کتاب ہے، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ذرا میرے قریب کرو، قریب ہوا، فرمایا، دوبارہ بتلاؤ کیا کہہ رہے تھے، فرمایا، امیر المومنین بڑی پیاری کتاب ہے،

فرمایا، اس کتاب میں رب کے قرآن پاک کی کوئی مبارکہ ہے، کہنے لگے، جی نہیں، قرآن پاک کی تو کوئی آیت مبارکہ نہیں، فرمایا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث؟ کہنے لگے، جی حدیث بھی نہیں، تو پھر کیا فرمایا، میرے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرے ساتھیو، کوڑا لے آؤ، کوڑا لے آئے تو فرمایا، ذرا اس کو مارو، کوڑے مارے،

کہنے لگا، جی میرا قصور؟ امیر المؤمنین نے فرمایا، اس سے بڑا قصور کیا ہو سکتا ہے، کہ عمر رضی اللہ عنہ زندہ ہے،، عمر رضی اللہ عنہ زندہ ہے، اور قرآن پاک بھی موجود ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی موجود ہے، تم تیسری کتاب پیش کرتے ہو، اس سے بڑا قصور اور جرم کہ قرآن اور حدیث موجود ہے اور تم تیسری کتاب پیش کرتے ہو،

او دنیا کے لوگو! سنو!

جس دن تمہارے ہاتھوں سے تیسری کتاب اہل حدیث کھینچ لے گا، جس دن تمہارے ہاتھوں سے تیری پسندیدہ کتاب کھینچ کر زمین بوس کر دے گا، یا دریا میں برد کر دے گا، یا آگ کے حوالے کر دے گا، اس دن فتنہ بھی ختم ہو جائے گا، بربادی بھی ختم ہو جائے گی، انتشار بھی ختم ہو جائے گا، جھگڑے بھی ختم ہو جائیں گے،

یہ اس وقت تک جھگڑتے ہیں، جب تک تم نے تیسری کتاب ہاتھ میں پکڑی ہے، چھوڑ دو، فیضان سنت، بہشتی زیور چھوڑ دو، فضائل اعمال چھوڑ دو، تبلیغی نصاب چھوڑ دو، تمہارے علماء کی کتابیں، میں تمہارے ہاتھ میں سے چھڑوانا چاہتا ہوں، اور تمہارے ہاتھ میں کیا دینا چاہتا ہوں،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۟﴾

(النساء:۵۹)

لوگو! قرآن اور حدیث کے اوپر اپنا عقیدہ پیش کیجیے، قرآن اور بخاری پر اپنا عقیدہ پیش کیجیے، لاؤ، اپنا عقیدہ میں قرآن پاک پیش کرتا ہوں، لے آؤ، اپنے مسائل میں قرآن پاک پیش کرتا ہوں، لے آؤ، اپنے عقائد ونظریات ومسائل میں صحیح البخاری پر پیش کرتا ہوں،

اگر قرآن و بخاری میں تمہارا عقیدہ موجود ہو تم سچے ہو، اگر قرآن پاک میں اور بخاری میں عقیدہ میرا ہو، تو پھر میں سچا ہوں،

آیئے توجہ کیجیے!

ایک ایک عقیدہ میں قرآن پاک سے پیش کرنا چاہتا ہوں، حدیث پاک بخاری سے پیش کرنا چاہتا ہوں،

اب توجہ کرنا، قرآن پاک کیا فرماتا ہے؟

کہ تم پیغمبر ﷺ کو اللہ کے نور سے پیدا کیا ہوا مانتے ہو، قرآن پاک نہیں مانتا،

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾

قرآن پاک عقیدہ بیان فرماتا ہے، تم نور من نور اللہ کا عقیدہ پیش کرتے ہو، جاؤ، میں بخاری کھول کر تمہارے سامنے رکھتا ہوں، بخاری شریف میں حدیث کیا ہے، میرے تمہارے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ، مکہ کی گلیوں میں آپ ﷺ کے گلے میں مشرکین مکہ رسی ڈال کر کپڑا ڈال کر گلیوں میں گھسیٹ رہے ہیں، ادھر سے میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو کیا فرمایا ہے،

((اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ))

بشر کے لیے قرآن پاک میں چار لفظ آتے ہیں، قرآن و حدیث میں یا لفظ بشر آتا ہے، یا لفظ انسان آتا ہے یا لفظ عبد آتا ہے، یا لفظ رجل آتا ہے،

جاؤ، پڑھیے، یہ چاروں الفاظ قرآن و حدیث میں یا قرآن و بخاری میں یہ چاروں الفاظ پیغمبر ﷺ کے لیے موجود ہیں، اگر لفظ عبد دیکھنا چاہتے ہو،

﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ

الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾ (بنی اسرائیل:۱)

اگر لفظ عبد دیکھنا چاہتے ہو،

﴿تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ﴾ (الفرقان: ۱)

میں پوچھنا چاہتا ہوں، نور من نور اللہ کا عقیدہ رکھ کر تم کیا سمجھتے ہو کہ جناب میں نے پیغمبر ﷺ کی شان میں اضافہ کر دیا ہے،

یاد رکھیے!

نبی ﷺ کو نور من نور اللہ کہنے سے قرآن پاک کی ایک آیت نہیں، سینکڑوں آیات کا انکار ہوتا ہے، جو بندہ پیغمبر ﷺ کو اللہ کے نور سے مانتا ہے،

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ﴾

اس آیت کا انکار کرتا ہے، جو پیغمبر ﷺ کو اللہ کے نور سے پیدا کیا ہوا مانتا ہے،

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾

کا انکار کرتا ہے، جو پیغمبر ﷺ کو اللہ میں سے نور مانتا ہے،

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا﴾ (البقرہ:۲۳)

اس آیت کا انکار کرتا ہے، جو پیغمبر ﷺ کو اللہ کے نور سے مانتا ہے،

﴿فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی﴾

اس آیت کا انکار کرتا ہے، جو پیغمبر ﷺ کو اللہ سے پیدا ہوا تسلیم کرتا ہے، وہ

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾

اس آیت کا انکار کرتا ہے، بلکہ آگے بڑھیے، جو بندہ پیغمبر ﷺ کو اللہ میں سے مانتا ہے، اللہ ذوالجلال کی قسم ہے، وہ تو کلمۂ شہادت کا بھی انکار کر دیتا ہے،

((اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ))

سنیئے! توجہ کیجیے!

قرآن پاک بھی کہتا ہے، کہ پیغمبر ﷺ بشر ہیں، صحیح البخاری بھی کہتی ہے کہ پیغمبر ﷺ بشر ہیں، بخاری میں کہاں لکھا ہے؟

سنو توجہ فرماؤ!

میرے تمہارے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی، اور شک راوی کے لیے ابدی شک ہے، کہ نماز ظہر کی ہے یا عصر کی ہے، پیغمبر ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی ہے، تو نماز دو رکعت پڑھائی، سلام پھیر کر آپ ﷺ مسجد سے باہر تشریف لے گئے، سیّدنا ذوالیدین رضی اللہ عنہ گئے،

فرمایا، محبوب ﷺ! نماز کم ہوگئی ہے یا آپ ﷺ بھول گئے، فرمایا، نہ کم ہوئی ہے، نہ میں بھولا ہوں، فرمایا، محبوب ﷺ جی، پھر دو کیوں پڑھائی ہیں، فرمایا، دو پڑھائی ہیں، جی محبوب ﷺ جی، آپ ﷺ واپس تشریف لائے، فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم!

((اَحَدَقَ ذُوالْیَدَیْنِ))

یہ ذوالیدین سچ کہتا ہے، جی محبوب ﷺ جی! آج آپ ﷺ نے دو پڑھائی ہیں، میرے پیغمبر ﷺ نے دو اور پڑھائی، پھر سجدہ سہو کیا، پھر سلام پھیرا، پھر فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بشر ہوں، جب میں بھول جایا کروں، مجھے یاد کروا دیا کرو،

((اَنْسٰی كَمَا تَنْسَوْنَ))

ایسے بھول جاتا ہوں، جیسے تم بھول جاتے ہو، لہٰذا قرآن بھی فرماتا ہے، پیغمبر ﷺ بشر ہیں، صحیح البخاری بھی کہتی ہے، پیغمبر ﷺ بشر ہیں، اپنا عقیدہ پیش کیجیے، قرآن پاک پر پیش کیجیے، لوگو! لڑو نہیں، جھگڑو نہیں، فتنہ و فساد نہیں،

میں بڑے پیار و محبت سے دعوت فکر دینا چاہتا ہوں، کہ جس عقیدہ پر تم ہو، اس عقیدہ کو

قرآن پر پیش کرو، جس عقیدہ پر تم ہو، اس عقیدہ کو صحیح البخاری پر پیش کرو، قرآن کیا فرماتا ہے، صحیح البخاری کیا کہتی ہے، تم کہتے ہو، کہ پیغمبر ﷺ مشکل کشا ہیں، تم کہتے ہو، پیغمبر ﷺ حاجت روا ہیں، اور قرآن کیا فرماتا ہے، فرمایا،

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ﴾ (الانعام:۵۰)

محبوب ﷺ جی! اعلان کیجیے، میں مختار کل نہیں، دوسرا مقام قرآن کا،

﴿قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا﴾ (الانبیاء:۷۲)

قرآن! قرآن کیا اعلان کرتا ہے، محبوب ﷺ جی! اعلان کرو، میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں، بخاری کیا کہتی ہے، ادھر قرآن کیا فرمارہا ہے، ادھر بخاری کیا کہہ رہی ہے، اٹھائیے، کتاب التفسیر، صحیح البخاری کی!

میرے تمہارے محبوب جناب محمد ﷺ میدان احد میں ہیں، غزوہ احد میں ہیں، آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے، جب دندان مبارک شہید ہوئے، زخمی بھی ہوئے فرمایا، وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہوگی، وہ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے، جنہوں نے اپنے نبی ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی کیا، اتنے الفاظ ارشاد فرمائے، اٹھائیے بخاری، آسمان سے آواز آ گئی،

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ﴾ (آل عمران:۱۲۸)

فرمایا، محبوب ﷺ، تمہارے اختیار کی بات نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار کی بات ہے، بخاری میں آتا ہے، میرے محبوب ﷺ نے فرمایا،

((اِعْمَلِيْ يَا فَاطِمَةُ))

فاطمہ رضی اللہ عنہا نیک عمل کرنا، کہیں آپ ﷺ نے فرمایا، اے قریش نیک اعمال کرنا، کہیں آپ ﷺ نے فرمایا، صفیہ رضی اللہ عنہا نیک اعمال کرنا، کہیں فرمایا، میرے چچا عباس رضی اللہ عنہ نیک اعمال کرنا، میں قیامت کو نہیں بچا سکوں گا، نیک اعمال کرنا،

اگر بخاری پر غور کرو، پھر میں تمہیں دعوت دیتا ہوں، بخاری پڑھو، ایک بات نہیں، بخاری میں ایک حدیث نہیں، کئی احادیث میں تمہارے سامنے رکھنا چاہتا ہوں، میرے

تمہارے محبوب پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ...... غور کرنا،

آپ ﷺ کے چچا ابو طالب موت اور زندگی کی کشمکش میں ہیں، میرے محبوب ﷺ رحمۃ للعالمین ﷺ تشریف لائے، چچا کے قریب ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا، چچا ابوطالب میرے کان میں کلمہ پڑھ لو، کان میں کلمہ پڑھ لو، میں اس کلمہ......،

غور کیجیے، توجہ فرمائیں!

فرمایا، میرے چچا جی، میرے کان میں کلمہ پڑھ لو تو میں بطور دلیل قیامت کو پیش کروں گا، قیامت والے دن، جب اتنی بات پیغمبر ﷺ نے فرمائی، تو چچا کہنے لگا، اے محمد ﷺ! تم سچے ہو، تمہارا دین سچا ہے، لیکن میں اپنے باپ دادا کے دین پر مرنا چاہتا ہوں، نبی پاک ﷺ نے جب اتنی بات سنی، آنکھوں میں آنسو آ گئے، اللہ کی قسم ہے، میرے نبی ﷺ حریص کتنے ہیں، فرمایا:

﴿حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

آپ ﷺ بڑے حریص ہیں، دنیا ایمان لائے، پھر چچا ایمان کیوں نہ لائے، پوری کوشش کی، جب چچا نے جواب دیا ہے، آنکھوں سے آنسو گرے، ہائے میرا چچا میری آنکھوں کے سامنے جہنم میں جا رہا ہے، تم آواز لگاؤ،

((أُنْظُرْ حَالَنَا وَاسْمَعْ قَالَنَا))

یا رسول اللہ! یا علی مدد، میں تمہارے دعوے مانوں یا رب کا قرآن مانوں، تمہارا عقیدہ نظریہ کہ

تیرا کھانواں تیرے گیت گانواں یا رسول اللہ
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

یہ تمہارا عقیدہ تسلیم کروں یا قرآن، قرآن کیا اعلان فرماتا ہے اور صحیح بخاری میں قرآن اور حدیث کو جوڑ کر دیکھنا، بخاری میں نقشہ کھینچا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے پیغمبر ﷺ کی

حدیث کی روشنی میں کہ میرے محبوب ﷺ جب اپنے چچا کے سامنے ناامید ہوئے کہ میرا چچا نہیں پڑھے گا، آنکھوں سے آنسو گرے اور بخاری کے ساتھ ذرا قرآن پڑھو، آسمان سے آواز آئی،

﴿اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ﴾

(القصص:٥٦)

اے میرے محبوب ﷺ جی آپ ہدایت نہیں دے سکتے، یہ میرے اختیار کی بات ہے، لہٰذا مختار کل میرے مصطفیٰ ﷺ نہیں، یہ ہے، اپنا عقیدہ قرآن سے پیش کیجیے، اپنا ایک ایک عقیدہ صحیح بخاری سے پیش کیجیے، قرآن اور بخاری سے اپنے عقائد پیش کرتے جائیں،

رب کعبہ کی قسم ہے! قرآن پاک بھی حمایت کرتا ہے، تو اہل حدیث کے عقیدہ کی کرتا ہے، اگر بخاری حمایت کرتی ہے، تو اہل حدیث کے عقیدہ کی حمایت کرتی ہے،

جایئے پڑھیے! اہل حدیث کا عقیدہ یہ ہے پڑھ کر دیکھ لیجیے!

پھر قرآن سے پیش کیجیے یا پورے اجتماع میں سے ایک بندہ ایک رقعہ لکھے کہ اہل حدیث کا فلاں عقیدہ رب کہ قرآن کی فلاں آیت کے خلاف ہے، ایک ایسا عقیدہ ثابت کیجیے، یا کوئی شخص ایک رقعہ لکھے کہ اہل حدیث کا فلاں عمل پیغمبر ﷺ کی فلاں مرفوع حدیث کے خلاف ہے، جو حدیث صحیح البخاری میں ہے،

میں ایک نہیں، سینکڑوں، ایسے عقائد اور مسائل پیش کر سکتا ہوں، جو عقائد و مسائل تمہارے ہیں، لیکن نہ قرآن پاک سے ثابت ہیں، نہ صحیح البخاری سے ثابت ہیں، بلکہ ثابت تو دور کی بات ہے، جناب ثابت ہونا تو دور کی بات ہے، قرآن کے بھی خلاف ہیں، اور میرے مصطفیٰ ﷺ کی حدیث کے بھی خلاف ہیں، ایک نہیں، سینکڑوں ایسے پیش کر سکتا ہوں،

پیش کیجیے، قرآن سے اپنے عقائد، تم غیر اللہ کے نام پر نذر و نیاز دیتے ہو، تمہارا عقیدہ ہے، اور قرآن کیا فرماتا ہے،

﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَ مَآ اُهِلَّ بِهٖ

لِغَیْرِ اللّٰہِ﴾ (البقرہ:۱۷۳)

غیر اللہ کی نذر و نیاز کو اللہ نے تم پر حرام قرار دیا ہے، کہاں یاد آئے مناظر اسلام حافظ عبد اللہ شیخو پوری رحمہ اللہ، اللہ ان کی قبر پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے، (آمین) حافظ صاحب نے فرمایا کرتے تھے، ایک جمعہ پر میں نے زور لگایا، باہر کے لاؤڈ اسپیکر چلتے تھے، حافظ صاحب فرماتے ہیں، میں نے بار بار یہ آیت مبارکہ پڑھی،

﴿وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ (المائدہ:۳)

حافظ صاحب فرماتے ہیں، جب میں نے بار بار پڑھی کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے، مولوی جی، گیارہویں حرام، غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام، حافظ صاحب فرماتے ہیں، جب میرا جمعہ ختم ہوا، دوسرے ہمسائے مولوی کا جمعہ شروع ہو گیا، کہنے لگا، حافظ صاحب عبد اللہ شیخو پوری رحمہ اللہ نے یہ آیت پڑھی ہے، یہ آیت پڑھی، بڑا زور رہا ہے، کہ وہ

﴿وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ (المائدہ:۳)

میں پوچھتا ہوں، دلیل نہیں، میں پوچھتا ہوں، حافظ صاحب سے کہ دودھ ہمارا ہے، چاول ہمارے، چینی ہماری، آپ کو کیا پریشانی ہے، حافظ صاحب فرمانے لگے، میں اگلے جمعہ پھر گیا، میں نے کہا، مولوی جی، جو آپ نے پچھلے جمعہ میں فرمایا ہے، کہ دودھ ہمارا ہے، چاول، چینی ہماری ہے، حافظ صاحب فرمانے لگے، مشرک! اگر دودھ تمہارا ہوتا تو میں بھی شور نہ ڈالتا، اگر دودھ تمہارا ہوتا تو اگر دودھ تمہارا ہوتا تو......

شیر پنجاب پیچھے بیٹھے ہیں......

اگر دودھ تمہارا ہوتا، میں بات نہ کرتا، دودھ تمہارا نہیں ہے، کس کا ہے،

﴿وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ۝﴾ (النحل:٦٦)

فرمایا، دودھ کون پیدا کرتا ہے، بولو! شیخوپورہ کا تذکرہ کریں تو دوسری ہستی کا ذکر نہ کریں، تو بات پوری نہیں ہوتی، شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخو پوری رحمہ اللہ، شیخ القرآن، فرمایا

کرتے تھے، دیکھ لو، جب بھینس کو زمیندار دوہتا ہے، اور کٹے کو چھوڑتا ہے، اور کٹا جب بھینس کے نیچے جاتا ہے، تھنوں کو منہ مارتا ہے، جب دودھ تھنوں میں آجاتا ہے، تو زمیندار کٹے کو کلے سے باندھ دیتا ہے،

جب باندھ دیتا ہے، تو کٹا اپنی ماں کی طرف دیکھتا ہے، اور بلکتا ہے، روتا ہے، اور کہتا ہے، اماں جی، یہ کون ہے، یہ کون ہے، تمہارا پی کر پلنے والا جو بالٹی لاکر نیچے بیٹھتا ہے، بیٹا تمہارا میں ہوں اور دودھ یہ دوہنے لگا ہے، نکالنے لگا ہے، تو پتہ پھر ماں، بھینس پیار سے کیا کرتی ہے،

شیخ القرآن رحمہ اللہ فرماتے ہیں، بھینس پیار سے محبت سے اپنے بیٹے کے ماتھے پر منہ مار کر کہتی ہے، بیٹا، تم صبر کرو، ہم اللہ تعالیٰ کے باغی نہیں، دودھ تم کو نہیں پلانا، دودھ اس کو پلانا ہے، اس نے صبح گیارہویں دینی ہے، دودھ اس کو دینا ہے، اس نے جب سارا دودھ دوہا تو لے کر اٹھا، بالٹی بھر کر تو پیچھے سے بھینس زبان حال سے کیا پڑھتی ہے،

﴿لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ۝﴾

اور شیخ القرآن فرمایا کرتے تھے، کہ دودھ تمہارا نہیں، دودھ کون بناتا ہے، اللہ بناتا ہے، تم کہتے ہو، چاول چینی ہمارے ہیں، مولانا فرماتے ہیں، تم جھوٹ بولتے ہو، قرآن پاک فرماتا ہے،

﴿فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ۝ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا۝ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا۝ فَاَنْبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا۝ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا۝ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا۝ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا۝ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا۝ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ۝﴾

(عبس: ٢٤-٣٠)

یہ خوراک تم پیدا نہیں کرتے، یہ خوراک کون عطا ہے،

﴿اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا۝ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا۝ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا۝ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا۝ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا۝ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ

مَعَاشًاo وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًاo وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًاo
وَّاَنزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًاo لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًاo﴾

(النبأ:٦۔١٥)

فرمایا، یہ چیزیں تمہاری نہیں، تم جھوٹ بولتے ہو کہ دودھ ہمارا ہے، چاول ہمارے ہیں، یہ کون پیدا فرماتا ہے؟

﴿اَلرَّحْمٰنُo عَلَّمَ الْقُرْاٰنَo خَلَقَ الْاِنسَانَo عَلَّمَهُ الْبَيَانَo اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍo وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِo وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَo اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِo وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَo وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِo فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِo وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُo فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِo﴾ (الرحمن:١۔١٣)

توجہ کیجیے!

جس مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو فرمایا:

﴿فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾

جس مسئلہ میں تنازعہ ہو جائے، وہ مسئلہ قرآن پاک کی طرف لے جاؤ،

﴿فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ﴾

قرآن پاک کی طرف لے جاؤ،

﴿وَ الرَّسُوْلِ﴾

اور اس کو پیغمبر ﷺ کی حدیث کی طرف لے جاؤ، جو مسئلہ لائیے، قرآن کی طرف لے جائیے، حدیث مصطفیٰ ﷺ کی طرف لے جائیے، تم غیر اللہ کی نذر و نیاز دیتے ہو، قرآن پاک اس کا انکار کرتا ہے، تم غیر اللہ کی نذر و نیاز دیتے ہو، حدیث انکار کرتی ہے، صحیح البخاری انکار کرتی ہے،

ذرا غور کرنا، میرے تمہارے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ زمانۂ نبوت سے پہلے اعلان نبوت سے پہلے...... روایت صحیح البخاری میں ہے، زمانہ نبوت سے پہلے اعلان نبوت سے پہلے میرے محبوب ﷺ کی زید بن عمرو رضی اللہ عنہ بن قیس نے دعوت کی، میرے محبوب دعوت پر آئے، جب گوشت سامنے رکھا، تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا، زید!

ابھی آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان بھی نہیں فرمایا، زید، جی، فرمایا، یہ گوشت کس قسم کا ہے، کہنے لگا، محبوب ﷺ جی، یہ گوشت، فلاں مقتدی کے گھر میں ذبح کیا اور آپ ﷺ کے لیے پکایا، ابھی تک آپ ﷺ نے اعلان نبوت نہیں فرمایا، تو کیا فرمایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، زید بن عمرو رضی اللہ عنہ! جی، اے محمد ﷺ! بتلایئے،

فرمایا، یہ گوشت اٹھا لو، میں محمد رضی اللہ عنہا غیر اللہ کی نذر و نیاز نہیں کھایا کرتا، مانو قرآن کیا فرماتا ہے، غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے، حدیث بخاری کیا فرمان ہے، غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے، اس لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہانت کی آئی ہوئی مٹھائی منہ میں ڈال لی، جب غلام نے بتایا، اپنی انگلی اندر کر کے قے کر دی، کبھی غیر اللہ کی نذر و نیاز والی چیز نہیں کھائی، مانو، قرآن فیصلہ فرما دیا ہے،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾

آیئے! میں دو حدیثیں پڑھنا چاہتا ہوں، جو مسلک اہل حدیث کی حقانیت کو بالکل دو ٹوک واضح کریں حدیث کی کتاب سے روایت پڑھنا چاہتا ہوں، اور دوسری روایت طبرانی کبیر کے حوالے ہے۔

پہلی حدیث راوی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ میرے تمہارے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ ان حدیثوں کو پلے باندھ لو، غور کیجیے، توجہ فرمایئے، اگر حدیث نہ ہو، پھر مجھ سے سوال کیجیے، اگر حدیث مصطفیٰ ﷺ ہو، پھر توجہ کیجیے، اپنے گریبان میں جھانکیے، اپنے عقیدہ منہج پر غور کیجیے،

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا، کیا فرمایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، جی محبوب ﷺ جی، فرمایا، عنقریب میرے جانے کے بعد میری امت

میں ایسے لوگ آئیں گے، کیسے لوگ، آپ ﷺ نے فرمایا، اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ!

((يَدْعُوْنَ النَّاسَ))

وہ لوگوں کو دعوت دیں گے، تقریریں کریں گے، وعظ کریں گے، اور کیا سنائیں گے، فرمایا۔

((يَدْعُوْنَ النَّاسَ اَقْوَالَ اِمَامِهِمْ وَرُهْبَانِهِمْ))

فرمایا، وہ اپنے پیروں کے اپنے اماموں کے اقوال سنائیں گے، اقوال سنائیں گے، اپنے امام کے، تو نبی پاک ﷺ کے صحابی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، محبوب ﷺ جی، یہ سمجھ آ گئی کہ وہ لوگ گمراہ ہوں گے، فرمایا، ہاں، ہاں، وہ لوگ حق پر نہیں ہو سکتے، جو لوگوں کو

((يَدْعُوْنَ النَّاسَ اَقْوَالَ اِمَامِهِمْ وَرُهْبَانِهِمْ))

اپنے اماموں کے اقوال کی طرف بلائیں، اپنے رہبان، درویشوں کی طرف بلائیں، فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا کریں گے، فرمایا،

((يَعْدِلُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ))

جو خالص مومن ہوں گے، وہ جب امام کے پیچھے آمین کہیں گے، تو باطل والے ان کو دیکھ کر پریشان ہوں گے، دو نشانیاں آپ ﷺ نے بیان فرمائیں، باطل گروہ وہ ہوں گے، جو لوگوں کو اپنے علماء کے اقوال کی طرف بلائیں گے، اپنے پیروں کے اقوال کی طرف بلائیں گے،

اور امام کے پیچھے آمین کہنے سے پریشان ہوتے ہیں، یا کہتے ہیں، ہم تو کہتے ہیں، اور لوگوں کو اپنے علماء کے اقوال کی طرف بلاتے بھی ہیں، لہٰذا اہل حدیث نے واضح کیا ہے کہ ہمیں دیکھ کر پیغمبر ﷺ نے

((يَعْدِلُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ))

ہمیں مسلمین قرار دیا، ہمیں اہل حق قرار دیا، ہم امام کے پیچھے آمین کہنے والے اور ہماری آمین سن کر پریشان ہونے والے ان کو پیغمبر ﷺ نے باطل قرار دیا، دوسری حدیث

طبرانی کبیر میں راوی سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی پاک ﷺ نے فرمایا،

اے عوف رضی اللہ عنہ! جی محبوب جی، فرمایا!

میری امت کے تہتر فرقے بن جائیں گے۔

پھر فرمایا، سب سے برا فرقہ کون سا ہو گا، سب برے فرقے کے بارے میں نبی پاک ﷺ نے فرمایا، میری امت کے تہتر فرقوں میں سے سب سے برا فرقہ وہ ہوگا، جو لوگوں کو میری حدیث کے مقابلے میں قیاس کی طرف بلائے گا، قیاس کی طرف بلائے گا، اللہ کی قسم ہے، ہم قیاس کی طرف نہیں بلاتے، ہم تو مصطفیٰ ﷺ کی حدیث کی طرف بلاتے ہیں،

بتلایئے، وہ فرقہ کون سا ہے، جو قیاس کی طرف بلاتا ہے، لوگ غلط کہتے ہیں، کہ ادھر بھی حدیث ہیں، تمہارے پاس بھی احادیث ہیں، اہل حدیث، اہل حدیث کے پاس ہیں، الدرر الشریعۃ اٹھا کر دیکھیے، شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی، اس میں لکھا ہے، جماعت کے ثانیہ کا مسئلہ حل کرتے کرتے کہ اگر مسجد میں نماز ہو جائے، نماز باجماعت ہو جائے تو پھر آدمی آ جائے، تو بعد میں دوسری جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

بولو آپ ﷺ نے فرمایا، اگر پہلی جماعت ہو جائے، تو دوسرا شخص آیا، پیغمبر ﷺ کا صحابی رضی اللہ عنہ آیا تو میرے محبوب ﷺ نے فرمایا، کوئی ہے، میرا ساتھی جو اپنے بھائی پر صدقہ کر دے، اٹھ کر ساتھ نماز پڑھے، اسے جماعت کا ثواب ملے گا، اور تمہیں اللہ نفل پڑھنے کا ثواب عطا کر دے گا، مسجد نبوی میں دوسری نماز باجماعت آپ ﷺ نے کروائی، لیکن قربان جاؤں۔

کیا فرمایا، فرمانے لگے، مسجد اگر شہر کی ہو، محلے کی ہو، تو دوسری جماعت جائز نہیں، اگر روڈ کی ہو یا پٹرول پمپ پر ہو تو جائز ہے، اگر پٹرول پمپ کی مسجد ہو، یا روڈ کی مسجد ہو تو جائز ہے، اگر شہر کی ہو تو نہیں جائز، اس کو کہتے ہیں، قیاس، قیاس کیا ہے، حیلہ لے کر آئے، آج کئی ایسی مسجدیں موجود ہیں، جہاں باقاعدہ بورڈ لگے ہیں، یہاں جماعت ثانیہ دوسری جماعت ممنوع ہے،

شیخ الہند دوسری جماعت پر بات کرتے کرتے کیا کہا؟ کہ بعض ہمارے لوگ بھی دوسری

جماعت کروانے پر بضد ہوئے ، اور اصرار کر رہے تھے، حالانکہ امام کا قول اس حدیث کے مخالف ہے، اس کے باوجود بھی ضہ کر رہے تھے کہ دوسری جماعت ہونی چاہیے، جماعت ثانیہ جائز ہے،

میں پوچھتا ہوں، اپنے علماء سے، میرے الفاظ نہیں، شیخ الہند کے الفاظ ہیں، فرماتے ہیں، میں اپنے علماء الناس سے پوچھتا ہوں، کہ جب کوئی غیر مقلد اہل حدیث نماز میں رفع الیدین کرے اور تم اس کو مسجد میں نکالنے کا فتویٰ دو، جبکہ رفع الیدین کرنے کی احادیث صحیح بھی ہیں، صریح بھی ہے، مرفوع بھی ہے، لیکن پھر بھی ہم رفع الیدین نہیں کرتے ، کیوں؟ اپنے امام کی وجہ سے،

صاف الفاظ ہیں، ہم رفع الیدین نہیں کرتے ، اپنے امام کی وجہ سے، لیکن رفع الیدین چھوڑنے امام کی وجہ سے، سینکڑوں احادیث کو چھوڑ بیٹھے امام کی وجہ سے، ہم چھوڑیں گے ان شاء اللہ دوسری باجماعت والی حدیث بھی اپنے امام کی وجہ سے، کہتا ہم نے اپنے امام کی آڑ میں سینکڑوں چھوڑی ہیں، ہمیں کچھ نہیں ہوا، ایک سے کیا ہوتا ہے،

جماعت ثانیہ کی تو ایک دو حدیثیں ہیں، ہم رفع الیدین کی اتنی حدیثیں چھوڑ بیٹھے ہیں، اگر یہ چھوڑ دی، تو کیا ہو جائے گا، سنو! تمہیں حدیث چھوڑے کچھ نہیں ہوتا، تو ہمیں کیا ہوتا ہے،

﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۝﴾

(الاحزاب:٣٦)

لوگو! جایئے، لڑیئے مت جھگڑیئے، اپنے عقائد کو قرآن پر، بخاری پر پیش کیجیے، اگر بخاری میں اکہری تکبیر نہ ہو، پھر اہل حدیث جھوٹا، اگر اکہری تکبیر بخاری میں موجود ہو، تو پھر مانو کہ بخاری کے مطابق عقیدہ اہل حدیث کا ہے، اگر صحیح البخاری میں پاؤں سے پاؤں ملانے کی حدیث ہو، پھر اہل حدیث جھوٹا، اگر حدیث موجود ہو، پھر اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کریں،

اگر صحیح البخاری میں اونچی آمین کی حدیث موجود نہ ہو، میں جھوٹا، اگر بخاری میں اونچی آمین کی حدیث موجود ہو، پھر اپنے عمل پر نظر ثانی کیجیے، اگر بخاری میں پانچ حدیثیں رفع

الیدین کی نہ ہوں، تو میں جھوٹا، اگر حدیثیں موجود ہوں، تو پھر اپنے عمل پر نظر ثانی فرمائیے، اگر صحیح البخاری میں فاتحہ خلف الامام کی حدیث نہ ہو، تو میں جھوٹا، اگر حدیث موجود ہو، تو پھر اپنے عقیدہ، نظریہ پر نظر ثانی فرمائیے،

اگر بخاری میں فاتحہ کی حدیث نہ ہو، تو میں جھوٹا، اگر روایت موجود ہو، تو پھر اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کیجیے، اگر بخاری میں حمداً کثیراً کی حدیث موجود نہ ہو، تو میں جھوٹا، اگر حدیث موجود ہو تو اپنے عقیدہ پر نظر ثانی فرمائیے، اگر بخاری میں اس کا اعتراف نہ ہو، تو میں جھوٹا، اگر موجود ہو تو اپنے عمل پر نظر ثانی فرمائیے، اگر بخاری میں خشوع وخضوع کا تعارف نہ ہو، تو میں جھوٹا، اگر تبرک موجود ہو تو اپنے عمل پر نظر ثانی فرمائیے،

اگر صحیح البخاری میں آٹھ تراویح کی حدیث نہ ہو، میں جھوٹا، اگر بخاری میں آٹھ تراویح کی حدیث ہو تو اپنے عمل پر نظر ثانی کیجیے، اگر بخاری میں خبر واحد حجت نہ ہو، تو میں جھوٹا، اگر بخاری میں ہو تو پھر اپنے عقیدہ پر غور کیجیے، اگر بخاری میں اعمال ایمان کا حصہ نہ ہوں، میں جھوٹا، اگر اعمال ایمان کا حصہ لکھا ہو، پھر اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کیجیے،

اگر بخاری میں یا قرآن پاک میں ایمان کے بڑھنے کی حدیث نہ ہو، میں جھوٹا، اگر موجود ہو، پھر اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کیجیے، اگر بخاری میں یہ سچائی ہو کہ جو پیغمبر ﷺ کو عالم الغیب کہتا ہے، وہ جھوٹ بولتا ہے، اگر بخاری میں ہو تو عقیدہ باطل ہو گا، اگر بخاری میں ہو کہ نہیں نہیں، پیغمبر ﷺ غیب نہیں جانتے، پھر عقیدہ میرا سچا ہے،

اگر بخاری میں ہو، کہ کہنے والا عالم الغیب پیغمبر ﷺ تھا، وہ جھوٹ بولتا ہے، پھر اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کیجیے، اگر بخاری میں ہو کہ معراج کی رات مصطفیٰ ﷺ نے اپنے رب کو نہیں دیکھا، پھر تمہارا عقیدہ کہ آپ نے دیکھا ہے، باطل ہو گا، میرا عقیدہ حق پر ہو گا،

اگر بخاری میں ہو کہ میزان قیامت والے دن تولا جائے گا، پھر تمہارا عقیدہ باطل ہو گا، میرا عقیدہ حق ہو گا، اگر بخاری میں ہو، اللہ عرش پر بلند ہے، پھر تمہارا عقیدہ اللہ ہر جگہ پر ہے، تمہارا عقیدہ باطل ٹھہرے گا، بخاری کی کتاب الطہارۃ پڑھیے، کتاب الایمان پڑھیے، کتاب

العلم پڑھیے، کتاب الصلوٰۃ پڑھیے، کتاب الزکوٰۃ پڑھیے، کتاب الصوم پڑھیے، بخاری میں پڑھ کر دیکھئے، کتاب التوحید بخاری کو پڑھ کر دیکھئے، ایک ایک کتاب، ایک ایک باب، ایک ایک بخاری کی سطر،

رب کعبہ کی قسم ہے! مجھے محسوس ہوتا ہے، پوری بصیرت سے، پورے ایمان سے، علماء کی موجودگی میں، اعلان کرنا چاہتا ہوں، میرے امام بخاری رحمہ اللہ نے اول تا آخر پہلی حدیث انما الاعمال بالنیات سے لے کر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ، آخر تک ساری بخاری کا ایک ایک صفحہ ایک ایک لفظ امام بخاری نے لکھی ہے، امام کعبہ کے رب کی قسم، اس لیے کہ مسلک اہل حدیث حق ثابت ہو جائے۔

سوال ہے کہ بھینس کا دودھ ثابت کریں، قرآن و حدیث سے ثبوت پیش کریں، کہ حلال ہے یا نہیں، قرآن نے کہا ہے،

﴿اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ﴾ (المائدہ:١)

''کہ گھریلو چوپائے تمہارے لیے حلال ہیں۔''

جس نے قرآن نہ پڑھا ہو تو اس میں میرا کیا قصور ہے،

﴿اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ﴾ (المائدہ:١)

قرآن پاک نے فرمایا کہ گھریلو چوپائے حلال ہیں، مگر وہ حلال نہیں، جس کی حرمت اللہ بیان فرمائے یا اللہ کا نبی ﷺ بیان فرمائے اور بھینس کی حلت پر پوری امت کا اجماع ہے، اور اجماع بذات خود دلیل ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوسکتی، یہ بھی حدیث سے ثابت ہے، اگر تمہیں سمجھ نہ ہو، تو پھر میرا قصور نہیں،

((اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ .))

اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



حقوق النبی ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾

(الاحزاب:٦)

حضرات گرامی، جو آیت کریمہ، خطبہ مسنونہ میں تلاوت کی، یہ آیت پاک سورۂ الاحزاب اکیسویں پارہ کی ایک آیت کا ابتدائی حصہ ہے،

اس میں اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا ہے،

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾

(الاحزاب:٦)

میرے نبی محمد ﷺ آپ کا تم سے تعلق اس قدر گہرا ہے، کہ تمہاری جان تمہارا وجود، اس کا بھی تم پر اتنا حق نہیں، جتنا تم پر حق ہے، محمّد رسولُ اللّٰہ کا،

﴿وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾

اور پیغمبر رحمت ﷺ کی ساری بیویاں، مومنوں کی مائیں ہیں،

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں، میں چند گزارشات عرض کرنا چاہتا ہوں،

علمائے کرام کی کثیر تعداد موجود ہے، مفصل خطابات ان شاءاللہ تم سماعت فرماؤ گے،

پوری توجہ فرماؤ، تا کہ اس آیت کریمہ کی روشنی میں چند گزارشات تمہارے سامنے پیش کرسکوں،

عام طور پر تم علمائے کرام سے یہ بات سنتے رہتے ہو کہ قیامت کا دن ہوگا، جس انسان کے اعمال نامہ میں اللہ تعالیٰ کے حقوق میں اگر کوئی کوتاہی ہوگئی. تو اللہ معاف فرما دے گا،

لیکن جس نے اللہ کے بندے کے حقوق غصب کیے ہوں گے، حقوق العباد، اس کے لیے کوئی معافی نہیں،

جب تک یہ حق اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو دلوا نہ دے، یہ مسئلہ طے شدہ ہے کہ قیامت والے دن اللہ کے بندوں کے حق معاف نہیں ہوں گے اور اللہ کے بندوں میں سے سب سے پہلے حق جس کے ہم پر فرض ہیں،

سب سے بنیادی حق، سب سے اہم ترین حق جو اللہ نے ہم پر رکھے ہیں، اپنے بندوں میں سے، وہ کس کے ہیں؟ حقوق العباد کہاں سے شروع ہوتے ہیں، سب سے پہلے بندوں میں سے سب سے اعلیٰ حق ماں کا اور باپ کا، کہ ماں کا حق سب سے پہلے ہے، یا باپ کا حق سب سے پہلے ہے، لیکن یہ اصل بات ہے کہ ماں کا حق بھی ضروری ہے، باپ کے حق بھی ضروری ہیں، اس میں کوئی شک نہیں،

لیکن ماں اور باپ کے حق سے پہلے حقوق العباد کا آغاز اللہ کے بندوں میں سے پہلے حق جس کا ہم پر فرض ہے، وہ سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے، ہزاروں ماؤں کے حق قربان کر دیئے جائیں، ایک پیغمبر ﷺ کے حق پہ، اصل میں حقوق العباد کا آغاز محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات سے ہوتا ہے،

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ﴾ (الاسراء:۱)

نبی پاک ﷺ اللہ کے پیارے محبوب ﷺ عبد ہیں، تو سب سے اولیٰ سب سے افضل، سب سے اہم ترین حق، حضرت محمد ﷺ کی ذات مبارک ہے اور ماں باپ کے حقوق میں دیگر اللہ کے بندوں کے حقوق میں قیامت کو سوال ہو گا، لیکن اللہ کے نبی ﷺ کے حقوق کے بارے میں قیامت والے دن سے پہلے ہی قبر سے حساب شروع ہو جائے گا،

اگر ساری دنیا کے حق ادا کرو، ماں کے حق ادا کرو، باپ کے حق ادا کرو، مہمان کے حق ادا کرو، اولاد اور بیوی کے حق ادا کرو، پڑوسیوں کے حق ادا کرو، ہمسایوں کے، اہل محلہ کے حق ادا کرو، لیکن اپنے نبی ﷺ کے حق ادا نہ کرو؟ یہ سارے حق ادا کر کے بھی بندہ جنت میں نہیں

جا سکتا، لہٰذا ضروری ہے کہ سب سے پہلے اپنے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کے حقوق کو ہم پہچانیں، اور ان کو ادا کریں،

اس پر غور فرمائیں کہ قیامت کا دن ہو، اللہ کی عدالت ہو، اور انصاف کا ترازو لگا ہو، اور کسی شخص کے خلاف اس کی ماں، اللہ کی عدالت میں پیش ہو جائے کہ اللہ میرے اس بیٹے نے مجھ پر بڑے ظلم کیے، کوئی معافی کی صورت ہے؟ جس کے خلاف باپ پیش ہو جائے، جس کے خلاف بھائی، بیوی، اولاد اور بچے پیش ہو جائیں، اس کی کوئی معافی نہیں،

ذرا اندازہ کرو، اللہ کی عدالت ہو اور ہم کھڑے ہوں اور اللہ کی عدالت میں، سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ پیش ہو جائے کہ اللہ میرے اس امتی نے میرے حقوق کو پامال کیا، آپ فیصلہ کریں، اس کی معافی کی کوئی صورت بھلا ہو سکتی ہے،

ہمیں اصل میں مولویوں نے اس مغالطے میں ڈال دیا کہ بھائی جو چاہو کرو، نبی پاک ﷺ نے قیامت والے دن سفارش کرنی ہے، تو بخشے جائیں گے، اس میں کوئی شک نہیں، شفاعت کبریٰ کا حق اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمائیں گے، لازمی طور پر، پورے طور پر، اور پوری امت کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے، کہ پیغمبر ﷺ کی شفاعت حق ہے، اس میں کوئی شک و شبہ نہیں،

لیکن جہاں آپ ﷺ کی شفاعت حق ہے، وہاں آپ ﷺ کی شکایت بھی حق ہے، آپ ﷺ نے سفارش بھی کرنی ہے، اور شکایت بھی کرنی ہے، لہٰذا سفارش ہو گی، ان بندوں کے بارے میں جن سے کوئی چھوٹی موٹی غلطیاں گناہ ہو گئے، پیغمبر ﷺ سفارش کریں گے، رب رحمت فرمائے گا،

لیکن جس کے خلاف پیغمبر ﷺ بول اٹھے اور قیامت والے دن یہ قرآنی الفاظ کی زبان مبارک پر ہوں گے،

﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا﴾

(الفرقان: ۳۰)

اے اللہ! میری قوم نے سچے قرآن کو چھوڑ دیا تھا، اللہ اس قوم نے میری اتباع کے حقوق کا خیال نہیں رکھا، یا اللہ ان کے حق میں، میں شکایت کرتا ہوں،

آؤ، دوستو، جو چیز میں بیان کرنا چاہتا ہوں، جو مسئلہ میں تمہارے سامنے رکھنا چاہتا ہوں، آؤ، اپنے محبوب پیغمبر محمد ﷺ کی شکایت سے، اگر قیامت والے دن بچنا چاہتے ہو، اپنے نبی ﷺ کے حق ادا کرو، اور یہ فیصلہ کرو۔

آؤ اپنے نبی ﷺ اپنے پیغمبر ﷺ کی اتباع، فرمانبرداری کے حق کو پہچانو، میں حقوق مصطفیٰ ﷺ کا ذکر بھی کروں اور ساتھ ساتھ مغالطے بھی دور کرتا جاؤں مسلک اہل حدیث کی روشنی میں آؤ ذرا توجہ فرماؤ!

مغالطے تمہاری بستی میں، چک میں، ہوں گے، میں شروع میں ہی ان مغالطوں کو دور کر دوں، آؤ، پیغمبر ﷺ کی ذات کے بارے میں، پیغمبر ﷺ کی عظمت کے بارے میں، پیغمبر ﷺ کی شان کے بارے میں، پیغمبر ﷺ کے مقام کے بارے میں، اہل حدیث کا کیا عقیدہ ہے، پیغمبر ﷺ کے حقوق کے بارے میں، اہل حدیث کا کیا عقیدہ ہے،

پیغمبر ﷺ کی شان، اہل حدیث بیان کرتے ہیں، لیکن کس انداز میں، کوئی پیغمبر ﷺ کی شان بیان کرتا ہے، قصے اور کہانیوں سے، کوئی پیغمبر ﷺ کی شان بیان کرتا ہے، جعلی اور شرکیہ اشعار کے ساتھ کوئی پیغمبر ﷺ کی شان بیان کرتا ہے، جھوٹی روایتوں اور قصے کہانیوں کے ساتھ،

آؤ اہل حدیث پیغمبر ﷺ کی شان بیان کرتا ہے، اللہ کے قرآن کی روشنی میں، اور پاک پیغمبر محمد ﷺ کے فرمان کی روشنی میں،

ویسے بھی پیغمبر ﷺ کی شان بیان کرنے کا حق انسان ادا نہیں کرسکتا، ایک خطیب حق ادا نہیں کرسکتا، میں کیا بیان کروں، پیغمبر ﷺ کی شان کیا ہے، پیغمبر ﷺ کی عظمت کیا ہے، پیغمبر ﷺ کا مقام کیا ہے، پیغمبر ﷺ کی شان وہی بیان کرسکتا ہے، جس نے پیغمبر ﷺ کو شان عطا فرمائی آپ کو پیدا فرمایا۔

آؤ قرآن پاک پڑھیں، پیغمبر ﷺ کا مقام کیا ہے، پیغمبر ﷺ کی عظمت کیا ہے، پیغمبر ﷺ کے ہم پر حقوق کون سے ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾

(الاحزاب:٦)

اللہ نے فرمایا، اے دنیا والو!

جو تمہارا وجود ہے، یہ جو تمہارا جسم ہے، تمہارے جسم کے اتنے حق تم پر نہیں، جتنے حق تم پر پاک پیغمبر محمد ﷺ کے ہیں، ماں قربان کر دی جائے، پیغمبر ﷺ کے حق پر باپ قربان کر دیا جائے، پیغمبر ﷺ کے حق پر اپنی جان قربان کر دی جائے، پیغمبر ﷺ کے حق پر تو رب فرماتا ہے،

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾

(الاحزاب:٦)

پیغمبر ﷺ کے وہ کون سے حق ہیں، جو مجھ اور تم پر ضروری ہیں، پکے ہیں، جن کے بغیر بندہ مسلمان نہیں ہو سکتا، جن کو ادا کیے بغیر بندہ پیغمبر ﷺ کا کلمہ پڑھنے کا حق ادا نہیں کر سکتا، پیغمبر ﷺ کے حقوق، ہم پر کون سے ہیں،

میرے پیارے حبیب پاک پیغمبر محمد ﷺ کا پہلا حق جو ہم پر ضروری ہے، چاہے وہ یہودی ہو، چاہے وہ عیسائی ہو، کوئی بھی دنیا میں جو بھی انسان رہ رہا ہے، اس پر میرے نبی ﷺ کا پہلا حق کون سا ہے، اللہ پاک نے فرمایا:

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ....﴾

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ﴾ (آل عمران:١٧٩)

اللہ پاک نے فرمایا جو بھی انسان دنیا میں موجود ہے، اس کے اوپر ضروری ہے کہ میرے پیغمبر ﷺ کا پہلا حق ادا کرے۔

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ﴾ (آل عمران:١٧٩)

میرے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ، یہ پہلا حق نبی ﷺ کا ہے، کہ آپ ﷺ کی ذات نبوت رسالت پر ایمان لایا جائے، جو بندہ ایمان نہیں لاتا، وہ مسلمان ہوسکتا؟ نہیں ہوسکتا،

رب فرماتا ہے، پہلا حق نبی ﷺ کا، آپ ﷺ کی ذات پر ایمان لایا جائے،

سنو! اہل حدیث سے، پیغمبر ﷺ کے حقوق کیا ہیں؟

سنو! اہل حدیث کا عقیدہ کیا ہے؟ اہل حدیث کی محبت پیغمبر ﷺ سے، اہل حدیث کی عقیدت پیغمبر ﷺ سے، اہل حدیث کی الفت پیغمبر ﷺ سے، سماعت فرماؤ، اہل حدیث کا عقیدہ کیا ہے کہ پہلا حق نبی ﷺ کا کون سا ہے؟

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ﴾ (آل عمران:۱۷۹)

اس آیت مبارکہ کو سامنے رکھتے ہوئے، آؤ، صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ میرے پیارے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھی شخص اس زمین پر موجود ہے، وہ مرد ہے یا عورت ہے، جو بھی بندہ اس زمین پر موجود ہے، محبوب ﷺ فرماتے ہیں، چاہے وہ یہودی ہو، عیسائی ہے، اس کے کان میں آواز پہنچ جائے کہ محمد ﷺ نے نبوت و رسالت کا اعلان کر دیا،

محبوب ﷺ نے فرمایا، جس کے کان میں یہ آواز پہنچ جائے، میری نبوت و رسالت کا اعلان اس کی آواز اس کے کان میں پہنچ جائے، پھر وہ مجھ پر ایمان نہ لائے، محبوب ﷺ نے فرمایا، وہ بندہ جہنم میں جائے گا،

یہ حدیث مسلم شریف کی ہے، پیغمبر ﷺ پر ایمان لانا فرض ہے، جو بھی دنیا میں انسان موجود ہے، یہ قرآن کی آیت مبارکہ اور حدیث مسلم ہے،

آؤ ایک اور مقام!

قرآن پاک میں، اللہ پاک نے فرمایا لوگو، صرف تم ہی نہیں، عام انسان ہی نہیں، رب فرماتا ہے، میں نے سب نبیوں سے بھی کہا، او میرے نبیو اگر تمہارے دور نبوت میں میرا آخری نبی آجائے، اللہ جی، کیا حکم ہے؟ فرمایا:

﴿لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ﴾

میرے نبیو! تم پر بھی فرض ہے، کہ میرے محمد ﷺ پر ایمان لاؤ، سب نبیوں پر بھی ضروری ہے، کہ تمہارے دور نبوت میں میرا نبی ﷺ آ جائے، ان پر بھی حق ہے، کہ میرے نبی ﷺ کا کہ وہ سارے نبی ایمان لائیں، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پہلے آسمان پر زندہ ہیں، زندہ ہیں، یا نہیں؟ مانتے ہو۔

سب کا عقیدہ ہے عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہا السلام پہلے آسمان پر زندہ ہیں، انہوں نے قیامت سے پہلے زمین پر آنا ہے، متواتر حدیثیں ہیں، نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہ آپ علیہ السلام نے نازل ہونا ہے، قرآن پاک میں بھی صراحت و وضاحت موجود ہے، کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے زمین پر آئیں گے، اور جس وقت آئیں گے،

مسلم شریف میں حدیث ہے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، فجر کی نماز کے وقت ان کا نزول ہوگا، مسجد پر آئیں گے، مینار پر نازل ہوں گے، پھر مسجد میں آئیں گے، فجر کی نماز کی اقامت ہو چکی ہوگی، امام کہہ رہا ہوگا، صفیں درست کرلو، اوپر سے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آ جائیں گے، امام کون ہوں گے، امام مہدی علیہ السلام اس مسجد میں موجود ہوں گے، فجر کی اذان کے بعد اقامت تکبیر ہو چکی ہوگی، صفیں درست ہو رہی ہوں گی،

محبوب ﷺ نے فرمایا، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دو کپڑے پہنے ہوں گے، یعنی قمیض بھی ہو گی اور شلوار بھی ہوگی، اور سر پر کوئی چیز؟ سر پر کوئی چیز؟ دو کپڑے حدیث میں تخصیص ہے، دو کپڑے ہوں گے، سر سے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ننگے ہوں گے،

کیونکہ محبوب ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے جو بال مبارک ہیں، اگر وہ بالوں کو نیچے کریں، تو ان میں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں، اگر اپنے بالوں کو پیچھے کریں، آپ ﷺ نے فرمایا، وہ پانی کے قطرے اس طرح چمکیں گے، جیسے موتی چمک رہے ہوتے ہیں،

وہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حدیث نے واضح کیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے، اور ننگے سر، سر مبارک پر کپڑا نہیں ہوگا، محبوب ﷺ نے فرمایا، دو کپڑے ہوں

گے، دو کپڑوں کی وضاحت آ گئی، اس کا مطلب تیسرا کپڑا نہیں ہوگا، اور کب آئیں گے، اقامت ہو چکی ہوگی، تکبیر ہو چکی ہوگی،

جماعت کھڑی ہو رہی ہوگی اور امام مہدی علیہ السلام مسجد میں موجود ہوں گے، ان کے مقتدی پیچھے کھڑے ہوں گے، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نزول فرمائیں گے، دو فرشتوں کے کندھوں پہ ہاتھ رکھے ہوں گے، جونہی نازل ہوں گے، مسجد میں داخل ہوتے جائیں گے، امام مہدی علیہ السلام سے ملاقات ہوگی، فرمائیں گے،

((قَالَ صَلِّ لَنَا))

اے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام! آیئے، ہمیں نماز پڑھاؤ، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اسی حالت میں جب نزول فرمائیں گے، اور امام مہدی علیہ السلام فرمائیں گے، آؤ، ہمیں نماز پڑھاؤ، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فرمائیں گے، اے امام مہدی علیہ السلام! میں امام بن کر نہیں آیا، میں محمد ﷺ کا غلام بن کر آیا ہوں،

ایک بات تو ثابت ہوگئی کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اپنا یہ حق ادا کریں گے، آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے، اور دوسری یہ بات ثابت ہوگئی، کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مسجد میں آئیں گے، اور سر پر کپڑا؟ اور امام کہتے ہوں،

((قَالَ صَلِّ لَنَا))

آؤ، ہمیں نماز پڑھاؤ، اس کا مطلب ہے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی پہلی نماز ننگے سر؟ ننگے سر ہی پڑھیں گے، اقامت تو ہو چکی ہے، تکبیر تحریمہ باقی ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آئیں گے۔

وہ کون سی مسجد ہے، جس میں آئیں گے، جس کے امام کہیں گے، آؤ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نماز پڑھاؤ، اس کا مطلب ہے، اسی مسجد میں آئیں گے، جس مسجد میں ننگے سر نماز جائز ہوگی، وگرنہ دوسروں نے تو کہنا ہے، جاؤ، ٹوپی پہن کر آؤ، یا پہلے پگڑی لے کر آؤ، پھر آؤ نماز کے لیے، لیکن عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نزول فرمائیں گے،

اور میرے محبوب پیغمبر ﷺ کا پہلا حق ادا کریں گے،

﴿لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ﴾

میرے نبی ﷺ کا پہلا حق کون سا ہے، جو بھی اس زمین پر انسان موجود ہے، وہ محمد ﷺ کا کلمہ پڑھے، جنت میں جانے کے لیے پیغمبر ﷺ کا کلمہ پڑھے، عیسائیوں پر بھی ضروری ہے، یہودیوں پر ضروری ہے ،مرزائیوں پر ضروری ہے، سکھوں پر ضروری ہے، انگریزوں پر ضروری ہے، ہر بندے پر لازم ہے کہ جو بھی اس زمین پر موجود ہے، وہ محمد ﷺ پر ایمان لائے ،اس کے بغیر گزارہ نہیں، اس کے بغیر نجات نہیں، اس کے بغیر مغفرت نہیں،

یہ پہلا حق ہے، میرے نبی ﷺ کا، اور جتنے بھی ہم یہاں بیٹھے ہیں، ہم نے نبی پاک ﷺ کا یہ پہلا حق ادا کیا آپ ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے، آپ ﷺ کو اللہ کا نبی ﷺ تسلیم کرلیا، ان پر میرے نبی ﷺ کا دوسرا حق کون سا ہے؟

بریلوی، دیوبندی، اہل حدیثوں نے پیغمبر ﷺ کا پہلا حق ادا کر دیا آپ ﷺ کو اللہ کا نبی اور رسول ﷺ تسلیم کیا ہے،

ان پر میرے نبی ﷺ کا دوسرا حق کون سا ہے، اللہ پاک نے فرمایا:

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ﴾

(الاحزاب:٦)

آؤ، اپنے نبی ﷺ کے حقوق سنتے جاؤ، اپنے نبی ﷺ کے حق ادا کرتے جاؤ، یہ پہلا حق میرے نبی ﷺ کا کہ آپ ﷺ کی رسالت نبوت پر ایمان لایا جائے، اور دوسرا حق کون سا ہے، جس جس نے پہلا حق ادا کیا، اس پر دوسرا حق میرے پیغمبر ﷺ کا کون سا ہے،

اللہ پاک نے فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۠﴾

(التوبہ:٢٤)

جس نے آپ کا پہلا حق ادا کیا، میرے مصطفی ﷺ کا، ان پر دوسرا حق کون سا ہے، کہ میرے پیغمبر ﷺ کی ذات سے ساری کائنات سے بڑھ کر محبت کرے، یہ ہم پر نبی پاک ﷺ کا دوسرا حق ہے، کہ آپ ﷺ کو رسول اور نبی تسلیم کرنے کے بعد آپ ﷺ سے ساری کائنات سے حتیٰ کہ اپنی جان سے بڑھ کر محبت کی جائے،

یہ حق ہے اور نبی ﷺ سے پیار کر کے تم نے کوئی احسان نہیں کرنا، یہ پیغمبر ﷺ کا ہم پر حق ہے، پیغمبر ﷺ کا کہ نبی پاک ﷺ سے محبت کی جائے، اور کن سے محبت فرمایا، نبی ﷺ کی ذات سے محبت کی جائے، نبی ﷺ کی بات سے محبت، نبی ﷺ کے وجود سے محبت، نبی ﷺ کے لباس سے محبت، نبی ﷺ کے کپڑوں سے محبت، نبی ﷺ کے چہرے سے محبت، نبی ﷺ کے ہاتھوں سے محبت، نبی ﷺ کی اداؤں سے محبت، نبی ﷺ کی سنت سے محبت، نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت، نبی ﷺ کے اہل بیت سے محبت، آل رسول ﷺ سے محبت، اہل بیت سے محبت، صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت حتیٰ کہ اہل حدیث کا عقیدہ ہے، میرے محبوب ﷺ نے فرمایا صحیح البخاری میں حدیث پاک موجود ہے، **آپ ﷺ احد پہاڑ کے** سامنے کھڑے ہیں، فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم یہ جو احد پہاڑ ہے، یہ ہم سے پیار کرتا ہے، ہم اس سے پیار کرتے ہیں، لہٰذا اس حدیث کی روشنی میں، میں کہہ سکتا ہوں، جو پتھر جو پہاڑ نبی ﷺ سے پیار کرے، اس سے بھی پیار ضروری ہے، اس سے پیار کرنا بھی فرض ہے، اس لیے رب نے فرمایا:

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ﴾

(الاحزاب:٦)

وہ نبی ﷺ کے وجود سے محبت کرے، نبی ﷺ کی زلفوں سے محبت اور پیار کرے، وہ ایسے پیار کرے، میرے اور تمہارے محبوب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہونے لگے، موت کا وقت قریب آیا، اپنی اولاد کو بلایا اور فرمایا، میرے بیٹو! او میری اولاد!

کہتے ہیں، جی ابو جی، کیا حکم ہے؟ فرمایا، میرے پاس نبی پاک ﷺ کے چند بال

مبارک ہیں، نبی پاک ﷺ کے چند بال مبارک، یہ پیغمبر ﷺ کے چند بال میرے پاس ہیں، یہ تم رکھ لو اور جب میں فوت ہو جاؤں، اور مجھے تم قبر میں رکھو، میرے سینے پر پیغمبر ﷺ کے یہ بال رکھ دینا،

اولاد کہتی ہے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس کی وجہ کیا ہے، فرمایا، ہوسکتا ہے، اللہ رحمت فرمادے، اللہ برکت فرما دے، پیغمبر ﷺ کے بال میرے سینے پر ہوں، اللہ مجھے عذاب قبر سے بچالے، اللہ مجھ پر رحمت فرما دے، صحیح بخاری پہلی جلد میں یہ روایت موجود ہے، امام محمد بن سیرین، ان سے کہا گیا، یہ پیغمبر ﷺ کے چند بال مبارک ہیں، میرے پاس محفوظ ہیں، آپ لینا چاہتے ہو،

امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں، بھائی دے دو مجھے، پیغمبر ﷺ کے بال مبارک ہیں، دے دو، مجھے، فرمایا، اس کے بدلے میں مجھے کیا دوگے؟ امام محمد بن صرتح رحمۃ اللہ فرماتے ہیں، اگر ساری دنیا کا خزانہ، ساری دنیا کا سونا چاندی مجھے مل جائے، وہ میں تمہیں دے دوں اور محمد ﷺ کے بال مبارک لے لوں، یہ محبت اور پیار، ساری دنیا سے بڑھ کر پیار کرو، میرے نبی ﷺ سے،

یہ میرے نبی ﷺ کا دوسرا حق ہے، جو پیغمبر ﷺ کا دوسرا حق ادا کرتا ہے، اس پر میرے پیغمبر ﷺ کا تیسرا حق کون سا ہے؟ تیسرے حق پر غور کرنا، جو پہلے دو حقوق ادا کرتا ہے، اس پر پیغمبر ﷺ کا تیسرا حق، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۝﴾ (الفتح:۹)

اللہ پاک نے فرمایا، جو مسلمان پیغمبر ﷺ کا کلمہ پڑھتا ہے، پیغمبر ﷺ کی ذات سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے، اس پر ضروری ہے،

﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾

کہ میرے نبی پاک ﷺ کا ادب و احترام کرے، نبی پاک ﷺ کا ادب کرنا، نبی پاک ﷺ کا احترام کرنا، ہر مسلمان پر ضروری ہے، ہر مسلمان پر فرض ہے، جو نبی پاک ﷺ

کا ادب نہیں کرتا، وہ بندہ مسلمان نہیں ہو سکتا،

یہ میرے نبی پاک ﷺ کا ہم پر حق ہے کہ آپ ﷺ سے محبت کرنے کے بعد آپ ﷺ کی ذات آپ ﷺ کے وجود، آپ ﷺ کی آل، آپ ﷺ کے شہر مکہ و مدینہ، ہر اس چیز کا ادب و احترام کیا جائے، جس کا تعلق میرے مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ہے، آپ ﷺ کا ادب و احترام کرنا، ہر مسلمان پر ضروری ہے، اور کتنا ادب کرنا ہے، ذرا غور کرنا، رب فرماتا ہے،

﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ (الفتح:۹)

کتنا ادب کرنا ہے، صحیح بخاری میں حدیث پاک موجود ہے، میرے پیارے حبیب محمد ﷺ کفار کے ساتھ معاہدہ لکھوا رہے تھے اور معاہدہ لکھ رہے ہیں،

سیّدنا علی، اونچی کہو، رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ!

علی رضی اللہ عنہ کو مولا مانتے ہو یا نہیں؟ کئی خشک بھی ہوتے ہیں، علی رضی اللہ عنہ کو مولا مانتے ہو یا نہیں؟

مانتے ہو نا، اشتہار پر مولویوں کو مولانا لکھتے ہو، مولویوں کو لکھتے ہو، تو پھر علی رضی اللہ عنہ کو کیوں نہیں مانتے، اگر مولویوں کو مولانا لکھتے ہو تو پھر میرے علی رضی اللہ عنہ کو بھی مولا کہا کرو، کیونکہ میرے محبوب پیغمبر محمد ﷺ نے خود فرمایا،

جامع ترمذی میں حدیث موجود ہے، اور حدیث متواتر ہے، اور حدیث متواتر وہ ہوتی ہے، جس کو کم از کم دس صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کریں، یہ وہ حدیث ہے، جس کو بیس سے بھی زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیان کیا، وہ متواتر روایت، جب حد متواتر پر پہنچ جائے، وہ سند کی محتاج نہیں رہتی،

نبی پاک ﷺ نے فرمایا،

((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ))

میرے محبوب ﷺ نے فرمایا جو محمد ﷺ سے پیار کرے، اس کے لیے ضروری ہے، علی رضی اللہ عنہ سے بھی پیار کرنے، جو محمد ﷺ سے پیار کرے، اس کے لیے ضروری ہے، علی رضی اللہ عنہ سے

بھی پیار کرے، یہ میرے محبوب ﷺ کے پیارے صحابی رضی اللہ عنہ میرے اور تمہارے سیدنا علی رضی اللہ عنہ معاہدہ لکھ رہے تھے۔

صحیح بخاری میں حدیث پاک موجود ہے، یہ جب معاہدہ لکھا، اس کے اوپر الفاظ آ گئے، یہ معاہدہ قریش مکہ کے درمیان اور محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہے، مشرکین بول اٹھے، کہتے ہیں، اے محمد ﷺ، معاہدہ کے اوپر محمد رسول اللہ ﷺ نہ لکھو، محمد (ﷺ) بن عبد اللہ لکھو، اگر آپ ﷺ کو رسول اللہ مانیں تو پھر جھگڑا کس بات کا، جھگڑا کس بات کا، اختلاف کس بات کا، معاہدہ کس بات کا، ہم آپ کو رسول اللہ ﷺ نہیں مانتے، معاہدہ کے اوپر محمد (ﷺ) بن عبد اللہ لکھو، میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں، اے علی رضی اللہ عنہ کوئی بات نہیں، محمد رسول اللہ کاٹ دو اور محمد (ﷺ) بن عبد اللہ لکھ دو، جو یہ کہتے ہیں، مان لو، محمد رسول اللہ ﷺ کاٹ دو، میرے علی رضی اللہ عنہ محبوب ﷺ کی طرف دیکھتے ہیں، میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں، علی رضی اللہ عنہ کاٹ دو اور یہاں محمد (ﷺ) بن عبد اللہ لکھ دو، میرے علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا محبوب ﷺ جی، رب العالمین نے فرمایا ہے:

﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۝﴾ (الفتح:۹)

اے محبوب ﷺ! یہ علی رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ نہیں کاٹ سکتا، مجھ سے اپنے نبی ﷺ کا نام نہیں کاٹا جاتا، فرمایا، محبوب ﷺ جی، میں نہیں کاٹ سکتا، میرا ادب و احترام اجازت نہیں دیتا، آپ ﷺ کی محبت اجازت نہیں دیتی، میں نام نہیں کاٹتا، اس کا معنی ہے،

﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۝﴾ (الفتح:۹)

کہ نبی ﷺ کا ادب و احترام کرو، یہ میرے مصطفیٰ ﷺ کا تیسرا حق ہے، کتنا ادب و احترام کرنا ہے، ابو داؤد میں صحیح حدیث پاک موجود ہے، میرے پیارے حبیب محمد ﷺ کا ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ ہے، گھر میں گیا، اس کی بیوی، لونڈی زرخرید تھی، اس کے بطن سے اس کی اولاد بھی تھی، وہ پیغمبر ﷺ کو نعوذ باللہ گالی دے رہی تھی، برا بھلا کہہ رہی تھی،

نابینا صحابی رضی اللہ عنہ اپنی بیوی سے کہتا ہے، کہ میرے نبی ﷺ، میرے پیشوا اور راہنما ہیں،

مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں، لہٰذا میرے نبی پاک ﷺ کو برامت کہو، بیوی باز نہیں آتی، لونڈی باز نہیں آتی، لوگو، آنکھوں سے نابینا صحابی رضی اللہ عنہ، بیوی کو سمجھا تا ہے، بیوی باز نہیں آئی، اس نابینا صحابی رضی اللہ عنہ نے چھری اٹھائی، اور اپنی بیوی کی طرف بڑھا،

اور اپنی بیوی کے پیٹ میں چھری ماری، اس کے پیٹ میں اس کا بچہ بھی تھا، بچہ بھی ضائع ہو گیا، اس نے بیوی کو بھی قتل کر دیا، بیوی قتل ہوگئی، پیغمبر ﷺ کے پاس کیس آ گیا، پیغمبر ﷺ کے پاس فیصلہ آ گیا، جونہی محبوب ﷺ کے پاس فیصلہ پہنچا، محبوب ﷺ فرماتے ہیں، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم پتہ لگا، اس عورت کو اس لونڈی کو کس نے قتل کیا؟

یہ نابینا صحابی رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھا ہے، کھڑا ہو گیا، کہتا ہے، محبوب ﷺ جی، میری بیوی کا قاتل باہر سے تلاش مت کرو، میں نے خود اپنی بیوی کو قتل کیا ہے، فرمایا، کیوں قتل کیا، کہتا ہے، محبوب ﷺ جی، میں گھر گیا، وہ آپ ﷺ کو گالی دے رہی تھی، اور اللہ فرماتا ہے،

﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ (الفتح:۹)

محبوب ﷺ جی، کیسے ہوسکتا تھا، میں اپنے کانوں سے آپ ﷺ کی گستاخی سن لوں، اور میں اس کو برداشت کرلوں، محبوب ﷺ جی، میں نے منع کیا وہ رکی نہیں، میں نے اس کو قتل کر دیا ہے، محبوب ﷺ خاموش ہو گئے، اب کیا فیصلہ کرنا چاہیے، اس کی دادرسی کی جائے یا اس کے بدلے میں اس کو قتل کیا جائے،

محبوب ﷺ سوچ رہے ہیں، ابھی فیصلہ نہیں کیا، آسمان سے وحی آ گئی، پیغمبر ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے، فرمایا، محبوب ﷺ جی، اپنے اس نابینا صحابی رضی اللہ عنہ سے کہہ دیں، اس نے اپنی بیوی کو قتل کر کے گناہ نہیں کیا، بلکہ جنت میں اپنا نام بلند کر لیا ہے، اس لیے رب فرماتا ہے،

﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾

او لوگو! یہ وہی حدیث ہے، جس کی روشنی میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ محمد ﷺ کا جو گستاخ ہے، وہ واجب القتل ہے، اہل حدیث کا عقیدہ ہے، کہ پیغمبر ﷺ کی گستاخی کفر ہے،

اہل حدیث کا عقیدہ ہے کہ جو پیغمبر ﷺ کی توہین کرتا ہے، وہ واجب القتل ہے،

یہ ابوداؤد میں روایت موجود ہے، اور اسی روایت کے ساتھ جو اگلی روایت موجود ہے، سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک جگہ پر کھڑے تھے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی کھڑے تھے اور کسی نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ دیا آپ رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین تھے، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اے ابوبکر رضی اللہ عنہ، میں اس کو قتل کر دوں؟

یہ آپ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ رہا ہے، آپ رضی اللہ عنہ ہی ہمارے امیر المؤمنین ہیں، میں اس کو قتل کر دوں، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کون سے الفاظ کہے ہیں،

عون المعبود شرح ابوداؤد میں یہ روایت موجود ہے، سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اے عمر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار نیام میں ڈال لو، جس کو گستاخی کی وجہ سے قتل کیا جاتا ہے، وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نہیں، وہ محمد ﷺ کا گستاخ ہے، وہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک ہے، جن کے گستاخ کو قتل کیا جاتا ہے، لہٰذا پیغمبر ﷺ کے گستاخ کا قتل کرنا، ہر مسلمان پر فرض ہے،

اور کوئی بھی جناب ایسا اہل حدیث نہیں، جو پیغمبر ﷺ کا ادب واحترام نہ کرتا ہو، ہمارا تو عقیدہ ہے، ہمارے عقیدہ میں گستاخی تو ہے ہی نہیں، ہمارے عقیدہ میں گستاخی ہے ہی نہیں، پیغمبر ﷺ کا بھی ادب ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی ادب ہے، صدیق رضی اللہ عنہ کا ادب ہے، عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کا ادب ہے،

پیغمبر ﷺ کی بیٹیوں کا ادب ہے، پیغمبر ﷺ کی آل کا، پیغمبر ﷺ کے نواسوں کا حسن رضی اللہ عنہ، امام حسین رضی اللہ عنہ کا، امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا، امام تقی، امام تقی، امام ذاکر رضی اللہ عنہ، امام موسیٰ کاظم، امام عسکری،

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ، کوئی کائنات میں ایسا محدث نہیں، کوئی کائنات میں ایسا فقیہ نہیں، کوئی کائنات میں ایسا امام نہیں، کائنات میں کوئی ایسا ولی نہیں، کائنات میں پیغمبر ﷺ کا کوئی ایسا صحابی نہیں، کائنات میں کوئی پیغمبر ﷺ کی آل میں سے کوئی ایسی ہستی نہیں، جس سے اہل حدیث انکار کرے،

جس کا عقیدہ توحید پر پورا ایمان پہلے ہو پھر جس کا تعلق پیغمبر ﷺ کی ذات پاک سے ہو، اس کا ادب کرنا، اہل حدیث پر فرض ہے، رب فرماتا ہے،

﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ (الفتح:۹)

میرے مصطفیٰ ﷺ کا تیسرا حق ہے کہ آپ ﷺ کا ادب واحترام کیا جائے، جو تیسرا حق ادا کرتا ہے، اس کے اوپر میرے نبی ﷺ کا چوتھا حق کون سا ہے، اپنے نبی ﷺ کے حقوق کو سنتے جاؤ اور عمل کرتے جاؤ، نبی ﷺ کا چوتھا حق کون سا ہے، اللہ پاک نے فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (آل عمران:۳۱)

اللہ پاک نے فرمایا، جو بھی مسلمان نبی پاک ﷺ پر ایمان لایا ہے، آپ ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے، پیغمبر ﷺ کا ادب واحترام کرتا ہے، اس پر ضروری ہے،

﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾

کہ محمد ﷺ کی اتباع کرے، پیغمبر ﷺ کی تابعداری کرے، نبی پاک ﷺ کی تابعداری کر کے تم نے نبی ﷺ پر احسان نہیں کرنا، یہ تم پر نبی ﷺ کا حق ہے، اللہ کی زمین پر کوئی ہستی ایسی نہیں، جس کی اتباع ہم پر حق ہے، سوائے میرے مصطفیٰ ﷺ محمد رسول اللہ ﷺ کے،

تم کہو گے، بات تو والدین کی بھی ماننی چاہیے، والدین کی بات ماننا بھی حق ہے، کیونکہ میرے محبوب ﷺ نے فرمایا، میرے فرمان کے پیچھے ان کی بات مان کر اتباع کرنی ہے، اماموں کی بات ماننی ہے، پیغمبر ﷺ کی اتباع میں، ان کی بات ماننی ہے، پیغمبر ﷺ کی اتباع میں والدین کی بات ماننی ہے، پیغمبر ﷺ کی اتباع میں، لہٰذا

﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾

نبی ﷺ کی اتباع کرنی ہے، یہ میرے نبی ﷺ کا حق ہے، نبی ﷺ کے مقابلے میں یہ کسی اور کا حق نہیں اہل حدیث کہتا ہے، یہ نبی ﷺ کا چوتھا فرض ہے، کہ میرے نبی ﷺ کی

اتباع کی جائے کیونکہ اللہ پاک نے فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ۝﴾ (محمد:۳۳)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو، اپنے اعمال تباہ و برباد نہ کرو، ہر انسان پر لازم ہے، ہر مسلمان پر لازم ہے، کہ پیغمبر ﷺ کی اتباع کرے، نبی ﷺ کی تابعداری کرے، اپنے گھر کے ماحول کو چیک کرے، اپنے وجود کو چیک کرے، اپنے جناب گھر کے حالات کو چیک کرے، کیا نبی ﷺ کی اتباع ہو رہی ہے، یا نہیں، نبی ﷺ کی تابعداری ہو رہی ہے یا نہیں،

پہلا حق تو تم نے ادا کیا، نبی ﷺ کا کلمہ پڑھا، تم محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہو، ادب و احترام کا دعویٰ بھی کرتے ہو، اہل حدیثو! میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں، یہ نبی ﷺ کا چوتھا حق کون ادا کرے گا،

﴿فَاتَّبِعُوْنِیْ﴾

نبی ﷺ کی تابعداری کون کرے گا، لہٰذا نبی ﷺ کی تابعداری کرو، ذرا برابر بھی میرے پیغمبر ﷺ کی مخالفت نہ کرو، نافرمانی نہ کرو، بغاوت نہ کرو، جب تم نے بغاوت کی تو اللہ پاک نے فرمایا:

﴿فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝﴾ (النور:۶۳)

اللہ پاک نے فرمایا، لوگو! میرے نبی ﷺ کی مخالفت سے ڈر جاؤ، وگرنہ میں تم پر عذاب مسلط کر دوں گا، صحیح مسلم میں حدیث پاک موجود ہے، میرے محبوب ﷺ نے دیکھا، ہے، ایک بندہ کو کھانا کھاتے، وہ اپنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا، کون سے ہاتھ سے؟ بائیں ہاتھ سے، تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا، دائیں ہاتھ سے کھاؤ،

یہ کہتا ہے، میں نہیں کھا سکتا، میں اسی سے کھاؤں گا، یہ بھی تو اللہ نے بنایا ہے، میں

دائیں ہاتھ سے کھانا نہیں کھا سکتا، اللہ کے محبوب ﷺ فرماتے ہیں، اللہ کرے، ایسا ہی ہو جائے، بس پیغمبر ﷺ کی نافرمانی کی، دائیں طرف اسی وقت فالج پڑ گیا،

پھر ساری زندگی دائیں ہاتھ سے نہ روٹی توڑ سکا ہے، نہ منہ تک لے جا سکا، پیغمبر ﷺ کی مخالفت کرنا، امتی کے لیے حرام ہے اور پیغمبر ﷺ کی تابعداری کرنا، یہ نبی ﷺ کا تم پر حق ہے، فرض ہے، ہر مسلمان پر، اللہ پاک نے فرمایا:

﴿فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (آل عمران:۳۱)

یہ چوتھا حق ہے، میرے نبی ﷺ کا، جو یہ حق ادا کرے، اس کے اوپر پانچواں حق میرے مصطفیٰ ﷺ کا ہے، کون سا ہے، جب اختلاف ہو جائے، جب تنازعہ ہو جائے، جھگڑا ہو جائے، کسی مسئلہ میں تو فیصلہ کون کرے؟ جب تمہارا اختلاف ہوتا ہے، ہم اہل حدیثو کا دعویٰ ہے، یہ حق میرے نبی ﷺ کا بڑا ہی مظلوم ہے، یہ حق لوگوں نے چھین چھین کر کوئی اماموں کو دے رہا ہے، کوئی بزرگوں کو دے رہا ہے، اہل حدیث کہتے ہیں، یہ پانچواں حق میرے مصطفیٰ ﷺ کا، مصطفیٰ ﷺ کو واپس کرو، اگر اختلاف ہو جائے، زمین پر اختلاف ہو جائے، کسی مسئلہ میں جھگڑا ہو جائے، کون فیصلہ کرے گا، اللہ پاک فرماتے ہیں،

﴿فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ﴾

(النساء:٦٥)

اللہ پاک نے فرمایا محبوب ﷺ جی، جو اختلاف میں آپ ﷺ کا فیصلہ نہ مانے، میرے رب ہونے کی قسم ہے، وہ مومن نہیں، یہ حق میرے نبی ﷺ کا ادا کرو، جھگڑے ختم ہو جائیں گے، پھر تمہارا تکبر ختم ہو جائے گا، اختلاف ختم ہو جائے گا، جب جھگڑا ہوتا ہے، کوئی بندہ اپنی بیوی کو اللہ نہ کرے، طلاق دے بیٹھے، تو حقوق کس سے لیتے ہو؟ مولویوں کے پاس ہی آتے ہو، نا،

علماء کے پاس کہ فتویٰ دو، میں بیوی کو طلاق دے بیٹھا ہوں، ہوئی ہے یا نہیں، رجوع

ہو سکتا ہے یا نہیں، کبھی تھانیدار کے پاس گئے ہو، کہ بیوی کو طلاق دی ہے، فتویٰ دو، کبھی عدالت میں گئے ہو، نہیں، اگر بیوی کو طلاق دی ہے، فتویٰ دو، شریعت کیا کہتی ہے، قرآن کیا فرماتا ہے، حدیث پاک کیا فرمان ہے،

میں پوچھنا چاہتا ہوں، اگر طلاق کا فیصلہ قرآن و حدیث میں موجود ہے، جب جھگڑے پانی کی باری پہ، پلاٹ اور زمینوں پر، جب اختلاف کرتے ہو، دنیاوی معاملات میں اختلاف ہوتا ہے، کیوں تھانوں میں جاتے ہو، کیوں عدالتوں میں جاتے ہو، رب فرماتا ہے،

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾

(النساء:۵۹)

اے ایمان والو! جب تمہارا جھگڑا ہو جائے، میرے نبی ﷺ کے پاس آؤ، تم کہتے ہو، نہیں تھانیدار کے پاس جانا ہے، ہم نے جناب عدالت میں جانا ہے، یہ تم نے کیا سمجھا ہے، جب اختلاف ہو جائے، زمین پر تو فیصلہ اللہ کے نبی ﷺ کریں گے، نبی پاک ﷺ کے جانے کے بعد اللہ کا قرآن کرے گا، یا پیغمبر ﷺ کی حدیث کرے گی،

ایک مثال صحیح بخاری میں کتاب التفسیر میں موجود ہے، میرے محبوب جناب محمد ﷺ کے زمانۂ مبارک میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا جھگڑا ہو گیا، اختلاف ہو گیا، اور ہوا بھی پانی کی باری پر، تمہارا کون سا ہوتا ہے؟ تمہارے بھی پانی کی باری پر جھگڑے ہوتے ہیں، اختلاف ہو گیا، دونوں صحابیوں کا اختلاف ہو گیا، میرے پیغمبر ﷺ کے پاس فیصلہ آیا، محبوب ﷺ نے جگہ دیکھی،

آپ ﷺ نے فرمایا، ایک زبیر رضی اللہ عنہ صحابی تھا، عشرہ مبشرہ زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ، میرے محبوب ﷺ نے فرمایا، زبیر رضی اللہ عنہ، یہ فیصلہ تمہارے حق میں ہے پہلے اپنی زمین کو پانی لگا لیا کرو، پھر اپنے انصاری بھائی کے لیے چھوڑ دیا کرو،

انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے، محبوب ﷺ جی، آپ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ اس لیے کیا ہے کہ یہ آپ ﷺ کا رشتے دار ہے، انصاف نہیں کیا، آپ ﷺ نے اس کی

صحیح نہیں کیا، آپ نے زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ کیا ہے، وہ آپ ﷺ کا رشتہ
سائیڈ لی ہے،
دار ہے،

میرے محبوب ﷺ غصہ میں آئے، فرمایا، زبیر رضی اللہ عنہ اچھی طرح زمین کو پانی سے بھر لیا کرو، اگر بچ جائے تو دے دیا کرو، وگرنہ اسے دینے کی ضرورت نہیں،

آسمان سے وحی آ گئی، اس موقع پر آیت مبارکہ نازل ہوئی، کتاب التفسیر بخاری میں روایت موجود ہے، اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی، فرمایا،

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

(النساء:٦٥)

محبوب ﷺ، انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے کہہ دو، تم کیوں بولے ہو، میرے نبی ﷺ کے فیصلے پر، آپ ﷺ تو فرمارہے تھے کہ تھوڑا سا پانی لگا لیا کرو، اگر بچ جائے، تو دیا کرو، فرمایا، محبوب ﷺ! میرا اعلان سنو، جو آپ ﷺ کا فیصلہ نہیں مانتا، مجھے رب ہونے کی قسم ہے، میں اس کا ایمان نہیں مانتا، ایک فیصلہ پانی کی باری پر نہیں مانا، تم نے تو داڑھی میں بھی نہیں مانا، تم نے تو اپنی وضع قطع میں بھی نہیں مانا، اپنے لباس میں، اپنی خوشی میں، اپنی غمی میں، ہر معاملے میں نہیں مانا،

صحابی رضی اللہ عنہ نے پانی کو باری میں نہیں مانا، رب فرماتا ہے، مجھے اس کے ایمان کی ضرورت نہیں، میں اس کا ایمان قبول نہیں کروں گا، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو محبوب ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا نکاح میرے غلام زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوگا، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جس کی نماز پر روزہ پر، حج وزکوۃ پر جس کا صدقہ وخیرات بھی ہے، جس کے زہد وتقویٰ پر، جس کے ایمان واسلام پر اللہ کا قرآن گواہ ہے،

وہ زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہے، محبوب ﷺ ہر فیصلہ منظور ہے، لیکن میں نکاح غلام سے نہیں کروں گی، اللہ پاک نے فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب:٣٦)

محبوب ﷺ! زینب رضی اللہ عنہا سے فرما دو، اگر تم نے زید رضی اللہ عنہ سے نکاح نہیں کرنا، مجھے تمہارا ایمان قبول نہیں، اگر نبی ﷺ کے مقابلے میں کسی کی بات آ جائے، تو ماننی چاہیے؟ بولو، ایک طرف میرے پیغمبر ﷺ، ایک طرف امام کی بات، کس کی ماننی ہے، ایک طرف میرے پیغمبر ﷺ کا فرمان آ جائے، اس کے خلاف، کسی بزرگ امام کی بات آ جائے، تو کس کی ماننی ہے،

اور جو بندہ یہ کہے، پیغمبر ﷺ کا فرمان ایسے ہی ہے، لیکن میرے امام کی بات ایسے ہے، میں نے نبی ﷺ کی نہیں ماننی، امام کی ماننی ہے، وہ کون ہے، وہ گستاخ رسول ﷺ ہے، نا، وہ گستاخ رسول ﷺ ہے، کوئی کہتا ہے، کافر ہے، کوئی کہتا ہے، گمراہ ہے کوئی کہتا ہے، مسلمان نہیں،

جو نبی ﷺ کے مقابلے میں ایک طرف نبی ﷺ کا فرمان آ گیا اور دوسری طرف امام کی بات آ گئی، جو کہتا ہے، نبی ﷺ کی بات ٹھیک ہے، لیکن میں نے ماننی نہیں، میں نے امام کی ماننی ہے، وہ مسلمان تمہارے فتویٰ میں مسلمان نہیں،

میں پوچھنا چاہتا ہوں، ایک طرف نبی ﷺ کا فرمان، ایک طرف امام کی بات، جو جان بوجھ کر نبی ﷺ کو چھوڑ کر امام کی مانتا ہے، وہ مسلمان نہیں، اور ایک طرف نبی ﷺ کا فرمان اور دوسری طرف شیطان کی بات؟ کس کی ماننی چاہیے؟

اور جو کہے، نبی ﷺ جی آپ کی بات ٹھیک ہے، لیکن میں نے شیطان کی ماننی ہے، وہ کون ہے؟ جو نبی ﷺ کے مقابلے میں امام کی مانے، وہ تمہارے فتویٰ میں مسلمان نہیں، اور اگر نبی ﷺ کے مقابلے میں شیطان کی مانے، پھر بھی مسلمان نہیں،

نبی پاک ﷺ نے فرمایا، داڑھی رکھو، شیطان کہتا ہے، داڑھی مناؤ؟ کس کی ماننی

چاہیے؟ نبی ﷺ کے مقابلے میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ یا امام شافعی رحمہ اللہ ان کی بات مانے تو کہتے ہو کہ وہ مسلمان نہیں، اور اگر نبی ﷺ کے مقابلے میں شیطان کی مانے پھر؟ پھر سارے ہی ٹھیک ہو، پھر نبی ﷺ کے مقابلے میں تم نے کس کی ماننی ہے،

کون ہے تم میں سے جو شیطان کی ٹھکرا دے، اور نبی ﷺ کے فرمان سینے سے لگا لے، ہے کوئی تم میں سے، جو آج نبی ﷺ کا فرمان مان لے اور شیطان کی ٹھکرا دے، شیطان کی بات چھوڑ دے، یہ نبی ﷺ کا حق ادا کون کرے گا، آؤ، اہل حدیث کی یہ دعوت ہے، اہل حدیث دعوت فکر دیتا ہے،

اختلاف ہو گیا ہے، مسئلہ رفع الیدین میں، اختلاف ہو گیا ہے، مسئلہ فاتحہ خلف الامام میں، اختلاف ہو گیا ہے، آمین بالجہر میں، اختلاف ہو گیا ہے، جنازہ میں اختلاف ہو گیا ہے، عیدین کی تکبیرات میں اختلاف ہو گیا ہے، مسئلہ علم الغیب میں اختلاف ہو گیا ہے، مسئلہ حاضر و ناظر میں اختلاف ہو گیا ہے، مسئلہ نور و بشر میں اختلاف ہو گیا ہے، استواء علی العرش کے عقیدہ میں اختلاف ہو گیا ہے، دیگر مصائب و تکلیف میں، اہل حدیث کہتا ہے،

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ﴾

یہ پڑھو، سمجھو کہتے اس طرف دیکھو، اختلاف ہو گیا ہے، اختلاف کا فیصلہ میرا امام کرے کوئی کہتا ہے، اختلاف ہو گیا ہے، فیصلہ میرا امام کرے گا، کوئی کہتا ہے، اختلاف اگر ہو گیا ہے، فیصلہ میرا امام کرے گا، اہل حدیث کہتا ہے، نہیں، اختلاف ہو گیا ہے، اللہ کی زمین پر فیصلہ محمد رسول اللہ ﷺ کریں گے،

آؤ، اپنے اختلافات لے کر چلیں، پیغمبر ﷺ کے پاس، پیغمبر ﷺ کی حدیث کے پاس اختلاف لے کر چلیں، جتنے بھی اختلاف ہو گئے ہیں، آؤ، قرآن پاک پر پیش کرو، آؤ، حدیث پاک پر پیش کرو، جو قرآن و سنت کا ساتھ دے گا، وہ سچا ہو گا، پھر اختلاف ختم ہو جائیں گے، یہ میرے نبی ﷺ کا حق ہے، ہر پانچواں حق میرے مصطفیٰ ﷺ کا، جو یہ پانچوں حق ادا کرتا ہے،

اس پر میرے نبی ﷺ کا چھٹا حق اور آج کی گزارشات کا آخری حق، میرے مصطفیٰ ﷺ کا چھٹا حق کون سا ہے، جو پہلے پانچ حق ادا کرتا ہے، اس پر چھٹا حق میرے مصطفیٰ ﷺ کا، اللہ پاک نے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب:٥٦)

اللہ پاک نے فرمایا: چھٹا حق میرے نبی ﷺ کا یہ ہے کہ کثرت سے میرے نبی ﷺ پر درود وسلام پڑھو، او اہل حدیثو! کثرت سے میرے نبی ﷺ پر درود پاک پڑھ کر تم نے احسان نہیں کرنا، یہ تم پر نبی ﷺ کا حق ہے، میرے مصطفیٰ ﷺ کا حق ہے، اور یہ بات بھی سمجھ لو، ہمارے تمہارے درود کا نبی ﷺ محتاج نہیں، ہمارے درود پاک کے وہ محتاج بھی نہیں، ہم نے درود پڑھنا ہے اپنی آخرت کے لیے،

تم نے درود پڑھنا ہے، پیغمبر ﷺ کی سفارش کے لیے، تم نے درود پڑھنا ہے، مغفرت کے لیے، تم نے درود پڑھنا ہے، اپنی نجات کے لیے، تم نے درود پڑھنا ہے، اپنے درجات کی بلندی کے لیے، وہ ہمارے درود کے محتاج نہیں، کیوں؟

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ (الاحزاب:٥٦)

ان پر ہر وقت اللہ کی طرف سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں، وہ ہمارے درود کے محتاج نہیں، لیکن ہم نے درود پڑھنا ہے، اپنی دنیا وآخرت کے لیے، اس لیے ہی میرے محبوب ﷺ نے فرمایا، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی، محبوب ﷺ جی، میرا ا دل کرتا ہے، میرے پاس فارغ وقت ہوتا ہے، اس فارغ وقت کو میں چار حصوں میں تقسیم کروں، ایک حصہ درود پڑھ لیا کروں، تین حصے اپنے لیے دعا کر لیا کروں،

میرے محبوب ﷺ نے فرمایا، جیسے تمہاری مرضی، درود بڑھا دو، تو تمہارے لیے بہتر ہے، کہتا ہے، محبوب ﷺ جی، دو حصے میں وقت کو تقسیم کروں، ایک حصہ درود پڑھ لیا کروں، ایک حصہ دعائیں مانگ لیا کروں، فرمایا، بھئی مرضی تمہاری ہے، اگر درود بڑھا دو، تو بہتر ہے،

کہتا ہے، محبوب ﷺ جی، تین حصے درود پڑھ لیا کروں، ایک حصہ دعا کر لیا کروں، فرمایا، تمہاری مرضی ہے، درود بڑھا دو تو بہتر ہے،

کہتا ہے، محبوب ﷺ جی، پھر اپنے لیے دعائیں نہ کیا کروں، درود ہی پڑھتا رہوں گا، فرمایا، ہاں میرے پیارے اپنے لیے نہ ہی مانگا کر، درود ہی پڑھتے رہا کرو، درود پڑھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہاری دنیا و آخرت کی ضرورت پوری فرمادے گا۔

دوستو! چاہتے ہو کہ گھر میں رحمت آئے، چاہتے ہو، گھر میں برکت آئے، چاہتے ہو، دل میں بہار آئے، زندگی میں سکون آئے، زندگی میں اطمینان آئے، دکھ مصیبتیں پریشانیاں ختم ہو جائیں، گھر میں رحمتیں آجائیں، پیغمبر ﷺ پر درود پڑھا کرو، ہر مشکلات کا حل پیغمبر ﷺ کے درود میں ہے، ہر مصیبت کا حل پیغمبر ﷺ کے درود میں ہے،

مصطفیٰ ﷺ پر درود پڑھو، اللہ رحمتیں نازل فرمائے گا، برکتیں نازل فرمائے گا، یہ چھ حقوق میرے مصطفیٰ ﷺ کے ہیں، پہلا حق میرے مصطفیٰ ﷺ کا آپ ﷺ پر ایمان لایا جائے، دوسرا حق میرے مصطفیٰ ﷺ کا آپ سے ساری دنیا سے بڑھ کر محبت کی جائے، تیسرا حق میرے مصطفیٰ ﷺ کا آپ کا ادب واحترام کیا جائے،

چوتھا حق میرے مصطفیٰ ﷺ کی دین و دنیا کے ہر معاملے میں پیغمبر ﷺ کی اتباع کی جائے، پانچواں حق میرے مصطفیٰ ﷺ کا کہ جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے، مسئلہ عقیدہ کا ہو، مسئلہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا ہو، اختلاف ہو جائے، پھر فیصلہ پیغمبر ﷺ کی حدیث سے کیا جائے، اللہ کے قرآن پاک سے کیا جائے، چھٹا حق میرے مصطفیٰ ﷺ کا کہ آپ ﷺ پر کثرت سے درود وسلام ابراہیمی پڑھا جائے۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



اہمیت حدیث

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَo﴾

(النور:۵۱)

ذی وقار علمائے کرام بزرگو دوستو!

اہمیت حدیث کے حوالے سے مجھے حکم ہوا ہے، کہ میں چند گزارشات عرض کروں، قرآن پاک آج تک محفوظ ہے، اور ہمیشہ محفوظ رہے گا، جس طرح قرآن پاک محفوظ ہے، جو آسمان سے نازل ہوا ہے، وہ اسی طرح آج ہر گھر میں موجود ہے، اسی طرح پیغمبر ﷺ کی حدیث بھی محفوظ ہے، جس طرح پیغمبر ﷺ نے بیان فرمائی،

اللہ پاک نے پیغمبر ﷺ کی حدیث پاک کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ہے، اس سچائی میں کوئی اختلاف ہے کہ قرآن پاک محفوظ ہے، حدیث کے بارے میں کچھ شبہات ہیں، لوگوں میں، میں عرض کرتا ہوں کہ اگر قرآن پاک محفوظ ہے، اور یقیناً محفوظ ہے، تو قرآن پاک کے محفوظ رہنے کے لیے ضروری ہے، کہ پیغمبر ﷺ کی حدیث بھی محفوظ رہے، اگر حدیث محفوظ نہیں، تو گویا قرآن پاک بھی محفوظ نہیں،

کیوں قرآن مجید محفوظ ہے، کس لیے؟ عمل کے لیے، قرآن مجید قیامت تک محفوظ ہے، عمل کے لیے یا ختم کے لیے؟ عمل کے لیے اور قرآن پاک پر عمل نہیں ہوسکتا جب تک پیغمبر ﷺ کی حدیث محفوظ نہ رہے، قرآن پاک کی حفاظت کے لیے ضروری ہے، کہ پیغمبر ﷺ کی حدیث محفوظ رہے، یا آسان لفظوں میں اس طرح سمجھو کہ قرآن پاک میں یہ

آیت مبارکہ ہے، کہ

﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ﴾ (النور:٥٦)

کا لفظ یہ حکم قرآن پاک میں محفوظ ہے، اس حکم پر عمل کے لیے ضروری ہے، کہ

((صلوا کما رأیتمونی اصلی))

بھی محفوظ رہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ

﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ﴾ (النور:٥٦)

تو محفوظ رہے، اور طریقہ مصطفیٰ ﷺ تم میں محفوظ نہ رہے، زکوٰۃ کا حکم تو قرآن مجید میں محفوظ رہے، زکوٰۃ کے احکام و مسائل تم میں محفوظ نہ رہیں، حج کا حکم محفوظ رہے، طریقہ محفوظ نہ رہے، تو جس طرح قرآن محفوظ رہنا ضروری ہے، اور موجود ہے، اسی طرح پیغمبر ﷺ کی حدیث بھی اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرما دی ہے،

قرآن پاک کی حفاظت کا ذریعہ کاغذ ہیں، مومن کا دل ہے، اصل سچائی، قرآن پاک کی حفاظت کا اصل گھر مومن کا دل ہے، اور پیغمبر ﷺ کی حدیث کا اصل ذریعہ اہل حدیث کا دل ہے، جب تک اہل حدیث کا وجود باقی ہے، اور اس نے ہمیشہ رہنا ہے تو ان شاء اللہ ضرور پیغمبر ﷺ کی حدیث بھی محفوظ رہے گی، رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ:

((لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ قَائِمَۃٌ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ))

''میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ پیغمبر ﷺ کی حدیث پر قائم رہے گا''

((اُمَّۃٌ قَائِمَۃٌ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ))

اللہ تعالیٰ کے امر پر، امر قرآن پاک بھی ہے اور پیغمبر ﷺ کی حدیث بھی، کوئی مخالفت کرنے والا، نقصان نہیں پہنچا سکتا،

وہ گروہ حدیث پر قائم رہے گا، حتی کہ قیامت آجائے،

اہل حدیث ایک ایسا پھل دار درخت ہے، جس کا پھل ساری امت کھا رہی ہے، اور میں کہا کرتا ہوں کہ اہل حدیث کے بغیر کسی مکتبہ ہائے فکر کا گزارہ نہیں، ہمارے بغیر کسی کا

گزارہ نہیں، اور ہمارا اللہ کی رحمت سے سب کے بغیر گزارہ نہیں، ہمارے بغیر کسی کا گزارہ نہیں، اور ہمارا اللہ کی رحمت سے سب کے بغیر گزارا ہے، اہل حدیث کسی کا محتاج نہیں، ہر فرقہ اہل حدیث کا محتاج ہے،

دیکھ لیجیے، کوئی بھی مکتبہ ہائے فکر اپنے مسلک کے لیے دلیل جب حدیث سے پیش کرے گا، اس کی وہ دلیل پیغمبر ﷺ تک نہیں جا سکتی، جب تک سند میں اہل حدیث راضی نہ ہو، جو حدیث کی سند پر راضی ہوں گے، وہ اہل حدیث ہیں، اس کا مطلب ہے کہ ہمارے بغیر گزارہ نہیں،

اور جن کے بغیر گزارہ نہ ہو، ان سے لڑائی نہیں کرتے جن کے بغیر گزارہ ہی نہ ہو، ان کے ساتھ لڑائی نہیں کرنی چاہیے، ان سے بندہ پیار کرے، محبت کرے، کیونکہ تمہارا ہمارے بغیر گزارہ نہیں، یہ ہوسکتا ہے، کہ میں ساری زندگی ایک بھی نماز غیر اہل حدیث امام کے پیچھے نہ پڑھوں، یہ ہوسکتا ہے، آج فتویٰ نہیں لگایا، کہ ہوسکتی ہے، یا نہیں،

ان شاء اللہ اگلی بات کہ کس کے پیچھے ہوتی ہے، کس کے پیچھے نہیں، میں نے ویسے اتفاق کی بات کی ہے، ہوسکتا ہے، کہ ساری زندگی گزر جائے، میں ایک نماز بھی غیر اہل حدیث امام کے پیچھے نہ پڑھوں، لیکن یہ نہیں ہوسکتا، کہ غیر اہل حدیث ہماری امامت مانے بغیر ساری زندگی گزار سکے، یہ نہیں ہوسکتا، یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی اختلافی اہل حدیث امام کے پیچھے نماز نہ پڑھے، لیکن غیر اہل حدیث ہماری امامت نہ مانے، یہ نہیں ہوسکتا،

پاکستان میں نہ بھی پڑھے، دور بھی بھاگے تو ایک نہ ایک دن ہماری امامت ماننی پڑتی ہے، دو اڑھائی لاکھ روپیہ رکھ کر ماننی پڑتی ہے، یعنی مفت میں نہ بھی مانو، اللہ تعالیٰ نے اڑھائی لاکھ روپیہ رکھوایا دل کرتا ہے کہ میں تمہیں مکہ مدینہ لے جاؤں، اور تمہیں اہل حدیثوں کے پیچھے کھڑا کروں، دو لاکھ روپیہ لگا کر ہماری امامت ماننی ہے، تو مفت میں ہی مان لو، یعنی ہمارے بغیر تمہارا گزارہ ہی نہیں، لیکن تمہارے بغیر ہمارا گزارہ ہو رہا ہے اور اچھا ہو رہا ہے،

اللہ کی قسم عشر کا ایک دانہ بھی کوئی، اس کا مطلب ہے، کہ تمہارا دانہ روٹی پانی بھی چلتا

ہے، تو ہماری وجہ سے کہ تمہارا ہمارے بغیر گزارہ ہی نہیں ہے، ہمارا تمہارے بغیر گزارہ ہے، اور ہو رہا ہے، اور بہت اچھا ہو رہا ہے،

اگر ایسے سمجھ نہیں آئی، میں اور آسان سمجھاتا ہوں، اگر عام آدمی اہل حدیث عالم کے پاس جائے اور کہے، حضرت جی، میں صرف قرآن وحدیث کو مانتا ہوں، میرے علماء یہ یہ کچھ مانتے ہیں، یہ مسئلہ پیش آ گیا ہے، اس کا قرآن وحدیث میں حل ہے؟ ہمارے اپنے مولوی خاموش ہو گئے ہیں، آپ ذرا مہربانی کر کے اپنی کوئی لال پیلی کتاب نکال کر، اس میں سے جواب دو، ہمارا آج تک کوئی شخص تمہارے دروازے پر یہ مسئلہ لے کر نہیں گیا،

لیکن تمہاری عوام ہمارے پاس آتی ہے، آگے پیچھے نہ بھی آئے لیکن طلاق دے کر لازمی آتے ہیں، ہم سے فتویٰ لے کر واپس جاتے ہیں، اس کا مطلب ہے، ہمارے بغیر تمہارا گزارہ نہیں اور ہمارا تمہارے بغیر گزارہ ہے،

اس لیے غور کیجیے!

جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں، کہ حدیث ہمیشہ کے لیے محفوظ ہے، اور اس کا ذریعہ اہل حدیث ہے، ہم پیغمبر ﷺ کی اس امامت کے امین ہیں، جاتے وقت آپ ﷺ فرما گئے تھے اہل حدیث کو، اہل حدیث ہی ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے پاس قرآن ہی تھا، نا، اور تو کچھ نہیں تھا،

اب ایک مولوی نے مسئلہ کھڑا کیا ہے، اس نے کہا ہے، اہل سنت ہی ہونا چاہیے، اہل حدیث نہیں ہونا چاہیے، میں نے کہا، کیوں؟ کہتا ہے حدیث صحیح بھی ہوتی ہے، اور ضعیف بھی، اب ہمیں نہیں پتہ، آپ صحیح اہل حدیث ہو یا ضعیف اہل حدیث ہو،

تم سنت کے ساتھ اپنے آپ کو جوڑو، اہل سنت کا مطلب ہے، صحیح سنت، صحیح ہے، صحیح ہے، ضعیف نہیں، لہٰذا اہل سنت بنو، میں نے کہا، اہل حدیث نہیں بننا چاہیے؟ کہنے لگا، نہیں، میں نے کہا، ہمارے نزدیک تو جامع لفظ حدیث ہے، اور حدیث اور سنت میں کوئی فرق نہیں ہے، ایک ہی چیز ہے، کہنے لگا، نہیں حدیث اور چیز ہے، سنت اور چیز ہے، اہل سنت بننا

چاہیے، اہل حدیث نہیں بننا چاہیے،

میں نے کہا، پکی بات ہے، کہنے لگا جی، اہل سنت ہونا چاہیے، اہل حدیث نہیں؟ میں نے کہا، نبی پاک ﷺ معراج پر گئے تھے؟ کہنے لگے، جی گئے تھے، میں نے کہا، تم بھی گئے ہو؟ کہنے لگا، میں کیسے جا سکتا ہوں، میں نے کہا، کوشش تو کرو، ہمت کرو، تھوڑا سا اوپر جانے کی، کہنے لگا، میں جا ہی نہیں سکتا،

میں نے کہا، کوشش تو کرو، معراج پر آپ ﷺ گئے تھے؟ کہنے لگی جی، میں نے کہا تو سنت پر عمل کرو، کہنے لگے، نہیں، وہ، وہ سنت میں نہیں ہے، میں نے کہا، کہاں ہے؟ کہنے لگے، حدیث میں، میں نے کہا معراج پر جانا سنت ہے؟ کہتا نہیں، سنت نہیں، میں نے کہا، معراج کا تذکرہ کہاں ہے، کہنے لگا، حدیث میں، میں نے کہا، تم کون ہو، کہنے لگا، اہل سنت!

میں نے کہا، تم معراج کو مانتے ہو، کہنے لگا جی، میں نے کہا، تم تو اہل سنت ہو، کہنے لگا، نہیں ویسے میں ایک اہل حدیث بھی ہوں، سنت کہاں سے ملتی ہے؟ سنت کہاں سے ملے گی، حدیث پاک سے، کہنے لگے، اہل سنت ہونا چاہیے، میں نے کہا، سنت کہاں سے ملے گی، کہنے لگا، حدیث پاک سے، میں نے کہا، اہل حدیث بننے کے بغیر گزارہ؟

اہل حدیث کے بغیر تمہارا گزارہ نہیں، سنت بھی ملے گی تو کہاں سے، حدیث میں سے، اور حدیث کہاں سے ملے گی؟ اہل حدیث سے، ہمارے بغیر تمہارا گزارہ ہو ہی نہیں سکتا، میں نے کہا، قبر میں عذاب ہوتا ہے؟ کہنے لگے، جی، میں نے کہا، ہوتا تو ہے، کہنے لگے جی، میں نے کہا، کہاں لکھا ہے؟ کہتا ہے حدیث میں، میں نے کہا، تم مانتے ہو؟ کہنے لگا، جی، میں نے کہا، کیسے تم تو اہل سنت ہو، کہنے لگا، نہیں، میں اہل حدیث بھی ہوں، ہاں اہل حدیث بنے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا،

ایک نیا مولوی آج کل مارکیٹ میں آیا ہے، اس نے پتہ کیا کہا ہے، اس نے کہا ہے، کہ اہل حدیث نہ ہونا، کیوں؟ اس نے کہا، ان کی تنظیموں پر پابندیاں لگ رہی ہیں، دو تین رہ گئی ہیں، مرکزی جمعیت اہل حدیث، یوتھ فورس، اس پر بھی پابندی لگ جانی ہے، ایسے ہی

تمہارا نام القاعدہ دہشت گردی میں آ جائے گا، بچوں کو سمجھا لو، اہل حدیث نہ ہوں، تمہیں پتہ ہے، پھر دلائل سے تو کام نہیں بنتا،

پھر اس طرح کا کوئی طریقہ لے آئیں، کہنے لگا، اہل حدیث نہ ہونا، ان پر پابندیاں لگ رہی ہیں، میں گیا، تو میں نے کہا، ہم پر پابندیاں لگ رہی ہیں، کہنے لگا، جی، میں نے کہا، کہاں؟ کہنے لگا، پاکستان میں، میں نے کہا، کون لگا رہا ہے؟ کہنے لگا، پاکستان اور امریکہ کی حکومت آپ پر پابندی لگا رہی ہے، میں نے کہا، تم پر کبھی پابندی نہیں لگی؟ کہنے لگا، نہیں، ہم پر جب بھی لگے، مکہ سے لگتی ہے، میں نے کہا، شالا مکہ سے نہ لگے،

مدینہ سے لگے، تمہیں جب بھی لگتی ہے، مکہ پاک سے لگتی ہے، ہم پر جب بھی لگے، پاکستان میں لگتی ہے، پاکستان کے بغیر گزارہ ہوسکتا ہے، مکہ مدینہ کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا،

آیئے، جو میں پیغام دینا چاہتا ہوں، قران پاک نے فرمایا،

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

(النور:۵۱)

مومن وہ ہوتا ہے، جس کے سامنے حدیث مصطفیٰ ﷺ آ جائے، حدیث سن کر کیا کہے،
((سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا))

سنو! حدیث کا منکر کوئی بندہ بھی نہیں لیکن فرق ہے، حدیث ماننے کے معیار میں فرق ہے، سنیے! اہل حدیث کا حدیث پاک کو ماننے کا معیار بڑا عجیب اور بڑا پیارا نظر آئے گا، حنفی حدیث کا انکار نہیں کرتا، لیکن اس کا معیار ہم سے تھوڑا سا الگ ہے، وہ فرق کون سا ہے، وہ صرف اس حدیث کو مانتا ہے، جس کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے قبول کیا، شافعی اس حدیث کو مانتا ہے، جس کو امام شافعی رحمہ اللہ نے قبول کیا،

مالکی اس حدیث کو مانتا ہے، جس کو امام مالک رحمہ اللہ نے تسلیم کیا، حنبلی اس حدیث کو مانتا ہے، جس کو احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے تسلیم کیا، جعفری اس حدیث کو صحیح مانتا ہے، جس کو جعفر

صادق تسلیم کرتا ہے، لیکن اہل حدیث ہر اس حدیث کو صحیح مانتا ہے جسے جعفر رحمہ اللہ، بیان کرے شافعی رحمہ اللہ، بیان کرے جسے مالک رحمہ اللہ، بیان کرے، جسے احمد بن حنبل رحمہ اللہ، بیان کرے، جسے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ بیان کرے، امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ، کوئی امام بیان کرے،

ہمارے نزدیک معیار امام نہیں، معیار پیغمبر ﷺ کی حدیث ہے، جس حدیث کی سند میرے مصطفیٰ ﷺ تک صحیح راویوں سے پہنچ جائے، رب کعبہ کی قسم ہے، میرا ایمان ہے، میں نہیں دیکھتا، کہ بیان کرنے والا کون ہے، بیان کرنے والا کوئی امام، اگر فقہ کا امام ہے، فقہی بزرگ ہے، اہل حدیث ہے، اہل سنت ہے، فقیہ ہے، محدث ہے، امام ہے،

وہ حدیث بیان کرے، میں اس حدیث کو قبول کرتا ہوں، چاہے شافعی رحمہ اللہ بیان کرے، چاہے مالک رحمہ اللہ بیان کرے، کیونکہ میرا معیار امام نہیں، میرا امام کون ہے؟

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

(النور: ۵۱)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں پاک عقیدہ کی برکت سے کیسی عظمت اور شان دی ہے، ہم درخت ہی اکھاڑ پھینکتے ہیں، وہ اہل حدیثوں نے اکھاڑا ہے، ایک درخت، جڑ سے اکھاڑ پھینکا، ہے، ان شاء اللہ شرک کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے، تو وہ پتہ کیا کہنے لگا، جو مجاور تھا، وہ کہنے لگا، جو ٹالی کا درخت اکھاڑ دے، وہ درخت بھی مفت لے جائے، لاکھ روپیہ بھی لے جائے، اور میں اہل حدیث بھی ہو جاؤں گا، اہل حدیث تو تب ہی ہونا تھا، جب آسمان سے فیصلہ ہونا تھا،

وہ کہنے لگا، لاکھ روپیہ بھی لے جاؤ، خیر اہل حدیثوں کو اللہ پاک نے موقع دیا، وہاں پہنچ گئے، وہ کہنے لگا، یہاں کرینیں آئیں ہیں، وہ ٹوٹ گئی ہیں، اہل حدیثوں اور کرینوں کا کیا جوڑ ہے، کرینیں آئی، ٹوٹ گئیں، جناب اس کو کوئی نہیں اکھیڑ سکا، ماتماں نہرو کے آئے، نہر کا رخ مڑ گیا، لیکن یہ درخت اپنی جگہ سے نہیں ہلا کہ بابا پہنچا ہوا ہے،

ساتھ کہنے لگا میری کوئی ذمہ داری نہیں ہے، بابا، کچھ دے بابا پہنچا ہوا ہے، کیونکہ میں

نے خود منظر دیکھا ہے، بابا کی قبر میں سے ایک سانپ نکلا تھا، قربان جاؤں، اس بابا کے جس کی قبر میں سے سانپ نکلا، پہنچا تو توڑ ہے، جس کی قبر میں سے سانپ نکل رہا ہے، وہ پہنچا ہوا تو توڑ ہے، جس کی قبر میں سے سانپ نکل رہا ہے، وہ پہنچا ہوا تو توڑ ہے، اللہ کرے، توڑ ہی رہے،

قبر میں سے سانپ نکلا، پھر اعلان ہوتا ہے کہ جو بابا کو مانتا ہے، ادھر ہو جائے، **جو اللہ کو** مانتا اہے، ادھر ہو جائے، وہ اتنی خوشی خوشی گئے کہ جیسے اللہ کو مانتے ہی نہیں، یعنی بابا والے، کہتے، بابے والے ادھر ہو جائے، اور اللہ والے ادھر ہو جاؤ، جب بابا والے ادھر ہو گئے، اللہ والے ادھر ہو گئے، میں نے کہا، اب میرا دل کرتا ہے، درمیان میں کھڑے ہو کر پڑھوں،

﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ٥﴾ (یسٓ:۵۹)

اللہ والے ادھر ہو جاؤ، بابا والے ادھر، میں نے کہا، قیامت والے دن الگ ہونا تھا، اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی کر دیا، بابا والے ادھر اور اللہ والے ادھر کھڑے ہیں، بابا والے ادھر اور اللہ والے ادھر کھڑے ہیں، اب درمیان میں، میں نے کہا، سنیئے! ایک لاکھ روپیہ دیا ہے؟ کہنے لگے جی، اور ٹالی کا درخت بھی ڈیڑھ پونے دو لاکھ کا ہے، وہ بھی دیا ہے، میں نے کہا، مہنگائی ہے، ریٹ کچھ ڈاؤن کر دیتے ہیں، کہتے، وہ کیسے؟

میں نے کہا، پچیس پچیس ہزار میں جو مرضی درخت کٹوا لو، جس قبر سے کہو، درخت اکھاڑ دیتے ہیں، پچیس پچیس ہزار میں، آگے ہمارا ریٹ پچیس ہزار ہو گا، جو مرضی کٹوا لو، ان شاء اللہ، ہمیں کچھ بھی نہیں ہوتا، کہتے، آپ کو بابا نے کچھ نہیں کیا، میں نے کہا، بابا اندر سے ہمارے ساتھ ملا ہے، اوپر اوپر سے تمہارے ساتھ ہوگا، اندر سے ہمارے ساتھ ہے، بابا ہمیں کچھ نہیں کہتا۔ کہتے، جو ٹہنی توڑتا تھا، بابا تو اس کی ٹانگیں توڑ دیتا تھا، میں نے کہا،

((مُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ))

سنیئے! میں نے کہا، اب دیکھ لو، تم تو کہتے ہو، درخت، میں نے کہا، اگر ہم حکومت کو سنبھال لیں تو ہم ان شاء اللہ بابوں کی قبریں بھی کچی کر دیں، ہمیں کچھ نہیں ہونا، کیونکہ اللہ

پاک نے ہمیں عقیدہ توحید عطا فرمایا ہے، مصطفیٰ ﷺ کی سنت عطا فرمائی ہے، یہ خرافات قصے کہانیاں جھوٹے واقعات، یہ اللہ نے تمہیں بخشے ہیں،

ہمیں اللہ تعالیٰ نے کیا عطا فرمایا،

﴿اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَo﴾

(النور:٥١)

فرمایا، مومن وہ ہوتا ہے، جس کے سامنے حدیث مصطفیٰ ﷺ آ جائے، تو کیا کہے،

((سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا))

میں نے حدیث سن لی اور میں نے حدیث مان لی، کیونکہ حدیث پاک کے بغیر گزارہ نہیں، حدیث کے بغیر قرآن سمجھ میں نہیں آ سکتا، غور کرنا، قرآن پاک کیا اعلان فرماتا ہے، فرمایا،

﴿اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo﴾ (الاحزاب:٥٦)

بے شک، اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو!

((صَلُّوْا))

تم بھی درود بھیجو، صلوا کا معنی درود کس نے کیا ہے،

((صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ))

کا معنی، وہاں بھی صَلُّوْا ہے، اس حدیث پاک میں اس کا معنی ہے، نماز پڑھنا،

صَلُّوْا کا معنی نماز پڑھنا ہوتا ہے، صَلُّوْا کا معنی اس مقام پر درود ہے، اگر حدیث نہیں لاؤ گے، تو اللہ کی قسم ہے، تم اس کا معنی کر ہی نہیں سکتے اور اس کا معنی درود تم نے اس لیے کرنا ہے، کہ میرے پیارے حبیب پیغمبر محمد ﷺ کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئے، کہنے لگے، یا رسول اللہ ﷺ!

((کَیْفَ نُصَلِّیْ))

یہ جو صَلُّوْا ہے، اس کا کیا معنی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا،

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.))

آپ ﷺ نے فرمایا، کہ یہ درود پڑھنا ہے، کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو نبی پاک ﷺ نے نہیں فرمایا، تمہیں عربی نہیں آتی، خود ہی بنالو، اگر فیصل آباد کا مولوی بنا سکتا ہے تو تم بھی بنالو اور

((اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ))

پنجاب کے مولوی بنا سکتے ہیں، عرض کی رسول اللہ ﷺ سے، کہ کیسے درود پڑھنا ہے، درود پاس سے نہیں بنایا، مصطفیٰ ﷺ کے پاس آ کر سیکھا اور اس نے جو درود اپنے پاس سے بنایا ہے، عجیب ہے،

((اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ))

اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ پر درود و سلام ہو، کون بھیج رہا ہے، کوئی پتہ نہیں، یا رسول اللہ ﷺ! وہ کہاں سے ہے، کوئی پتہ نہیں، کیسے کون بھیجنے والا ہے؟ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی پتہ نہیں،

((اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ))

اے اللہ کے رسول ﷺ، میرا دل کرتا ہے، آپ پر درود و سلام ہو، کون بھیجنے والا ہے، یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی پتہ نہیں، یہ ایسے ہی لگا ہوا ہے،

((اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ))

اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ پر درود و سلام ہو، یہ عربی کے الفاظ ہیں، ایک پنجابی شروع ہوا،

بھیجاں تیرے تے درود تے سلام سوہنیا
بھیجاں تیرے تے درود تے سلام سوہنیا
((اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ))

کا یہ پنجابی میں ترجمہ ہے۔

بھیجوں؟ نہیں رہنے دو، نبی پاک ﷺ سے پوچھنا ہے،

بھیجاں تیرے تے درود تے سلام سوہنیا

بھیجوں؟ بہتر یہی ہے کہ نہ بھیجو، کھڑا ہے، پوچھتا ہے، میں ایک جگہ پر گیا، میں نے کہا، بھیجوں بھیجوں کیا ہوتا ہے، سیدھی طرح بھیجو،

کہنے لگا، شاہ جی، آپ اس کا رد نہ کیا کرو، میں نے کہا، کیوں کیا ہوا ہے، کہتا، میں نے کوئی یہاں پڑھا ہے، میں نے روضہ رسول ﷺ پر جا کر پڑھا ہے، وہ سمجھا کہ شاید تیرے میرے کا مسئلہ ہے،

میں نے وہ مدینہ پاک میں جا کر روضہ رسول ﷺ پر پڑھا ہے، میں نے کہا، اچھا، یوں بھی ڈیڑھ لاکھ روپیہ لگا کر پوچھتے ہی رہے ہو، میں نے کہا، مدینہ پاک جو گیا ہو، وہاں قبر مبارک رسول ﷺ پر کھڑا ہے، کیا کہتا ہے، بھیجوں؟

بھیجاں تیرے تے درود تے سلام سوہنیا

بھیجوں، نہیں جاؤ، نامراد جیسے آئے ہو، ویسے ہی واپس چلے جاؤ، بھیجنے کی کیا ضرورت ہے، میں نے کہا، اگر قبار مبارک رسول ﷺ پر جو گئے ہو، تو سیدھی طرح کہو،

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.))

اللہ کی قسم ہے، بیت اللہ جائیں، دعا کرنے کا لطف بیت اللہ میں آتا ہے، درود پڑھنے

کا سکون مدینہ پاک میں آتا ہے، بندہ قبر مبارک رسول ﷺ پر، تو پیغمبر ﷺ کی ساری سیرت آپ ﷺ کے خالص توحید پر دکھ و مصائب آپ ﷺ کی عظمت شخصیت دل و دماغ میں سمائی ہو، تو پھر بندہ پڑھے کہ اس قبر مبارک رسول میں میرے مصطفیٰ ﷺ ہیں،

پھر بندہ پڑھے،

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.))

تم نے سمجھا نہیں، قبر مبارک رسول ﷺ کا مقام ہم نے سمجھا، اہل حدیث کو اللہ پاک نے آپ ﷺ کی قبر مبارک دی، تم تو ایسے بستیوں چوکوں میں پاس سے بنا کر جھوٹے دل لگاتے ہو کہ شاید مجھے بھی قبر مبارک رسول ﷺ مل جائے، تمہیں اصلی نہیں ملنا، میں اگلے دن گیا، میں نے کہا، تم نے نمونہ گنبد قبر مبارک رسول ﷺ جو چوک و چوراہے میں بنایا تھا،

کہنے لگے، جی، میں نے کہا، کیوں؟ کہتے، آپ ﷺ کے پیار میں بنایا ہے، میں نے کہا، واقعی؟ کہنے لگے، جی، میں نے کہا، پھر تیرہ کو قبر مبارک رسول ﷺ کا نمونہ نظر نہیں آیا، کہتے توڑ دیا ہے؟ میں نے کہا، کس نے؟ کہنے لگے، ہم نے خود ہی توڑا ہے، میں نے کہا، بنایا تو پیار میں تھا، توڑا کس لیے؟ پیار میں تو نہیں ٹوٹ سکتا، پھر کیوں توڑا؟

کہنے لگے، ہم نے کوئی خود توڑا ہے، ہم سے مولویوں نے تڑوایا، بنوایا بھی انہوں نے اور تڑوایا بھی انہوں نے، میں نے کہا، تم نے بنایا، پھر تم نے توڑا؟ سنو اہل حدیث کا عقیدہ، تم نے نمونہ گنبد بنائے، پھر توڑے، اہل حدیث کو اللہ تعالیٰ نے الحمد للہ سچا آخری رسول مدینہ پاک والا عطا فرمایا ہے، تم بس اب کاغذ کے بنا بنا کر بہلاتے رہو، اور کہو، ہم بھی عاشق ہیں،

پھر اگلی بات، میں ایک جگہ پر گیا، میں نے کہا، مولوی صاحب وہ اپنی مسجد میں تھا، سرگودھا، میں نے کہا، یہ جو نمونہ گنبد قبر مبارک تم نے بنایا ہے، تم نے توڑا کیوں؟ اس کی کیا

وجہ ہے، اس نے وجہ بتائی، کمال کی،

کہنے لگے، شاہ جی، آپ نے جو کہا پچھلے جمعہ میں کہ نمونہ گنبد قبر مبارک رسول ﷺ ہم نے توڑا ہے، پہلے بنایا، پھر خود ہی توڑا، اس کی وجہ کیا ہے،

کہنے لگا، شاہ جی، میں آپ سے پوچھتا ہوں، یہ کوئی نمونہ گنبد قبر مبارک اصلی تھا، میں نے کہا، اچھا اصلی نہیں تھا، تو کیا تھا؟ کہتے، وہ نہیں کہنا جو آپ کہلوانا چاہتے ہیں، لیکن اصلی نہیں تھا، یہ میں مانتا ہوں، کہ اصلی نہیں تھا، لیکن وہ میں نے نہیں کہنا، جو آپ میرے منہ سے کہلوانا چاہتے ہو، وہ نہیں تھا، لیکن اصلی بھی نہیں تھا، وہ بھی نہیں تھا، اور اصلی بھی نہیں تھا، میں نے کہا، یہ کیا ہوتا ہے، نہ وہ تھا، نہ اصلی تھا، وہ اب منہ سے کہہ بھی نہیں سکتا کہ اصلی نمونہ گنبد نہیں،

سنیے! میری عقیدت کیا ہے، کہ ہر گلی و چوک میں نمونہ گنبد قبر مبارک نہیں بنایا جاتا، اگر بن جائے تو پھر پاگل اپنے ہاتھوں سے توڑا نہیں جاتا، بنایا بھی ہے، تم نے، توڑا بھی ہے، تم نہیں سمجھے، اس کی حیثیت کو، فرمایا:

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

(النور:٥١)

حدیث کے بغیر گزارہ نہیں، حدیث کے بغیر بندہ آگے نہیں چل سکتا، ایک بندہ گر کسی کو مسلمان کرنا چاہے ایک مولوی کہنے لگا، حدیث جو ہے، وہ کوئی ضروری نہیں، میں نے کہا، کیوں، کہتے، قرآن پڑھنے سے تو ثواب ملتا ہے، میں نے کہا، کیا ملتا ہے، ثواب، کہتا، ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں، حدیث پڑھنے سے کیا ثواب ملتا ہے، آپ ثابت کر سکتے ہو کہ حدیث پڑھنے سے ثواب ملتا ہے،

میں نے کہا، اچھا، قرآن پاک پڑھنے سے ثواب ملتا ہے؟ کہتے جی،

میں نے کہا، کتنا؟ کہتے، ایک حرف کے بدلے میں، دس نیکیاں ہیں،

میں نے کہا، میں دوبارہ عرض کرتا ہوں، کہ قرآن پاک پڑھنے سے ثواب ملتا ہے؟ کہتے جی، میں نے کہا، کتنی نیکیاں؟ کہتے، ایک حرف کے بدلے میں دس نیکیاں، میں نے کہا، میں تیسری بار عرض کرتا ہوں، قرآن پڑھنے سے ثواب ملتا ہے؟ کہتے، جی، میں نے کہا، کتنا؟ کہتے، ایک حرف کے بدلے میں دس نیکیاں،

میں نے کہا، کہاں لکھا ہے، کہتے حدیث میں، قرآن پاک کا ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں، کہاں لکھا ہے؟ اس کا مطلب ہے، قرآن پاک پڑھنے کا ثواب بھی بیان کرتی ہے، تو محمد ﷺ کی حدیث پاک ہی بیان کرتی ہے، قرآن پاک پڑھنے کا ثواب بیان کرنا ہے تو حدیث مصطفیٰ ﷺ نے ہی، کہ حدیث پاک نے فرمایا ہے، کہ قرآن پاک پڑھنے سے ثواب ملتا ہے، فرمایا،

﴿اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾

(النور:۵۱)

لوگو، حدیث کے بغیر گزارہ نہیں، کہتے جی، حدیث اتنی ضروری ہے؟ میں نے کہا، جی، کہاں یاد آئے، مناظر اسلام حافظ عبد القادر روپڑی، اللہ ان کی قبر پر رحمتیں نازل فرمائے، یہ بات میں نے ان سے خود سنی، فرمانے لگے کہ میرا ایک منکر حدیث سے مناظرہ تھا، وہ حدیث کو نہیں مانتا تھا، حافظ صاحب فرمانے لگے، نیا نیا پڑھ کر آیا، تو کہے حدیث کوئی شے نہیں، مناظرہ طے پا کر چلے گئے، جب میں نے مناظرہ شروع کیا، روپڑی صاحب فرمانے لگے، میں نے کہا، میرا نام عبد القادر، اپنے باپ داد نام پیش کیا، میں نے کہا، مناظرہ بعد میں ہوگا، پہلے مخالف فریق جس کا مناظرہ ہے،

اپنا اور اپنے باپ دادا کا نام پیش کرے، تاکہ تعارف ہو جائے، کہ کون ہے، کس کا بیٹا ہے، وہ کھڑا ہوا، کہنے لگا، کہ میرا نام یہ اور اپنے باپ دادا کا نام بھی پیش کیا،

روپڑی صاحب فرمانے لگے، جس ابو کا تم نے نام لیا ہے، وہ واقعی ہی تمہارا ابو ہے،

اس نے کہا، جی، روپڑی صاحب فرمانے لگے، کوئی دلیل، کہ واقعی وہی تمہارا ابو ہے، جس کا تم نے نام لیا ہے، اس کی کوئی دلیل ہے، کہنے لگا، دلیل،

اب وہ پھنسے، وہ سمجھ گیا، کہ اب ہمارا مناظرہ تو پھنس گیا ہے، بیچ میں سے ایک بزرگ کھڑا ہو گیا، کہنے لگا، جی، میں اس نوجوان کو جانتا ہوں، جب اس کے امی ابو کا نکاح ہوا، میں اس محفل میں موجود تھا، جب نکاح ثابت ہو گیا ہے، تو ابو ثابت ہو گیا، میں اس کے ابو کے نکاح میں موجود تھا،

روپڑی صاحب فرمانے لگے، یہی کام کروانا تھا، بابا جی، جو آپ نے کر دیا ہے، آپ نکاح کی محفل میں موجود تھے؟ کہتا جی، موجود تھا، نکاح ہوا تھا، جی ہوا ہے، فرمایا، کیسے ہوا ہے، کہتا جیسے قبول ہوتا ہے، پھر خطبہ پڑھا، فرمایا، تمہارا مناظر تو مانتا نہیں حدیث کو، وہ تو نکاح کا طریقہ، خطبہ قبول کا طریقہ قرآن کی آیت مبارکہ پڑھو،

کہنے لگا، قرآن میں کوئی نہیں ہے، فرمانے لگے، روپڑی صاحب، اگر قرآن میں نہیں، تو تمہارے ابو کا نکاح حدیث کے مطابق ہوا ہے، تو تم حدیث کو مانتے نہیں، وہ تو پھر نکاح تو نہیں ہوا، حدیث مانے بغیر، تمہارا وجود ثابت نہیں ہو سکتا، یہ سارے رشتے بنتے ہیں،

((النكاح من سنتي))

یہ سارے رشتے بنتے ہیں، تو محمد ﷺ کی حدیث کی برکت سے بنتے ہیں، یہ ماں، یہ باپ، یہ بیٹا، یہ بیٹی، یہ بھانجا، بھانجی، یہ سب رشتے کس کی برکت سے بنتے ہیں، حدیث مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے، فرمایا،

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ﴾

حدیث میں تو وہی بندہ جو بارات میں دولہا بن کر آئے، اگر ایک دن پہلے، نکاح سے ایک گھنٹہ پہلے دس منٹ پہلے، نکاح سے، وہ اس بچی کو ہاتھ لگا دے، جس کے ساتھ نکاح ہونا ہے، اللہ کی قسم ہے، ایک لمحہ میں غیرت جاگ اٹھے اور آدمی جناب اس کو مار دے، قتل کر دے، برداشت نہ کرے،

وہ کون سی چیز ہے، دس منٹ پہلے تمہاری بیٹی کی طرف دیکھے، تم اس کو قتل کر دو، پھر نکاح ہوا ہے، تم نے اپنی بیٹی اس کے حوالے کیوں کی ہے، یہ کون سی چیز ہے، جس نے تمہیں ایک کیا ہے، فرمایا،

((النکاح من سنتی))

یہ محمد ﷺ کی سنت کی برکت ہے، بندہ، سب کچھ برداشت کر لیتا ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سنت کے ساتھ ہی یہ غیرت عطا فرماتا ہے، یہ سنت ہی ہے، فرمایا،

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

(النور:٥١)

لوگو! حدیث سے پیار کرو، حدیث کے بغیر گزارہ نہیں، حدیث کے بغیر کوئی مسئلہ سمجھ میں نہیں آ سکتا، اگر کسی بندہ کو مسلمان کرنا چاہو، تو پہلے غسل کرواؤ، کہاں لکھا ہے؟ اور غسل کرنے کے بعد کلمہ پڑھاؤ؟ کلمہ کہاں لکھا ہے؟ بولو، حدیث میں،

کہنے لگا، جی، نماز میں قرآن پاک پڑھا جاتا ہے، میں نے کہا، جی، کہنے لگا، حدیث اتنی ضروری ہے، تو نماز میں حدیث کی تلاوت نہیں ہوتی، میں نے کہا، تم نے پھر حدیث کو سمجھا نہیں، نماز میں قرآن پاک تھوڑا پڑھا جاتا ہے، حدیث مصطفیٰ ﷺ کے مطابق نماز کو زیادہ پڑھا جاتا ہے،

تمہاری نماز شروع کہاں سے ہوتی ہے، اللہ اکبر سے، قرآن پاک کے تیس پارے کھولو، یہ اللہ اکبر کے الفاظ قرآن پاک سے تو نہیں، یہ پیغمبر ﷺ کی حدیث سے ہیں، تم اذان کہتے ہو، وہ بھی قرآن پاک میں نہیں، حدیث سے ہے، تم اقامت کہتے ہو، وہ بھی الفاظ حدیث سے ہیں، تم تکبیر تحریمہ کہتے ہو، وہ الفاظ بھی حدیث سے ہیں۔

تم سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھتے ہو، یہ الفاظ بھی حدیث سے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِىْ پڑھتے ہو، یہ قرآن پاک نہیں، یہ بھی پیغمبر ﷺ کی حدیث ہے،

تم آمین اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھتے ہو، یہ قرآن پاک ہیں،

تم سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھتے ہو، یہ قرآن پاک نہیں، یہ پیغمبر ﷺ کی حدیث میں ہے،

تم سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ پڑھتے ہو، یہ قرآن پاک سے نہیں، پیغمبر ﷺ کی حدیث پاک سے ہے،

تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ پڑھتے ہو، یہ قرآن پاک سے نہیں، حدیث مصطفیٰ ﷺ میں ہے،

تم حَمْدًا کَثِیْرًا پڑھتے ہو، یہ قرآن پاک سے نہیں، پیغمبر ﷺ کی حدیث مبارکہ میں ہے،

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھتے ہو، یہ قرآن پاک سے نہیں، پیغمبر ﷺ کی حدیث میں ہے، دوسجدوں کے درمیان بیٹھ کر دعا پڑھتے ہو، یہ قرآن پاک سے نہیں، پیغمبر ﷺ کی حدیث میں ہے،

تم تشہد میں اَلتَّحِیَّاتُ پڑھتے ہو، یہ قرآن پاک سے نہیں، پیغمبر ﷺ کی حدیث میں ہے، تم آگے کلمۂ شہادت پڑھتے ہو، یہ قرآن پاک سے نہیں، پیغمبر ﷺ کی حدیث میں ہے،

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھتے ہو، یہ قرآن پاک سے نہیں، پیغمبر ﷺ کی حدیث میں ہے، تم آگے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا پڑھتے ہو، یہ قرآن پاک سے نہیں، پیغمبر ﷺ کی حدیث میں ہے،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ پڑھتے ہو، یہ قرآن پاک سے نہیں، پیغمبر ﷺ کی حدیث میں ہے، تم دائیں بائیں سلام پھیرتے ہو، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ، یہ قرآن پاک میں ہیں، پیغمبر ﷺ کی حدیث میں ہے،

تمہیں ماننا پڑے گا، تمہاری نماز شروع بھی ہوتی ہے، تو حدیث مصطفیٰ ﷺ کے مطابق تمہاری نماز مکمل بھی ہوتی ہے، تو محمد ﷺ کی حدیث پاک کے مطابق مکمل ہوتی ہے،

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا﴾ (النور: ۵۱)

اس حدیث پاک کے پیار کی وجہ سے ہم نے اپنا نام بھی چنا ہے، تو اہل حدیث چنا ہے، کہ حدیث والے قرآن والے مصطفیٰ ﷺ کے فرمان والے کہنے، لگا، آپ کا یہ نام ہے ہی نہیں، میں نے کہا، کیوں،؟ کہنے لگا، آپ کا نام تو وہابی ہے، میں نے کہا، وہ بھی پیارا ہے، خیر کوئی مسئلہ نہیں، یہ نام آپ نے رکھا ہے؟ کہتے جی،

میں نے کہا، اللہ تمہیں اور توفیق دے کوئی بریلوی، چشتی، سہروردی، اپنا نام بھی اچھا رکھ لو، ہمارا نام جو تم نے رکھا ہے، اچھا رکھا، وہابی رکھا ہے؟ کہتا جی، تو میں نے کہا، تمہیں پتہ ہے، وہابی کیوں ہوئے ہیں؟ کہتا بتاؤ، میں نے کہا،

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ (آل عمران: ۸)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اوپر، الوہاب ہے، ہم وہابی ہیں، کہتے آپ وہابی نہیں، آپ اور ہو، میں نے کہا، اور کون؟ کہتے، ایک امام گزرا ہے، عالم گزرا ہے، سعودیہ میں، امام محمد بن عبد الوہاب، آپ اس کے پیروکار ہو، میں نے کہا، اس کا نام کیا ہے؟

کہتا، محمد، میں نے کہا پھر، محمدی کہو، کہتے، اگر محمدی کہیں، تو پھر آپ نے کہنا ہے، ہم نبی پاک ﷺ سے جڑ گئے، میں نے کہا، اللہ کی رحمت سے ہمارا نام تم جو بھی رکھ رہے ہو، سوہنا رکھ رہے ہو، کہنے لگے، نہیں، محمدی، ہم نے نہیں کہنا، میں نے کہا، اس کے ابو کا کیا نام، کہتے، عبدالوہاب، میں نے کہا، پھر عبدالوہابی کہو،

کہتے، یہ نہیں ہوسکتا، میں نے کہا، پھر صرف وہابی کہتا ہے، وہاب نام تو اللہ کا ہے، ہم پھر بھی وہابی ہوئے، کہتے، آپ غیر مقلد ہو، میں نے کہا، یہ بھی پیارا ہے، یہ بھی نام پیارا ہے، کہتے کیوں؟ میں نے کہا، غیر مقلد کون ہوتا ہے، کہتے، آپ بتاؤ، میں نے کہا، تم بتاؤ، رکھا، تم نے ہے، نام اور ترجمہ، ہم بتائیں، بتاؤ، غیر مقلد کا معنی کیا ہوتا ہے،

کہنے لگے، کوئی پتہ نہیں، کیونکہ غیر مقلد کا معنی نکل نہیں سکتا، جب تک مقلد کا نہ نکلے، جو مقلد نہ ہو، وہ کیا ہوتا ہے؟ اصل معنی تو مقلد کا نکالنا ہے، اگر اس کا معنی سمجھ آ گیا، تو غیر مقلد کا معنی خود بخود سمجھ آ جائے گا، میں نے کہا، مقلد کون ہوتا ہے؟ کہتے، جو تقلید کرے، وہ مقلد ہوتا ہے،

تقلید کا معنی ہار ہوتا ہے، جس کے گلے میں ہار ہو، کسی امتی کی غلامی کا وہ مقلد ہو، میں نے کہا، بالکل اچھا معنی ہے، جو تم نے کیا ہے، ہم وہی کر دیتے ہیں، کہ مقلد وہ ہوتا ہے، جس کے گلے میں امتی کی غلامی کا ہار ہو، اب غیر مقلد کون ہے؟

جس کے گلے میں امتی کی غلامی کا ہار نہ ہو، میں نے کہا، لو اب تو راضی ہو جاؤ، تمہیں تو مخالف بھی کہتا ہے، کہ ہمارے گلے میں امتی کی غلامی کا ہار نہیں، اگر تم ہار پہن لو، میں نے کہا کون سا؟ کہتے، امام صاحب کی غلامی کا، میں نے کہا، کہاں پہنیں، کہتے گلے میں، میں نے کہا، گلے میں تو ہم نے پہنا ہوا ہے، کہتے کون سا؟ میں نے کہا، نبی پاک ﷺ کی غلامی کا، کہتے کب؟ میں نے کہا، جب پیدا ہوئے تھے،

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ))

ہم نے تو تب کا پہنا ہوا ہے، اب کیوں؟ کہتے، نبی پاک ﷺ کی غلامی کے اوپر پہن لو، اچھا جہاں ہار نبی پاک ﷺ کی غلامی کا پہنا ہوا ہے، اوپر ہی پہن لیں، امام صاحب کا؟ کہتے جی، میں نے کہا، قرآن پاک کیا اعلان فرماتا ہے،

﴿لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ (الحجرات:۲)

نبی پاک ﷺ کی غلامی کے اوپر ہار کیسے آ سکتا ہے؟ کہتے ہوں، اوپر تو نہیں آ سکتا، کہتے نیچے، میں نے کہا، نیچے کیسے جائے؟ پہلے نبی پاک ﷺ کا پہنا ہوا ہے، اب نیچے کیسے جائے گا، کہتے، ہاں جا بھی نہیں سکتا، میں نے کہا، کوئی ترکیب بتاؤ۔

کہتے، ایک ترکیب ہمیں سمجھ آئی ہے، میں نے کہا، بتاؤ، کہتے، نبی پاک ﷺ کی غلامی کا اتار لو، وہ اتار لو، ایک منٹ میں جلدی سے امام صاحب کا پہن کر، پھر نبی پاک ﷺ کی

غلامی کا پہن لینا، ایک منٹ کے لیے؟ میں نے کہا، اگر ایک منٹ کے لیے، نبی پاک ﷺ کی غلامی کا ہار اتر گیا، تو پتہ کیا حال ہونا ہے،

رب احکم الحاکمین نے فرمایا:

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ م بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا٥﴾ (النساء:۱۱۵)

لوگو! نبی پاک ﷺ کی غلامی کا ہار اتر جائے، نہ تمہارا ایمان رہے گا، نہ عقیدہ رہے گا،

آیئے، جو پیغام میں دینا چاہتا ہوں،

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ٥﴾

(النور:۵۱)

حدیث کے بغیر قرآن بھی سمجھ نہیں آ سکتا، قرآن پاک نے کیا اعلان کیا ہے،

﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ٥﴾ (لقمان:۱۳)

کہ شرک جو ہے، بہت بڑا ظلم ہے، یہ معنی بیان فرمایا، میرے پیارے حبیب پیغمبر محمد ﷺ نے بیان فرمایا، لفظ ظلم کا تعین جب قرآن پاک میں نازل ہوا کہ

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ٥﴾ (الانعام:۸۲)

کہ جن کے ایمان میں ظلم مل گیا، ان کا ایمان برباد ہو جائے گا، صحابہ رضی اللہ عنہم حیران ہوئے، کہنے لگے، یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سا بندہ ہے، جس سے کوئی نہ کوئی گناہ ظلم نہیں ہو جاتا، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ظلم کا معنی وہی ہے، جو میں محمد ﷺ بیان کروں گا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا معنی ہے، فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ٥﴾ (لقمان:۱۳)

شرک بہت بڑا ظلم ہے، لہٰذا جس ایمان میں ظلم مل جاتا ہے، جس کا ایمان نفع میں نہیں رہتا، وہ شرک ہے، لہٰذا اس آیت مبارکہ میں ظلم کا معنی مصطفیٰ ﷺ نے خود بیان فرمایا، قرآن پاک نے کیا اعلان فرمایا،

﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ﴾ (البقرہ:۱۷۳)

کہ تم پر مردار حرام ہے، مچھلی کو حلال فرمایا تو میرے مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا، اللہ پاک کی وحی سے حلال فرمایا۔

قرآن پاک نے کیا فرمایا:

﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝﴾

(الاعراف:۲۰۴)

جب قرآن پاک پڑھا جائے تو غور سے سنو، چپ ہو کر تا کہ تم پر اللہ رحمت کرے، یہ قرآن پاک نے حکم فرمایا تو مصطفیٰ ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی تشریح خود کیا بیان فرمائی ہے، فرمایا،

((لَا صَلٰوةَ))

تو پتہ ہے، لا کون سا ہے، کہاں یاد آئے، دیو بند مکتبہ ہائے فکر کے غلام، مولانا غلام اللہ خاں صاحب، پنڈی والے وہ درس دے رہے تھے، اور بڑا انہوں نے سمجھایا، پنڈی راجہ بازار میں،

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ))

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں،

لا آ گیا ہے، یہ نفی جنس کا ہے، کوئی چھوٹا موٹا بھی کوئی معبود نہیں، ساتھ ایسے ہی فرمایا،

((لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ))

میرے پیغمبر ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، فرمایا: یہ لا آ جائے، توحید والا، یہ لا ختم نبوت والا ہے، یہ لا آ گیا ہے، کوئی معبود باطل نہیں رہا، یہ لا آ گیا، کوئی جھوٹا نبی نہیں بن

سکتا، آگے ایک مولوی بہادر ہو کر بیٹھا تھا، اور ابھی اہل حدیث نہیں تھا، اللہ اس کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، (آمین)

وہ کہنے لگا، استاد جی، ایک لا اور بھی ہے، کہنے لگا، وہ کون سا ہے؟ کہتا وہ غیر مقلد ہمیں بڑا تنگ کرتے ہیں،

((لَا صَلٰوۃَ))

اس لا کی کیا حیثیت ہے، کہتا یہ لا اور ہے، اس نے کہا، استاد جی، یہ تو اسی طرح کا، جیسے

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ))

کہتا، شکل سے تو ویسا ہی لگتا ہے، شکل تو ویسی ہے لیکن اندر سے ویسا نہیں، اس نے کہا، استاد جی، اندر سے کیا ہوتا ہے، فرمایا، تم سمجھے نہیں، یہ اور ہے، اور وہ اور ہے، تم نہیں سمجھے، یہ گہری بات ہے، اس نے کہا، استاد جی، مجھے تو پھر ویسا ہی لگتا ہے،

وہ مولوی صاحب پنڈی والا کہنے لگے، تم نے فاتحہ پڑھنی ہے، تو پڑھ اب آگے مہربانی کر کے کسی کو نہ بتانا، تمہارا دماغ اٹک گیا ہے، تم پھنس گئے ہو، تم پڑھ لو، آگے نہ بتانا، اس نے کہا، ٹھیک ہے، باہر نکلا، راجہ بازار، پنڈی میں تو پتہ کیا کہا، لوگو، استاد جی، فرما رہے ہیں، فاتحہ کے بغیر نماز نہیں، اور ساتھ ہی فرما رہے ہیں، آگے نہ بتانا،

وہ سب دوڑے آئے، استاد جی، یہ کیا، اس نے کہا، کہاں ہے، مولوی بہادر، پکڑو، مولوی بہادر کو تھپڑ مارا، میں نے تمہیں یہ کہا تھا، کہ آگے نہ بتانا، اس نے کہا، استاد جی، پھر اصلاح ہو ہی گئی، اس نے کہا، پھر تم ہمارے لائق نہیں رہے، اس نے کہا، ٹھیک ہے، استاد جی، باہر نکلا، راجہ بازار کی اس مسجد سے نکل کر باہر پھر اعلان کیا ہے، استاد جی فرما رہے ہیں،

((لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ))

جو فاتحہ نہ پڑھے، اس کی نماز نہیں، لوگوں نے مارنا شروع کیا، پھر مولوی بہادر کو اللہ نے مسلک کی محبت اس طرح عطا فرمائی، پھر سائیکل بنوائی، سائیکل پر چڑھ جائے، ایک طرف

اثبات رفع الیدین کا اشتہار ہے، ایک طرف فاتحہ کا ایک طرف آمین بالجہر کا سائیکل پر چڑھتا ہے، چھوٹا سا مائیک لے لیا، اور سائیکل پر اسپیکر لگا کر زندگی پھر ایسے گزاری ہے، اس کی دعوت پر پنڈی اسلام آباد میں ہزاروں لوگوں نے مسلک اہل حدیث قبول کیا ہے،

کیسے نکلتا ہے، صبح ناشتہ کر کے نکلتا ہے، تو اسپیکر آن کر کے بازار میں پنڈی میں پھرتا اور کیا کہتا، لوگو، ٹوٹی پھوٹی، نمازیں صحیح کر لو، اللہ اس بزرگ کی قبر پر رحمتیں نازل فرمائے، (آمین) اپنی ٹوٹی پھوٹی نمازیں صحیح کروالو، فاتحہ کے بغیر نماز، فاتحہ کے بغیر نماز نہیں؟ لوگوں نے پتھر مارنے، مار کھا کر پھر اٹھنا، تو پھر کہنا، لوگو، ٹوٹی پھوٹی نمازیں صحیح کروالو،

زندگی ایسے گزار دی، جیل میں بھی گئے، صعوبتیں بھی برداشت کیں جب جیل سے باہر نکلے، تو لوگوں نے کہا، اب اتنے سال جیل میں رہ کر آیا ہے، مولوی بہادر صاحب رک گیا ہو گا، جیل سے لوگ لینے گئے، تو باہر نکلا، کہنے لگا، میری سائیکل لاؤ، میرا دل کرتا ہے، میں گھر تک کہتا جاؤں، ٹوٹی پھوٹی نمازیں صحیح کروالو، فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی،

لوگو، رسول رحمت ﷺ نے کیا فرمایا ہے، تم قرآن کی آیت پیش کرتے ہو، میں قرآن کی آیت کی تشریح اپنے پیارے محمد ﷺ سے پیش کرتا ہوں، کہ قرآن پاک کا معنی میرے پیغمبر ﷺ سے زیادہ کون جانتا ہے، اس آیت مبارکہ کا معنی میرے مصطفیٰ ﷺ سے زیادہ کون جانتا ہے، اگر قرآن پاک مچھلی کو حرام کہے، حدیث پاک ہی اللہ کی وحی سے مچھلی مردار کو حلال کہے پھر حدیث پاک کی روشنی میں تم مچھلی کو حلال کہو،

اگر حدیث پاک کی روشنی میں مچھلی کو عام مردار میں سے مچھلی کو استثنیٰ حاصل ہے تو حدیث پاک کی روشنی میں، اس حدیث کو کیوں نہیں مانتے، قرآن پاک کیا اعلان فرماتا ہے:

﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝﴾

(الاعراف: ٢٠٤)

جب قرآن پاک پڑھا جائے، چپ کر کے سنو، خاموش رہو، اور حدیث کیا فرمان ہے، کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں، میرے محبوب ﷺ کیا فرماتے ہیں، ابوداؤد، ترمذی میں حدیث

پاک آتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، جب میں اونچی نماز پڑھوں، میرے پیچھے فاتحہ پڑھا کرو، فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

((انا نقول وراء الامام))

صحیح مسلم میں، جب امام کے پیچھے ہوں، پھر کیا کرنا چاہیے، فرمایا،

((اقرأ بها فی نفسك))

پھر فاتحہ اپنے دل میں پڑھا کرو، اب ذرا ادھر غور کرنا، کتاب القرأۃ میں ایک حدیث آتی ہے، کہ جو بندہ نماز پڑھتا ہے، اور فاتحہ امام کے پیچھے نہیں پڑھتا،

((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْإِمَام))

یہ کتاب القراۃ بیہقی میں ہے کہ جو امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتا، اللہ اس کی نماز قبول نہیں کرتا، قرآن کیا فرماتا ہے، جب قرآن پڑھا جائے، غور سے سنو، اور حدیث پاک ہے، فاتحہ پڑھو، قرآن بھی اللہ کی وحی ہے، میرے محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث بھی وحی ہے، قرآن سمجھ میں آتا ہے، حدیث پاک کی روشنی میں،

قرآن پاک کا فرمان ہے، جب قرآن پڑھا جائے، چپ کر کے سنو، حدیث پاک کا فرمان ہے، فاتحہ پڑھو، قرآن بھی حجت رہے گا، مصطفیٰ ﷺ کی حدیث بھی حجت رہے گی، قرآن کی روشنی میں جب قرآن پڑھا جائے گا، اس کو سنا جائے گا اور حدیث کی روشنی میں امام پیچھے فاتحہ پڑھی جائے گی، کیوں؟ اگر فاتحہ نہیں پڑھنی تو نماز نہیں؟

شیخ القرآنؒ اللہ اس کی قبر پر رحمتیں فرمائے، (آمین) مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اگر فاتحہ نہیں پڑھنی، تو ادھر کیا لینے آتے ہو، کدھر؟ مسجد میں، فرمایا، اللہ اکبر جو کہا ہے، ہاتھ یہاں باندھے ہیں، اور گردن تھوڑی سی ٹیڑھی ہے، کھڑا ہے، پڑھو کیا لینے آئے ہو، کچھ مانگو، گونگے ہو؟ اوہو کچھ بولو، اس کا معنی کیا ہے؟ یہ جو مولوی آگے کھڑا ہے، اس نے کہا ہے، تم نہ پڑھنا، میں پڑھتا رہوں گا، اور اگر تم مر گئے، تو پھر؟

کہنے لگا جی، قبر میں گیا، نماز پڑھی ہے؟ جی، فاتحہ پڑھی تھی؟ جی، کس نے؟ جو ابھی زندہ

ہے، یہ حساب شروع ہو گیا، جو فاتحہ پڑھتا ہے، وہ بھی دنیا میں پھرتا ہے، اس کا حساب کتاب شروع ہو گیا، جس نے پڑھی ہے، وہ ابھی دنیا میں ہے، اس کو آنے دو، پھر حساب کر لیں گے، ابھی تو وہ زندہ پھرتا ہے،

سنیئے! کہنے لگے، جب قرآن پڑھا جائے، غور سے سنو، میں نے کہا، سنو، میں نے کہا، صبح فجر کے وقت کیا کرتے ہو؟ کہتے بتاؤ، میں نے کہا، امام آگے قرآن پڑھ رہا ہوتا ہے، تم پیچھے کسی مکان کے کونے، نکر میں نعتیں پڑھ رہے ہوتے ہو، کہتے جی، میں نے کہا، کیسے پڑھتے ہو،

﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ﴾

اور جب مغرب کی نماز کھڑی ہو جائے، جی، تم وضو کر کے آؤ، تم نے جماعت کے ساتھ شامل ہونا ہے، تم کیا نیت کرو گے؟ میں نے کہا، خالص دل سے نیت کرتا ہوں، اس نماز کی، تم بھی کہتے ہو، کہتے جی، میں نے کہا، کیسے کہتے ہو، کہتے، زبان سے، تو میں نے کہا،

﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ﴾

امام صاحب تو قرآن پاک پڑھ رہے ہیں، تم نیت کیوں کر رہے ہو؟ کہتے، ہم دل میں کرتے ہیں، میں نے کہا، قرأت قرآن کے دوران تم تکبیر تحریمہ کہہ کر جماعت میں شامل ہو سکتے ہو، تو مجھ پر فاتحہ کی پابندی کیوں لگاتے ہو۔

اس پر ایک مولوی نے کتاب لکھی ہے، تو پتہ کیا لکھا ہے، رفع الیدین نہیں کرنا چاہیے، کہتا، بخاری میں حدیث ہے چھ، رفع الیدین نہیں کرنا چاہیے، بخاری میں چھ روایتیں ہیں، میں نے کہا، ہم نے بخاری پڑھی، سنی، دیکھی، تو ہے، ہمیں تو نظر نہیں آئیں، شاید مولوی کا علم گہرا ہے، اسے نظر آ گئی ہوں،

کہتا، بخاری میں حدیث نمبر ایک، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے، نماز شروع کی تکبیر کہی، رکوع گئے، تکبیر کہی، سجدہ میں گئے، تکبیر کہی، سجدہ سے سر اٹھایا، تکبیر کہی، اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ رفع الیدین نہیں کرنا چاہیے، کہیں رفع الیدین کا ذکر ہے؟ تو

میں نے کہا، نبی پاک ﷺ نے فرمایا،

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ))

جو رمضان کے روزے رکھے، اللہ اس کے پچھلے گناہ معاف فرما دے گا، اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نماز نہیں پڑھنی چاہیے، کہتے یہ کہاں سے ثابت ہو گیا، میں نے کہا حدیث سے، اس میں کہیں نماز کا ذکر آیا ہے، کہتے، نماز کا ذکر اور حدیث میں ہے، تو میں نے کہا، رفع الیدین کا ذکر بھی اور احادیث میں ہے،

بخاری میں رفع الیدین کا ذکر بھی اور حدیث میں ہے، اللہ کے بندے کون سی حدیث پڑھتے ہو، امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث پر باب باندھا ہے کہ نماز شروع کرتے ہوئے رکوع جاتے ہوئے اور نیچے جاتے اوپر اٹھتے، تکبیر کہنی چاہیے، اس حدیث سے تکبیر کہنا ثابت ہوتا ہے، یہ رفع الیدین کی حدیث نہیں، رفع الیدین کی حدیث پاک موجود ہے، کہنے لگا، قرآن پاک فرماتا ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ○﴾

(المؤمنون:۱-۲)

نماز پڑھو، اور خشوع وخضوع کے ساتھ، میں نے کہا، جی بالکل، کہتے، رفع الیدین خشوع کے خلاف ہے، اس لیے رفع الیدین نہیں کرنا چاہیے، میرے پاس قرآن کی دلیل ہے،

سنیے! تیرے پاس قرآن پاک کی دلیل موجود نہیں، تم نے خود دلیل بنائی ہے، ہمارے رب نے: اس لیے اس آیت مبارکہ کو نازل نہیں کیا، اگر رفع الیدین خشوع کے خلاف ہوتا تو نماز شروع کرتے وقت رفع الیدین مسنون نہ ہوتا، اگر خشوع کے خلاف ہوتا، پھر تو عید کی تکبیرات میں نہ کرتا، اگر عید کی تکبیرات میں رفع الیدین خشوع کے خلاف ہے،

اگر عید کی تکبیرات میں یہ شریر گھوڑے کی طرح دم ہلانا نہیں، اگر یہ قنوت اور وتر میں خشوع کے خلاف نہیں، شریر گھوڑے کی طرح دم ہلانا نہیں، پھر رکوع کے وقت رفع الیدین کا استثنیٰ کیوں کرتے ہو، کیا تمہارے علم میں نہیں،

کہ امام بزدوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب زم الکلام میں بیان فرمایا ہے کہ فقیہہ اور محدث امام محمد بن حسان رحمہ اللہ جارہے تھے، ایک بندے کے پاس گئے، حدیث پاک نوٹ کرنے کے لیے، حدیث پڑھنے کے لیے حدیث روایت کرنے کے لیے، جب گئے، تو ابویعقوب البکری کے پاس گئے، وہ نماز پڑھ رہا تھا، امام محمد بن حسان رحمہ اللہ دیکھ رہے ہیں، کہ ابو یعقوب جس کے پاس میں حدیث سیکھنے کے لیے آیا ہوں، حدیث پڑھنے کے لیے آیا ہوں، حدیث لینے کے لیے آیا ہوں، نماز پڑھ رہے ہیں،

نماز کے بعد ملاقات ہوتی ہے، پھر دیکھا ابویعقوب البکری نماز پڑھ رہے ہیں، اور رفع الیدین نہیں کر رہا، اس نے جب سلام پھیرا، تو امام محمد بن حسان چل پڑھے، ابو یعقوب رحمہ اللہ نے آواز دی، کہ آپ کون ہو؟ فرمایا، امام محمد بن حسان رحمہ اللہ اتنا لمبا سفر کر کے آیا، میں نے سنا تھا، آپ ﷺ کے پاس چند احادیث پیغمبر ﷺ ہیں، میں وہ نوٹ کرنے آیا ہوں، فرمایا، پھر واپس کیوں جارہے ہو،

فرمایا، تمہاری نماز دیکھی ہے، سنت کے مطابق نہیں، تمہاری نماز کو دیکھا ہے، جو سنت کے مطابق نہیں، جو حدیث مصطفیٰ ﷺ چھوڑ کر رفع الیدین نہیں کرتا، اس سے میں حدیث مصطفیٰ ﷺ کیوں لوں، جو حدیث مصطفیٰ ﷺ کا خود تارک ہے، آپ ﷺ کی سنت کا تارک ہے، رفع الیدین کے بغیر نماز پڑھ رہا ہے،

فرمانے لگے، میں زندگی بھر تم سے روایت لینے کو حرام سمجھتا ہوں، اس لیے کہ تو محمد ﷺ کی حدیث پر عمل نہیں کرتا۔

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

(النور:۵۱)

لوگو! حدیث سے پیار کرو، اگر حدیث نہ ہو، رب کعبہ کی قسم ہے، قرآن پاک نے تو فرمایا ہے،

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (الجمعہ:۹)

ہر مومن جمعہ پڑھے، یہ حدیث پاک میں ہے، نے کہا، عورت پر جمعہ فرض نہیں، یہ حدیث پاک کی خلاف ورزی ہے، کسی نے کہا، ہمارا یہ جمعہ فرض نہیں، یہ حدیث پاک کی خلاف ورزی ہے، کسی نے کہا، بچے جمعہ نہ پڑھیں، یہ حدیث پاک کی خلاف ورزی ہے، کسی نے کہا، مسافر پر جمعہ فرض نہیں، یہ حدیث پاک کی مخالفت ہے، کسی نے ان کو مستثنیٰ کیا ہے،

آگے بڑھیے، حدیث مصطفیٰ ﷺ کے بغیر گزارہ نہیں، جایئے، اگر کسی بندے کا بیٹا نہ ہو، اولاد نہ ہو، لیکن اس کے بھتیجے موجود ہوں، اب بھتیجے کے دل میں ہے، کہ ہمارا چچا ہے، یا تایا، کب فوت ہو، کیونکہ اس کی اولاد میں ہے، اس کا جو مال وراثت ہے، وہ ہمارے پاس آئے،

سنیے، بھتیجے انتظار کر رہے ہیں، تایا یا چچا فوت ہو، س کی ساری وراثت کو سنبھالیں، لیکن سنیئے، تمہیں حدیث پاک نے زندگی عطا کی، حدیث پاک نے عزت عطا کی، حدیث پاک نے تحفظ عطا کیا ہے، حدیث پاک نے اگر بھتیجے دہشت میں آئے، غصے میں آ کر تمہیں قتل کر دیں کہ کب جلدی چچا تایا فوت ہو، مال کو سنبھالیں،

حدیث پاک میں ہے، خبردار چچا کو قتل نہ کرنا، باپ کو قتل نہ کرنا، بھائی کو قتل نہ کرنا، اگر قتل کرو گے، تو قاتل اپنے مقتول کا وارث کیوں؟ وراثت سے محروم ہو جاؤ گے، اس کا مطلب ہے، تمہیں زندگی میں راہنمائی بخشی ہے، تو محمد ﷺ کی حدیث نے بخشی ہے،

وگرنہ اولاد اپنے والدین کو قتل کرتی، مرنے پر بھی جائیداد کو سنبھالیں، چچا کو قتل کرتی، مرنے پر جائیداد سنبھالیں، خود مارتے، حدیث نے کہا، خبردار قتل نہ کرنا، اگر قتل کرو گے تو قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں بن سکتا، لہٰذا حدیث پاک نے تمہیں عزت عطا فرمائی ہے،

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ﴾

میں ایک سوال کرتا ہوں، ماں فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا حق بنتا تھا، شیعہ کہتا ہے، باغ فدک میں ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حق بنتا تھا، کوئی کہتے ہیں، نہیں، فاطمہ رضی اللہ عنہا کا باغ فدک میں حق نہیں، میں سوال کرتا ہوں، شیعہ کا موقف مجھے درست معلوم ہوتا ہے، شیعہ قرآن کی آیت مبارکہ پڑھتا ہے،

﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ﴾

(النساء:١١)

کہ ایک بیٹی کا حصہ بھائی بیٹے کے حصے سے آدھا بنتا ہے، قرآن بیان فرماتا ہے کہ کون سی وہ آیت ہے، جس کی روشنی میں کہا جائے، فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حصہ نہیں، وہ کون سی آیت ہے، جس کی روشنی میں یہ کہا جائے، فاطمہ رضی اللہ عنہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی،

قرآن پاک فرماتا ہے، وراثت تقسیم ہوتی ہے، لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت تقسیم نہیں ہو تی، فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حصہ نہیں ملے گا، باغ فدک نہیں ملے گا، شیعہ قرآن پیش کرتا ہے، تمہارے پاس شیعہ کے رد کے لیے، قرآن پاک کی کوئی آیت ہو تو بتلایئے، پڑھیے، قرآن کی آیت مبارکہ نہیں ہے تو حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

جب فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، عرض کی اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میرا باغ فدک میں حصہ نہیں، فرمایا، نہیں، فرمایا، فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث فرما رہی ہے، نبیوں کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی، اماں فاطمہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو کر راضی ہو کر واپس گئی ہیں، کیوں؟ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ ہے، جیسے رب کا قرآن وحی ہے، ویسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی وحی ہے، فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اس مسئلہ کو قبول کیا،

باغ فدک میں اہل حدیث کا موقف حق بنتا ہے، اگر رب کا قرآن بھی مانا جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو بھی مانا جائے، وگرنہ بندہ تسلیم نہیں کر سکتا، حدیث کے بغیر گزارہ نہیں، تیرا ایمان حدیث میں، تمہارے مسائل حدیث میں، نکاح کے مسائل حدیث میں، حج کے

مسائل حدیث میں، حج کا طریقہ حدیث میں، روزے کے مسائل حدیث میں، زکوٰۃ کے احکام حدیث میں،

تمہارا اٹھنا بیٹھنا، تمہارا کھانا تمہارے پینے کا طریقہ حدیث پاک میں، تمہاری حاجت کے آداب حدیث میں، وضو کے پورے مسائل حدیث پاک میں، حدیث نہیں تو ناپاکیزگی ہے، نہ طہارت ہے نہ کلمہ ہے، نہ دین ہے، نہ شریعت ہے، کچھ بھی نہیں ہے، اگر حدیث نہیں تو تمہارا ایمان نہیں ہے،

حدیث نہیں تو تم قرآن کی آیت پر عمل نہیں کر سکتے، جیسے قرآن حجت ہے، ویسے حدیث بھی حجت ہے، جیسے قرآن اللہ تعالیٰ کی وحی ہے، ویسے حدیث اللہ کی وحی ہے، جیسے قرآن آج محفوظ ہے، ویسے حدیث بھی آج محفوظ ہے، جیسے قرآن ہمیشہ محفوظ رہے گا، ویسے حدیث ہمیشہ محفوظ رہے گی، اہل حدیث اس قرآن اور حدیث کے اعمال کو سنبھال کے کھڑے ہیں ان شاء اللہ،

ہم نے حوض کوثر جانے تک محمد ﷺ کی اس امانت کی حفاظت کرنی ہے، ہم نے پھر حوض کوثر کے پاس ہونا ہے، وہ نبی ﷺ حدیث پاک پیش کرے گا،

اللہ کے محبوب ﷺ یہ آپ کی امامت قرآن وحدیث تم اس کو قبول کرلو، ہم نے اس کی حفاظت فرمائی۔ آج حوض کوثر پر آ چکے، اور جو حدیث میں نیا مسئلہ داخل کرنے والا ہے، اہل بدعت سے، نبی پاک ﷺ کو اتنی نفرت ہے، حوض کوثر پر دیکھ کر بھی فرمائیں گے،

((سُحْقًا))

حدیث، پر گزارہ نہ کرنے والو، دفع ہو جاؤ، دور ہو جاؤ، میں تمہیں حوض کوثر پر نہیں دیکھ سکتا، اور نبی پاک ﷺ نے کیا فرمائیں گے جب میری امت کے علمائے حق آئیں گے، قرآن وحدیث کے لیے مار کھانے والے آئیں گے،

تو امام سجانی صحیح حدیث میں روایت لائے، جب علمائے حق قرآن وحدیث کے لیے مار کھانے والے مصیبتیں اٹھانے والے آئیں گے، نبی پاک ﷺ دیکھ کر فرمائیں گے، ان کو

دیکھ کر کیا فرمائیں گے:

((سُحْقًا سُحْقًا))

علمائے حق قرآن وحدیث کے لیے مار کھانے والے مصیبتیں اٹھانے والے آئیں گے، نبی پاک ﷺ دیکھ کر کیا فرمائیں گے، اے ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ، اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم، اے فرشتو، جی، فرمایا، پیالے رکھ دو، میری امت کے علماء آرہے ہیں، علمائے حق آرہے ہیں، قرآن وحدیث کو چاہنے والے پیش کرنے والے، اس کے لیے مار کھانے والے، یا رسول اللہ ﷺ! پھر کیا کرنا ہے،

فرمایا، میں ان کو پانی پلانا چاہتا ہوں، یا رسول اللہ ﷺ! پیالوں سے، فرمایا، نہیں، ان کو پیالوں سے نہیں پلانا، میں محمد ﷺ چاہتا ہوں، اپنے ہاتھوں سے بک بھر کر اپنی امت کے علماء کو پیش کروں، یہ حوض کوثر کا جام اس شخص کو ملے گا، جو پیغمبر ﷺ کی حدیث پر اور رب کے قرآن پر عمل کرتا ہے، اہل بدعت اہل حوس اہل رائے، اہل قیاس کو حوض کوثر سے دور ہٹا دیا جائے گا،

اللہ سے دعا ہے، اللہ تعالیٰ حدیث پاک کے صحیح معنوں سے پیار نصیب فرمائے۔ آمین

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



رفع الیدین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

﴿يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا○﴾

(النساء:۵۹)

ذی وقار علمائے کرام بزرگو اور دوستو!

ہمارے مدارس میں دیکھ لیجیے، ایک بچہ اہل حدیث کے مدارس میں داخل کروایئے، اگلے ہی دن جایئے، اس بچے سے سوال کیجیے، کہ اے میرے بیٹے ایک رات اور ایک دن تم نے اہل حدیث مدرسہ میں گزارا ہے، بتلاؤ، تم نے کون سی چیز پڑھی ہے،

آپ کو اپنا بیٹا بتلائے گا، کہ پہلے ہی دن میں نے قرآن پاک کا ترجمہ پڑھا ہے، اور ساتھ ایک پیغمبر ﷺ کی حدیث پڑھی ہے،

((انما الاعمال بالنیات))

کیا معنی، اہل حدیث کے مدرسہ کا آغاز اہل حدیث کی تعلیم کا آغاز، اہل حدیث کے عالم کا آغاز، اہل حدیث کے مسلک کا آغاز پیغمبر ﷺ کی حدیث سے ہے، اور دوسری طرف جایئے،

غیر اہل حدیث مدارس میں، اپنا بچہ داخل کرایئے، ایک دن نہیں، دو دن نہیں، ایک مہینہ نہیں، دو مہینے نہیں، ایک سال نہیں، دو سال نہیں، چھ سال تک، اپنے بچے سے سوال کیجیے کہ کیا تم نے مدرسہ میں جو اہل حدیث کا نہیں ہے، کوئی پیغمبر ﷺ کی حدیث پڑھی ہے؟ تو بیٹا

تمہیں جواب دے گا، کہ ابا جی، ابھی میں حدیث پڑھنے کے قابل نہیں ہوں، میں حدیث نہیں پڑھ سکتا، حدیث پڑھنے کے لیے اصول فقہ ضروری ہے،

حدیث کو رد کرنے کا طریقہ ابھی میں نے نہیں سیکھا، حدیث کے ساتھ واردات کھیلنے کا طریقہ ابھی میں نے نہیں سیکھا، حدیث کو تبدیل کرنے کا گُر ابھی میں سمجھ نہیں پایا، جب تک حدیث کے رد کرنے کے گر میں چھے سالوں میں سمجھوں گا نہیں، اس وقت تک میری جماعت کے لیڈر مجھے حدیث نہیں پڑھنے دیں گے،

چھے سال حدیث کے رد کرنے کے گُر سکھلائے گئے، حدیث کو چھوڑنے گر سکھلائے گئے، حدیث کو تبدیل کرنے کے گُر سکھلائے گئے، حدیث کو رد کرنے کے انداز اور طریقے سکھلائے گئے، سمجھائے گے اور چھے سالوں کے بعد جناب دورہ کرا دیا گیا، حدیث کا، اور تم خود جانتے ہو، جس وقت بندے کو دورہ پڑ جائے، پھر دورہ میں کوئی بات سمجھے گا؟ نہیں سمجھے گا، پھر جو حالت حدیث کی ہوگی، وہ اللہ کی پناہ،

لیکن اہل حدیث کے مدرسہ میں پہلے دن پیغمبر ﷺ کی حدیث سے آغاز ہوا ہے، اور پھر تمہارا بچہ اہل حدیث مدرسہ سے فارغ ہو، پھر تقریر کرے، پھر تقریب بخاری جایئے، جا کر پوچھیے، اے میرے بیٹے آج تمہارا آخری سبق ہے، آج کیا پڑھو گے، بیٹا، تمہیں بول کر کہے گا، کہ ابھی شیخ الحدیث آئے گا، درس بخاری دے گا، اس کے سامنے میں دوزانوں ہو کر بیٹھوں گا، اور میں حدیث پاک پڑھوں گا،

((كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ))

یہ حدیث میں اپنے استاد کے سامنے، شیخ کے سامنے، پڑھوں گا،

((كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ))

(صحیح بخاری)

کیا معنی کہ اہل حدیث کے مدرسہ کا، اہل حدیث کا، مدرسہ تو کیا، اہل حدیث کی زندگی

کا اول ہی پیغمبر ﷺ کی حدیث ہے، اور اہل حدیث کی زندگی کا اختتام بھی پیغمبر ﷺ کی حدیث ہے، حدیث کے بغیر اس کائنات میں کچھ بھی نہیں ہے،

لہٰذا آیئے، سمجھئے، جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں، آج حدیث کی سب سے معتبر ترین کتاب صحیح البخاری ہے، پوری امت کا اتفاق اور اجماع ہے، اور اجماع کا امکان کوئی اہل حق انسان نہیں کر سکے گا، جایئے پورے ادب واحترام سے پوچھئے، علمائے بریلوی سے کہ قرآن پاک کے بعد معتبر ترین کتاب کون سی ہے، جواب آئے گا، صحیح البخاری۔

پھر علمائے دیوبند کے پاس جایئے، پورے ادب واحترام سے پوچھیے، قرآن پاک کے بعد کون سی کتاب ہے، فرمائیں گے، صحیح بخاری ہے، پھر آیئے، علمائے اہل حدیث کے پاس، پورے ادب واحترام سے پوچھیے کہ قرآن پاک کے بعد مستند ترین کتاب کون سی ہے؟ جواب آئے گا، صحیح البخاری ہے،

شیخوپورہ کے لوگو، میں ایک سوال کرتا ہوں، جب بریلویت کا عقیدہ ہے کہ قرآن پاک کے بعد صحیح البخاری ہے، جب دیوبند کا عقیدہ ہے، قرآن پاک کے بعد صحیح البخاری ہے، اہل حدیث کا منہج ہے، قرآن پاک کے بعد صحیح البخاری ہے، پھر لڑائی کس بات کی، جھگڑا کس بات کا، اختلاف کس بات کا؟ انتشار کیوں؟ میں چاہتا ہوں، کہ سو آج بخاری نہ کھولیں، ان شاء اللہ، میں آج تمہیں یقین دہانی کرواتا ہوں، علماء کی موجودگی میں کہ میں اپنی تقریر میں، جو حدیث پڑھوں گا، ان شاء اللہ، صحیح بخاری سے پڑھوں گا، اگر صحیح البخاری کی حدیث تمہارے سامنے رکھوں وہی تمہارے نزدیک معتبر ترین کتاب بھی ہو، قرآن پاک کے بعد مستند ترین کتاب بھی ہو، پھر بھی تم حدیث پاک کے اوپر ایمان نہ لاؤ، اس حدیث پر عمل نہ کرو، پھر میں تمہاری ہدایت کی دعا کر سکتا ہوں،

آیئے جو سب سے ذخیرہ معتبر ہے، حدیث میں صحیح البخاری، امام بخاری رحمہ اللہ نے بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ اور بڑی عقیدت کے ساتھ زہد وتقویٰ کے پہاڑ تھے، امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح البخاری جوامت کے سامنے رکھی ہے،

ذرا غور کرنا، اس بخاری پر، کبھی میں غور کرتا ہوں، بخاری پر اللہ ذوالجلال کی قسم ہے، میں اس شخص کو اہل حدیث نہیں سمجھتا، جس کے سرہانے صحیح البخاری نہ ہو، اہل حدیث تو وہی ہوتا ہے، جو بخاری اپنے سینے پر رکھے، بخاری اپنے سرہانے رکھے، جب اٹھے تو بخاری پڑھے۔

اہل حدیث کے جوانو، صحیح البخاری رکھو، اور بخاری پڑھو، اللہ کی قسم ہے، محسوس اس طرح ہوتا ہے، اگر بخاری اول تا آخر پڑھ جاؤ، تو محسوس ایسے ہوتا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے روضۂ رسول ﷺ کے پاس بیٹھ کر مکہ اور مدینہ میں بیٹھ کر لکھتا ہے، مسلک اہل حدیث کو ثابت کرنے کے لیے بخاری لکھی ہے،

آج میں چاہتا ہوں، کہ تھوڑے سے وقفہ میں صحیح البخاری کے صفحات میں تمہارے سامنے رکھوں، اگر تم میں تھوڑی سی بھی رمک ہو، ایمان موجود ہو تو قرآن پاک کی جو آیۃ میں نے پڑھی ہے، اس کی روشنی میں اب بخاری کی ایک حدیث کا ورد میں تمہارے سامنے کرنا چاہتا ہوں، بخاری کی چند احادیث پڑھنا چاہتا ہوں، تاکہ واضح ہو جائے کہ مستندترین کتاب میں عقیدہ اہل حدیث کا ہے،

مستندترین کتاب میں تمام فرقوں کا رد موجود ہے، میں مسلک اہل حدیث کو اس وجہ سے تھام کر نہیں بیٹھتا کہ میں اس مسلک سے وابستہ ہوں، یا اس مسلک کے مدارس میں پڑھا ہے، رب ذوالجلال کی قسم ہے، علماء کی موجودگی میں اعلان کرنا چاہتا ہوں، اگر ایک حدیث ایسی مل جائے جو مسلک اہل حدیث کے خلاف ہو، ایک ایسی حدیث لاؤ، جو مسلک اہل حدیث کے علم میں نہ ہو، رب کعبہ کی قسم ہے، میں ممبر سے نیچے اترنے سے پہلے اس حدیث کو ماننے کا اعلان کروں گا۔

لائیے ایک حدیث جو میرے عمل میں نہ ہو، لائیے، ایک حدیث جو میرے منہج میں نہ ہو، لائیے، ایک حدیث جو مسلک اہل حدیث میں نہ ہو، کوئی تمہیں پیش نہیں کر سکے، اور ذرا مجھے اجازت دو کہ آج میں حدیث پڑھوں اور پھر تمہیں دعوت فکر دوں، اس حدیث کا مستحق کون ہے، اور یہ حدیث کس مسلک کے پاس محفوظ اور موجود ہے، اور کس مسلک کا ان

احادیث پر عمل ہے، پوری سنجیدگی سے،

اور اس شیخوپورہ میں ایک پروگرام کروایا گیا، اس پروگرام میں ایک سوال کیا گیا، میں اس سوال کو نوٹ کر کے تمہیں مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں،

ایک مقرر تقریر کر رہا تھا، دوران تقریر سوال آیا، حضرت شیخوپورہ میں ہمیں بہت تنگ کیا جاتا ہے، ہمیں بہت پریشان کیا جاتا ہے، لہٰذا ہماری مستورات ہاتھ سینے پر باندھتی ہیں، ہمارے مرد حضرات ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں، لہٰذا ایک حدیث پیش کر دو، تاکہ ہم اہل حدیث غیر مقلد کا منہ بند کر دیں، ؛

اور حدیث پیش کیجیے، جناب مرد جو ہے، ناف کے نیچے ہاتھ باندھے اور عورت سینے پر ہاتھ باندھے، صرف ایک حدیث پیش کر دو، مقرر نے، عالم نے، مناظر نے، وہ رقعہ پڑھ کر جواب دیا، کیسٹ میرے پاس محفوظ ہے،

اس کے بعد تمہیں میں سمجھانا چاہتا ہوں، اور مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ جب وہ سوال پڑھا، مسکرا کر کہنے لگا، کہ مجھ سے سوال کیا گیا ہے، میں حدیث پیش کروں، ہماری عورتیں ہاتھ سینے پر باندھتی ہیں، مرد ناف کے نیچے باندھتے ہیں، میں اس پر حدیث پیش کروں، مجھ سے حدیث مانگی گئی ہے،

میں جواب دیتا ہوں، حدیث مجھ سے کیوں پوچھتے ہو، حدیث اگر پوچھنی ہے، تو اہل حدیث سے جا کر پوچھو، حدیث پوچھنی ہے، تو اہل حدیث سے پوچھو، مجھ سے پوچھنا ہے، تو امام کا قول پوچھو، کہتا، مجھ سے پوچھنا ہے، تو امام کا قول پوچھو، حدیث پوچھنی ہے، تو ان سے پوچھو، جو حدیث ماننے والے ہیں، حدیث ان سے جا کر پوچھو، جو حدیث ماننے والے ہیں، حدیث والے ہیں،

کیوں حدیث پڑھوں، میں مقلد ہوں، میرے لیے امام کا قول کافی ہے، حدیث ہمارا ورد نہیں، حدیث ہمارا وظیفہ نہیں، حدیث ہماری دلیل نہیں، حدیث ہمارا فتویٰ نہیں ہے، حدیث ہمارا مسلک نہیں، حدیث ہمارا منہج نہیں، مجھ سے پوچھنا ہے تو امام کا قول پوچھو،

میں تمھیں مبارک باد پیش کرتا ہوں، کہ تمھیں امام کا قول مبارک ہو، تم اپنی مسجد میں ہمیں مبارک تو دو کہ اہل حدیثو، تمھیں محمد ﷺ کی حدیث مبارک ہو،

توجہ میری طرف رہے!

ہاں جی، صبح رقعہ آیا کہ بخاری شریف سے رفع الیدین کی حدیث پڑھو، میں ساری بخاری پڑھ کر جاتا ہوں، پریشان کیوں ہوتے ہو، قرآن پاک نے فرمایا،

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۠﴾

(النساء:۵۹)

اب ذرا غور کیجیے!

اللہ پاک نے قرآن پاک میں کیا اعلان فرمایا، اے ایمان والو! اللہ کی بات مانو، اور رسول اللہ ﷺ کی بات مانو،

﴿وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾

اور اپنے اولی الامر کی بات مانو، آؤ، کہنے والو، اولی الامر کا معنیٰ کرو،

آؤ میں سمجھانا چاہتا ہوں، کہتے، اولی الامر سے مراد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہے، اولی الامر سے مراد امام شافعی رحمہ اللہ ہے، اولی الامر سے مرد امام مالک رحمہ اللہ ہے، کوئی کہتا ہے، اولی الامر سے مراد امام جعفر صادق رحمہ اللہ ہے، کوئی کہتا ہے، اولی الامر سے مراد احمد بن حنبل رحمہ اللہ ہے، آؤ جو ترجمہ تم کرتے ہو، میں اس پر اتفاق کرتا ہوں کہ قرآن پاک کیا فرماتا ہے، اللہ کی بات مانو، رسول اللہ ﷺ کی بات مانو،

﴿وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾

اپنے حکمران کی بات مانو،

﴿وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾

اپنے امیر کی بات مانو،

﴿وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾

جو ترجمہ تم کرتے ہو، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بات مانو، میں اقرار کرتا ہوں، ٹھیک ہے،

﴿وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾

کا معنی یہ ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بات مانو؟ میں تسلیم کرتا ہوں، اولی الامر کا معنی یہ ہے، امام شافعی کی بات مانو، اولی الامر کا معنی ہے، امام مالک، احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی بات مانو، اولی الامر کا معنی ہے، جعفر صادق کی بات مانو، ذرا جرأت کرنا،

آگے قرآن پاک کی آیۂ مبارکہ پڑھو، اللہ پاک کیا اعلان فرماتے ہیں، فرمایا،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ﴾

فرمایا، اگر تنازعہ ہو جائے، کس کے ساتھ، اللہ کے ساتھ تنازعہ ہو سکتا ہے؟ نبی پاک ﷺ کے ساتھ تنازعہ نہیں ہو سکتا، تنازعہ کس کے ساتھ ہوگا، فرمایا،

﴿وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾

رب فرماتا ہے، اگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے تنازعہ ہو جائے، معنی تمہارا ترجمہ تمہارا، اب دیکھو، میں سمجھانا چاہتا ہوں،

﴿وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾

کا معنی کیا ہے؟ اگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ تنازعہ ہو جائے، اگر امام شافعی رحمہ اللہ کے ساتھ تنازعہ ہو جائے، تم کہتے ہو، تقلید کرو، رب فرماتا ہے، اگر تنازعہ ہو جائے، جب تقلید ہو، تب تنازعہ نہیں ہوتا، میں پوچھنا چاہتا ہوں، میں کیا بات سمجھانا چاہتا ہوں، ذرا غور کیجیے، قرآن پاک کی آیت پر غور کیجیے، جو تقلید کرتا ہے، وہ اس آیت مبارکہ پر عمل نہیں کر سکتا، کیونکہ،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ﴾

جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کرتا ہے، وہ ایک دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے، وہ اپنے امام

سے تنازعہ نہیں کر سکتا، اپنے امام کی بات کو نہیں چھوڑ سکتا، اس آیت کا مجاز حنفی نہیں ہو سکتا، پھر میں کہہ سکتا ہوں،

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ﴾

مالکی اپنے امام سے تنازعہ نہیں کر سکتا، لہٰذا مالکی بھی اس آیت کا ظاہری مخالف نہیں ہو سکتا،

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ﴾

اگر اولی الامر سے مراد، امام شافعی ؒ، مالک ؒ، احمد بن حنبل ؒ ہے جو حنبلی ہے، شافعی ہے، امام کے دائرۂ تقلید سے باہر نہیں جا سکتا، اگر باہر جائے تو مقلد نہیں رہتا، اندر رہے تو تنازعہ نہیں ہو سکتا، لہٰذا اس آیت مبارکہ کا ظاہری مخالف نہیں ہو سکتا، بتلاؤ، اللہ تعالیٰ کی زمین پر،

او لوگو! غور کیجیے، کون سا طبقہ ہے، کون سی جماعت ہے، جو اس آیت مبارکہ کی مشتاق ہے،

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ﴾

کون سی جماعت ہے، جو تنازعہ کر سکتی ہے، اہل حدیث ہیں جو کہہ سکتے ہیں، امام ابو حنیفہ، اے امام ابو حنیفہ ؒ تمہاری عظمت کو سلام پیش کرتے ہیں، اے امام شافعی ؒ، تمہاری عظمت کو سلام پیش کرتے ہیں، اے احمد بن حنبل ؒ تمہارے علم کو سلام پیش کرتے ہیں، اے امام مالک ؒ، تمہاری استقامت کو سلام پیش کرتے ہیں، اے امام جعفر صادق ؒ تمہاری زہد و تقویٰ کو سلام پیش کرتے ہیں،

اگر ایسے سمجھ نہ آئے، ذرا جاؤ، تصورات کی دنیا میں قیامت کا دن ہو، حشر کا دن ہو، اللہ پاک کی عدالت میں امام شافعی ؒ بھی کھڑے ہوں، امام مالک ؒ بھی کھڑے ہوں، احمد بن حنبل ؒ بھی کھڑے ہوں، امام ابو حنیفہ ؒ بھی کھڑے ہوں،

اگر ہم سے پوچھیں گے، قیامت والے دن امام ابو حنیفہ ؒ اے اہل حدیثو، میرا فلاں

قول تم نے کیوں نہ مانا، امام شافعی رحمہ اللہ اگر سوال کرے، اے اہل حدیثو، تم نے میرا فلاں قول کیوں نہ مانا،

ہم چاروں اماموں کو پورے ادب واحترام سے عرض کریں گے، اے شافعی رحمہ اللہ، مالک رحمہ اللہ، احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تمہاری عظمت کو سلام پیش کرتے ہیں۔ آپ کا فتویٰ چھوڑا، آپ کے اقوال چھوڑے، رب کعبہ کی قسم ہے، اپنے پیٹ کے لیے نہیں چھوڑے، آپ کے اقوال چھوڑے، ہماری مجبوری ہے،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ.....﴾

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾

قرآن پاک کیا فرماتا ہے، جب تنازعہ ہو جائے، امام کے ساتھ تنازعہ ہو جائے، امام کے ساتھ اگر تم اب بھی پیار ومحبت سے ہمیں دعوت دو، تاکہ آپ حنفی ہو جاؤ، اللہ کی قسم ہے، میں آج حنفی ہونے کے لیے تیار ہوں، لیکن ایک بات ہے، ایک شرط ہے، ایک سوال ہے، کہنے لگے، وہ کیا؟ میں نے کہا، تم ایک چٹ پر لکھ کے دے دو، دلیل کہ حنفی ہو جاؤ، جنت میں چلے جاؤ گے، تم لکھ کے بھیج دو، دلیل کہ، اگر حنفی ہو جاؤ، تو جنت مل جائے گی، میں حنفی ہو جاتا ہوں،

جنت چاہیے، اگر تم لکھ کر دے دو، کوئی شافعی رحمہ اللہ لکھ کر دے دے کہ شافعی بن جاؤ، جنت مل جائے گی، اگر کوئی حنبلی لکھ کر دے، حنبلی ہو جاؤ، جنت مل جائے گی، اگر کوئی مالکی لکھ دے، مالکی ہو جاؤ، جنت مل جائے گی، لکھ کر دو، ضمانت دو، گارنٹی دو اور ساتھ دلیل دو کہ جعفری ہو جاؤ، تو جنتی بن جاؤ گے،

اگر تم میں ہمت نہ ہو، لکھ کر دینے کی، میں لکھ کر بھیجتا ہوں، محمدی (ﷺ) ہو جاؤ، میں لکھ کر دیتا ہوں، محمدی (ﷺ) ہو جاؤ، سیدھے جنت جاؤ گے؟

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ.....﴾

تم کدھر لے جانا چاہتے ہو، تم کالے شاہ کی طرف لے جانا چاہتے ہو، تم ادھر لے جانا

چاہتے ہو، تیری دعوت اور ہے، میری دعوت اور ہے، غور کرو، تمہاری فکر اور ہے، میری فکر اور ہے، تمہاری فکر کیا ہے،

علامہ انور شاہ کشمیری مرحوم دنیا سے جا رہے ہیں، موت کا وقت قریب ہے، شاگرد پاس بیٹھے ہیں، اور علامہ انور شاہ کشمیری کی آنکھوں سے آنسو برس رہے ہیں، آنکھوں سے آنسو برس رہے ہیں، شاگردوں نے کہا، استاد جی، ساری زندگی دین کی خدمت کرتے رہے ہو، آج دنیا سے جا رہے ہو، کیوں رو رہے ہو،

تو انور شاہ کشمیری فرمانے لگے، او میرے شاگردو! میں دین کی خدمت نہیں کرتا رہا، میں اپنے امام کے فقہ کی خدمت کرتا رہا ہوں، میں نے حدیث کی خدمت نہیں کی، میں حدیث کی خدمت نہیں کر سکا، اہل حدیث کے عقیدہ منہج پر غور کیجیے، اہل حدیث پر اللہ کی خاص رحمت ہے کہ ہمیں اللہ نے مصطفیٰ ﷺ کی حدیث کا غلام بنایا ہے،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۝﴾

(النساء:۵۹)

اگر ایسے سمجھ نہیں آئی، تو میں ایک اور آسان طریقہ سے سمجھانا چاہتا ہوں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ خود جنت میں جائیں گے یا نہیں؟ سوال بہت مشکل ہے، امام صاحب خود جنت میں جائیں گے؟

بولو جواب دو، پرچہ تم پر ہو، مجھ پر نہ ہو، جنت میں جائیں گے؟ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جنت میں جائیں گے، میرا حسن ظن ہے، تمہارا بھی حسن ظن ہے، کہ جنت میں جائیں گے، لیکن دلیل کوئی نہیں ہے، حسن ظن تمہارا بھی ہے، میرا بھی ہے،

بزرگ تھے، نیک تھے، فقیہ تھے، جنت میں جائیں گے، لیکن اتھارٹی کوئی نہیں، دلیل کوئی نہیں، قرآن پاک میں آیت مبارکہ نہیں، حدیث مصطفیٰ ﷺ نہیں، ایسے دلیل نہیں، جیسے حضور ﷺ نے فرمایا،

((وابوبكر في الجنة وعمر في الجنة وعثمان في الجنة وعلى في الجنة))

اس طرح کی کوئی دلیل نہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہو کہ امام ابوحنیفہ جنت میں جائیں گے، حسن ظن میرا بھی ہے، تمہارا بھی ہے کہ جنت میں جائیں گے، کہ امام شافعی رحمہ اللہ جنت میں جائیں گے، حسن ظن میرا بھی ہے، حسن ظن تمہارا بھی ہے، امام مالک رحمہ اللہ جنت میں جائیں گے، حسن ظن میرا بھی ہے، حسن ظن تمہارا بھی ہے، احمد بن حنبل رحمہ اللہ جنت میں جائیں گے، حسن ظن میرا بھی ہے، تمہارا بھی ہے، لیکن کوئی دلیل نہیں،

میں پوچھنا چاہتا ہوں، جن کی اپنی جنت میں جانے کی کوئی دلیل نہیں، ان کے پیچھے لگنے والوں کی کیا دلیل ہے، جن کی اپنی جنت میں جانے کی کوئی دلیل نہیں، اتھارٹی نہیں، گارنٹی نہیں، ضمانت نہیں، دلیل نہیں، اس کے پیچھے چلنے والے کی کیا دلیل ہو گی، اور ہم اس کے پیچھے چلنے میں ہیں جن کے جانے کے بغیر جنت کا دروازہ کھلنا ہی نہیں، جن کے جانے کے بغیر جنت کا دروازہ کھلنا ہی نہیں، ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس شک سے پاک کیا ہے،

غور کرنا، ہم نے ان کے بغیر جنت میں نہیں جانا، اس پر ہی تو مولوی کہتے ہیں، کہ قرآن پاک ہے،

﴿يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ﴾ (الاسراء)

کہ قیامت کا دن ہو گا، ہر گروہ اپنے امام کے ساتھ چلتا ہوا جائے گا، ہمیں کہتے ہو، اہل حدیثو، تمہارا کوئی امام نہیں ہے، تم قیامت والے دن کیا کرو گے؟ میں نے کہا، ہماری ٹینشن نہ لو، ہم ان شاء اللہ کچھ کر لیں گے، ہم کچھ کر لیں گے، پریشان نہ ہو، قیامت کا دن تو آنے دو، دیکھنا، پھر ہم تمہارے ساتھ کیا کرتے ہیں،

کہتے، قیامت کو کیا کرو گے، میں نے کہا، تم نے کیا کرنا ہے، کہتے، ہم نے تو جنت میں جانا ہے، میں نے کہا، کس کے ساتھ؟ کہتے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ، سارے حنفیوں نے، میں نے کہا، کون سا طبقہ لے جاؤ گے، بازار والوں کو بھی لے جاؤ گے، یا خود ہی جاؤ گے،

حنفیوں کا کون سا طبقہ امام کے ساتھ جائے گا؟

کہتے، ہم نے وہاں اکٹھے ہو جانا ہے، سب نے چلے جانا ہے، میں نے کہا، چلو، سارے حنفی، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ کہنے لگے، جی، میں نے کہا، امام شافعی کے ساتھ؟ کہنے لگے، شافعی چلے جائیں گے، مالکی، امام مالک کے ساتھ، حنبلی، احمد بن حنبل کے ساتھ، جعفری، جعفر صادق کے ساتھ،

اور اہل حدیثو، تم کیا کرو گے؟ میں نے کہا، پانچ اماموں کے ساتھ تم جیسے مقلد بن کر چلے جائیں گے، اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون جائے گا؟ کہتے، پتہ نہیں کون جائے گا، میں نے کہا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز لگانی ہے، اہل حدیثو، آ جاؤ، میرا تمہارے سوا کوئی نہیں، تمھارا میرے سوا کوئی نہیں، ہم نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں جانا ہے،

اللہ کی قسم ہے، ہم نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے ساتھ چلنا ہی نہیں، تم جاؤ، اپنے اپنے امام کے ساتھ جاؤ گے؟ کہتے ہاں، میں نے کہا، اس اپنے امام کے ساتھ، میں نے کہا، پھر امام جنت کے دروازے کے پاس جا کر کھٹکھٹائیں گے؟ کہتے جی، بالکل کھٹکھٹائیں گے، اندر سے آواز آئے گی، کون؟ امام صاحب، کہاں سے آئے ہو؟

کوفہ سے، ساتھ کون ہے؟ پاکستانی ہیں، کچھ انڈیا کے ہیں، کچھ افغانی ہیں، افغانی؟ ہاں، جن کو اسلام آباد میں کوئی داخل نہیں ہونے دیتا، جنت میں کون داخل ہونے دے گا، ساتھ افغانی ہیں، جنت میں جانا چاہتے ہو، ہاں، فرمایا، جنت میں جانا ہے تو واپس جاؤ، اہل حدیث کے امام کے پیچھے آؤ، میں نہیں کہہ رہا،

کتنے سو سال پہلے علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرما گئے، اسی آیت کے تحت، کہ اہل حدیثو، تمہیں یہ شرف حاصل ہے، تمہیں مبارک ہو، تمہارا شرف ہے، قیامت کو تمہیں آواز آئے گی، تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے آئے گی، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا ہے، جنت میں، اگر ایسے بات سمجھ نہیں آئی، آؤ میں اور انداز سے سمجھاتا ہوں، شاید تمہاری سمجھ میں آ جائے، تمہارے دل و دماغ میں بات اتر جائے، اللہ پاک نے فرمایا:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾

(النساء:٥٩)

اللہ پاک نے قرآن پاک میں اعلان فرمایا ہے، ایمان والو، اللہ کی بات مانو، رسول اللہ ﷺ کی بات مانو، اگر تنازعہ ہو جائے، تنازعہ ہو جائے، جھگڑا ہو جائے، تو پھر کس کی بات مانو،

﴿فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾

جناب حنفی تو کہلائیے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پیچھے چلیں، اگر مقام محمود پر شفاعت امام نے کرنی ہو؟ اگر وہاں مصطفیٰ ﷺ نے کرنی ہے، تو پھر ہم نے مصطفیٰ ﷺ کے پیچھے چلنا ہے، امام کے پیچھے تب چلیں گے، اگر انہوں نے حوض کوثر کا جام پلانا ہو، نہیں نہ پلانا، کس نے پلانا ہے؟

کہاں یاد آئے، مناظر اسلام حافظ عبد اللہ شیخوپوری، اللہ آپ کی قبر پر رحمتیں فرمائے (آمین) فرمایا کرتے تھے کہ قیامت والے دن، میں نے کہنا ہے، اللہ جی، مجھے حوض کوثر پر لاوڈ اسپیکر لگوا دو، تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا، حافظ عبد اللہ کیوں، لاوڈ اسپیکر لگوانا چاہتے ہو، تو فرمایا کرتے تھے، میں نے کہنا ہے، یا اللہ! لاوڈ اسپیکر لگوا دو، میں پڑھنا چاہتا ہوں،

﴿اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○﴾

اللہ جی، ہم نے قل چھوڑے ہیں، ساتویں چھوڑے ہیں، چالیسویں چھوڑے ہیں، گیارہویں کی کھیر چھوڑی ہے، حافظ صاحب فرمایا کرتے تھے، ہم نے گیارہویں کی کھیر چھوڑی ہے،

کیوں چھوڑی ہے؟

نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں سے حوض کوثر کا جام پینے کے لیے، ہم نے نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں حوض کوثر کا پانی پینا ہے، جو برف سے ٹھنڈا ہوگا، شہد سے میٹھا،

اور دودھ سے بھی زیادہ سفید ہوگا۔

حافظ صاحب فرمایا کرتے تھے، سنو کہ لذت اس وجہ سے حوض کوثر کے جام میں نہیں کہ وہ دودھ سے سفید ہوگا، اس وجہ سے لذت نہیں، وہ شہد سے میٹھا ہوگا، اس وجہ سے لذت نہیں کہ وہ برف سے ٹھنڈا ہوگا، ساری لذتیں اس میں ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں سے پینا ہے، نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں سے پینا ہے،

لوگو! پینا کس نے ہے، اہل حدیث نے، کیوں پریشان ہوتے ہو، اہل حدیثوں نے دوسروں کو پینے ہی نہیں دینا، نہیں، پینے دینا، ہماری بات ہیں، سنتے ہم کیوں پینے دیں، ہم نے قیامت والے دن حوض کوثر کا جام نہیں پینے دینا، کیوں؟ جب اس گروہ نے حوض کوثر کے قریب آنا ہے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا،

ایک طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوگا، دوسری طرف عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوں گے، جب میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوں گے، اگر درد ہو مومنوں کے دل میں، کہ آگے جانا ہی نہیں چاہیے، ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں، نہیں نا جانا چاہیے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، حوض پر آئے ہیں، ہم نے پانی نہیں پینا، جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ ہیں، وہاں سے پانی کیوں پیش،

ایک طبقہ ہٹ گیا، دوسرا طبقہ آیا، جب وہ آنے لگا، تو حضور ﷺ اور ان کے درمیان اچانک پردہ حائل ہوگیا، نبی پاک ﷺ دیکھ کر فرمائیں گے، فرشتو آنے دو، مدنی بھائی ہیں، میٹھے بھائی ہیں، مدنی بھائی ہیں، میٹھے، آنے دو، آواز آئے گی،

((انك لا تدری، انك لا تدری، انك لا تدری))

محبوب ﷺ آپ جانتے نہیں، آپ نہیں جانتے، اب اگر اپنے عقیدہ کا پاس آگے جانا نہیں چاہتے، حوض پر بھی وہابی بیٹھے ہیں،

((انك لا تدری))

محبوب ﷺ، آپ نہیں جانتے، تیسرا طبقہ آتا ہے، نزدیک والا جو حوض کے قریب آئیں گے، آواز آئے گی،

((مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ))

محبوب ﷺ، انہوں نے آپ ﷺ کے بعد دین میں نئے نئے کام داخل کیے، آپ ﷺ نے تقلید واجب کی تھی، نہیں یا اللہ میں نے تو تقلید واجب نہیں کی تھی، اپنی اطاعت ان پر واجب کی تھی، کون ہے، آپ ﷺ کے بعد اپنے امام کی اطاعت واجب کرنے والے، لوگو! تم وہ ظالم ہو، جنہوں نے سنت میں انتشار پھیلایا ہے، تم وہ ظالم لوگ ہو، جنہوں نے امت میں اختلاف پھیلایا ہے، اور ہم اہل حدیث نے اتحاد کی دعوت دی ہے، کدھر؟

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾

(النساء:۵۹)

میں راستے میں ایک کتاب پڑھ رہا تھا، اس کتاب میں مولانا امین احسن صاحب نے یہ الفاظ لکھے ہیں، کہ ہمارے لیے مجتہد کا قول بھی ایسے ہوتا ہے، جیسے رسول کا قول ہوتا ہے، تمہارے لیے مجتہد کا قول جناب رسول ﷺ کا قول ہوگا، ہمارے لیے مجتہد کا قول خطاء، ان سے خطاء ہوسکتی ہے، غلطی ہوسکتی ہے،

اور جو رسول ﷺ کا قول ہوتا ہے، اس میں غلطی نہیں ہوسکتی۔

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ (النساء:۵۹)

یا اس لیے ہی ان کا عمل شک کے اوپر ہوتا ہے، تذبذب کا شکار ہوتا ہے، شک کا شکار ہوتا ہے، کیسے، پتہ ہے، ہر جمعہ کیسے پڑھتے ہیں، چودہ رکعت جمعہ کی، کتنی؟ چودہ، دو جمعہ کے فرض، چار پہلے رکعت، سنت چار بعد میں، دو پھر، دو پھر، دو پھر، نفل چودہ، ظہر کی بارہ اور جمعہ کی دو ملاؤ، کتنی ہوگئی، چودہ پوری پڑھتے ہیں، پتہ کیوں،

ان کی فقہ میں جمعہ تو ہوتا ہی نہیں، جہاں اسلام نافذ ہو، پاکستان میں جمعہ ہوتا نہیں، لہٰذا کیا کیا انہوں نے جناب چودہ رکعت پڑھیں، اور کہا، یا اللہ! اس پاکستان میں جمعہ نہیں ہوتا،

لیکن ہم نے پڑھ لیا ہے، اور ساتھ ظہر بھی پڑھ لی ہے، جمعہ بھی پڑھ لیا ہے، اور ظہر بھی اب آپ کی مرضی، جمعہ قبول کرلو، آپ کی مرضی، ظہر قبول کرلو، ہم نے دونوں کام کر چھوڑے ہیں،

آپ کی مرضی، جمعہ قبول کرو، اگر جمعہ ہو گیا ہے تو قبول کرلو، اگر نہیں ہوا تو اسے جانے دو اور ظہر قبول کرلو، اگر ظہر نہیں ہوئی، ظہر احتیاطی اس کو نام دیا ہے، فقہ حدیث اختلاف میں کہ یا جمعہ قبول کرو، آپ کی مرضی، ظہر قبول کرو، آپ کی مرضی، تمہارا عمل شک کی بنیاد پر ہے، میرا عمل جناب یقین کی بنیاد پر کیوں ہے، جس کے پیچھے میں چلتا ہوں، اس پر یقین ہے، جس کے پیچھے تم چلے ہو، وہ خود شک پر ہے، اس کا سارا مسلک عقیدہ شک پر قائم ہے، بغیر سند کے قائم ہے، شک پر قائم ہے، اور میرا عقیدہ،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۝﴾

(النساء:۵۹)

غور کرنا! میرے تمہارے پیر و مرشد جناب محمد ﷺ کی حدیث پر غور کرنا،

جب حضرت یزدانی صاحب حدیث بیان کر رہے تھے، نا، ایک اور قصہ کا تذکرہ کر رہے تھے کہ نبی پاک ﷺ اپنی بیویوں سے ناراض ہوئے، اور آپ ﷺ الگ ہو گئے، ایک مہینہ کے لیے، مہینہ کے بعد آئے، آپ ﷺ نے فرمایا،

عائشہ صدیقہ، جی محبوب ﷺ جی، فرمایا، مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے، آجاؤ، میں تمہیں دنیا کا مال دے دوں، ساتھ طلاق دے دوں، اگر تم طلاق نہ لو، تو پھر جنت میں مصطفیٰ ﷺ کا ساتھ میں تمہیں عطا کروں گا، لہٰذا بتاؤ، کیا چاہیے،

عائشہ رضی اللہ عنہا! جاؤ اپنے باپ سے مشورہ کر کے آنا، جو تمہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمائیں، اس کے مطابق آکر جواب دینا، شیخوپورہ کے لوگو، صدیقۂ کائنات رضی اللہ عنہا کا عقیدہ منہج پر غور کرنا، فرمایا، محبوب ﷺ جی، کیا فرما رہے ہو، فرمایا، اپنا جواب دینے سے پہلے اپنے باپ صدیق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کر کے آنا،

امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، محبوب ﷺ جی، آپ کی حدیث سن کر اپنے باپ سے مشورہ لینے جاؤں، مجھے بتائیں، واپس آنے تک میرا ایمان رہے گا؟ اگر میں باپ سے مشورہ کرنے جاؤں، واپس آنے تک ایمان رہے گا، اگر صدیقہ کائنات حدیث ماننے سے پہلے اپنے باپ کے پاس مشورہ لینے کے لیے جائیں،

فرمایا، میرا ایمان سلامت نہیں رہتا، اور گرتم حدیث سن کر کوفہ جاؤ؟ پوچھنے کے لیے کہتے ہیں، ہم حدیث مانتے ہیں، ہمیں ایسے ہی طعنہ دیتے ہیں کہ حدیث نہیں مانتے، میں نے کہا، ہم تمہاری تعریف کرتے ہیں، تم مانتے ہو، جیسے گوجرانوالہ پیچھے میں نے ایک بار تقریر کی، تو میں نے کہا،

اس آیت مبارکہ میں قرآن پاک نے تمہاری شان بیان کی ہے، اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ہماری شان بیان کی ہے، اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ہماری شان بیان کی ہے وہ مولوی گیا، الہ آباد میں کہنے لگا،

دیکھو، نا، مولوی کی نا انصافی جو ہماری شان میں آیات آئی ہیں، وہ پڑھی ہی نہیں، جو وہابیوں کی شان میں آئی ہیں، وہ پڑھی ہیں، جو ہمارے سنیوں کی شان میں آئی ہیں، وہ کیوں نہیں پڑھی، میں بعد میں گیا،

میں نے کہا، مولوی جی، ہم نے اپنی شان میں پڑھنی تھی، آپ اپنی شان میں خود پڑھو، اگر آپ مجبور کرتے ہو، تو میں پڑھ دیتا ہوں، میں نے کہا، ہم تو انصاف والے لوگ ہیں، کچھ قرآن پاک میں ہماری شان ہے، کچھ تمہاری شان ہے، تمہارا ذکر بھی آتا ہے، ہمارا ذکر بھی آتا ہے، جو ہماری شان میں تھیں، وہ میں نے پڑھ لی ہیں، آپ کی شان والی پڑھوں؟

کہتے ہاں پڑھو، میں نے کہا،

﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ﴾ (التوبہ:۲۸)

میں نے کہا، کہ تمہاری شان میں قرآن پاک نہیں ہے، میں نے کہا، شیخوپورہ کے ضلع میں تحصیل شرقپور میں، ایک مولوی نے تقریر کی، اسی علاقے میں عرس پہ، تو تقریر میں ایک

مولوی ہے، حافظ آباد کا، تقریر کرتے کرتے، پتہ اس نے کیا کہا، بات تو خاص تھی، لیکن اب مجھے بتانی پڑ گئی،

سرگودھا میں پیر سیال کی گدی ہے، وہاں عرس تھا، پیر حضرت مہر علی شاہ زندہ تھے، عرس لگا ہوا تھا، اور سارے مرید بھی گئے تھے، اتفاق سے لنگر پکنے لگا، آٹا گوندھا، لنگر کا تو کتا آیا، اس نے آٹے میں منہ ڈال دیا، جب اس نے آٹے میں منہ ڈالا تو مریدوں نے دیکھ لیا، حضرت پیر صاحب کے پاس گئے کہ کتے نے آٹے میں منہ ڈال دیا ہے، لہٰذا کیا کریں،

انہوں نے کہا کہ میں عالم تو نہیں، پیر مہر علی شاہ صاحب آئے ہیں، ان سے فتویٰ لے لو، بندے گئے، حضرت پیر صاحب فتویٰ دو، کتے نے آٹے میں منہ ڈال دیا ہے، اب کیا کریں، پیر صاحب نے تھوڑی دیر سوچا، سوچنے کے بعد فرمانے لگے،

جہاں کتے نے منہ ڈال دیا ہے، وہاں آٹا لے کر میرے لیے روٹی پکا دو، تو باقی تم کھا لو، وہ بہت حیران ہوئے کہ وہاں سے آٹا لے کر آپ کے لیے کیوں؟ فرمانے لگے، کتا بھی اسی جگہ کا ہے، تو میں بھی، مرید بھی، ایک ہی چیز ہیں،

یہ بھی مرید ہے، میں بھی مرید ہوں، تم بھی اسی دربار کے ہم بھی اسی دربار کے، لہٰذا کیا حرج ہے، پکا لو، جب پکی، یہ بات تو بیان ہوگئی کہ کیسٹ محفوظ ہے، ہمارے پاس، جب یہ بات ہوگئی، تو میں نے سوچا کہ یہ فتویٰ جذبات میں ہے یا حقیقت میں ہے، بعض دفعہ بندہ جذبات میں بھی فتویٰ لگا دیتا ہے، بس جذبات میں ہے، یا حقیقت میں،

جب میں نے قرآن و حدیث پر غور کیا، میں نے کہا، فتویٰ بالکل قرآن و حدیث کے مطابق بالکل ایسے ہی ہے، میں نے کہا، کتے نے وہاں منہ ڈالا، پھر وہاں سے آٹا لے کر پیر صاحب کے لیے پکوایا ہے، میں نے کہا، ٹھیک ہے، کیوں؟

جو کتا ہوتا ہے، نا، وہ نفسی نجس ہے، وہ کیا ہے؟ نجس ہے اور جس نے کھانا ہے،

﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ (التوبہ: ۲۸)

تو میں نے کہا، نجس، نجس کا جوٹھا کھا سکتا ہے، کیا حرج ہے،

فقہی طور پر بات تو بالکل درست لکھی ہے، اہل حدیثو، اگر اپنے آپ کو سچ کہلوائے تو کہے، سادا نے منہ ڈالا ہے، سادا نے ہی کھانا ہے، کوئی بات نہیں، میں نے کہا، تم سادھ ہونا؟ کہتے ہاں، ہم سادھ ہیں، میں نے کہا، تمہیں مبارک ہو، تم سب ہی سادھ ہو، کہتے ہم سارے ہی کہتے جی، آپ کون ہو؟ میں نے کہا، تم سادھ ہونا؟

ہم سے پوچھو، ہم کون ہیں؟ کہتے، ہاں، آپ بتاؤ، کون ہو، آپ؟ میں نے کہا،

﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ○ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ○ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ○﴾ (التین:١-٤)

ہم سے سوال کرتے ہو، ہم کون ہیں،

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ ○ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ○﴾ (المؤمنون:١٢-١٤)

﴿يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ○ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ ○ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ○﴾ (الانفطار:٦-٨)

غور کرنا، جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں، اللہ پاک نے اہل حدیث کے اوپر خاص انعام کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے عزت عطا فرمائی ہے، غیرت بھی عطا فرمائی ہے، عقیدۂ توحید بھی عطا فرمایا ہے، پیغمبر ﷺ کی سنت بھی عطا فرمائی ہے،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ○﴾

(النساء:٥٩)

لوگو! قیامت والے دن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ نے کام نہیں آنا، چھوڑ دو، جہاں امام کی بات، قرآن وحدیث سے ٹکرا جائے، آؤ، میں بخاری کی چند

احادیث پڑھنا چاہتا ہوں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے مسلک اہل حدیث ثابت کرنے کے لیے صحیح بخاری لکھی ہے،

جاؤ، جاؤ، قیامت والے دن سب سے پہلے سوال تو نماز کے بارے میں ہونا ہے، جاؤ، ساری بخاری میں، تمہاری سمجھ میں نہ آئے، یا اتنی تمہاری اوقات ہمت نہ ہو، تو صحیح البخاری کی کتاب الصلوٰۃ لے لو، نماز والے جناب آداب و مسائل لے لو، وہ مسائل کھول کر دیکھ لو،

ایک طرف حنفی نماز پڑھے، ایک طرف اہل حدیث دو رکعت نماز پڑھے، درمیان میں ایک منصف آدمی جناب بیٹھ جائے، انصاف کرنے والا، عقل والا، بخاری کھول کر بیٹھ جائے، ایک طرف حنفی کی دو رکعت نماز رکھے، ایک طرف اہل حدیث کی نماز دو رکعت رکھے،

اگر حنفی کی نماز بخاری کے مطابق ہو، حنفی سچا ہوگا، اگر بخاری میں اہل حدیث کی نماز صحیح ہو، چونکہ قیامت والے دن پیغمبر ﷺ نے فرمایا، سب سے پہلے، نماز کا سوال ہونا ہے، اور جس کی نماز درست ہوئی، اللہ تعالیٰ باقی اعمال درست کر دے گا، اگر بخاری کے مطابق نماز اہل حدیث کی ہو، پھر اہل حدیث اہل حق ہوں گے،

اگر بخاری میں نماز کا طریقہ تمہارا موجود ہو، پھر تم حق پر ہو گے، ذرا کھولیے بخاری پڑھیے بخاری میں تمہارے سامنے بخاری کا مطالعہ رکھنا چاہتا ہوں، توجہ فرمائیے، بخاری کی حدیث تمہارے سامنے رکھوں، فرمایا،

﴿فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ﴾

میں سرگودھا میں ایک گاؤں میں تقریر کر رہا تھا، ایک رقعہ آیا، اگر رفع الیدین نہ کرنے کی حدیث دکھا دیں، تو آپ چھوڑ دیں گے، اور حنفی ہو جائیں گے؟ اگر رفع الیدین نہ کرنے کی حدیث دکھا دیں، تو حنفی ہو جائیں گے؟

میں نے کہا، میں بے وقوف ہوں؟ کہتے، ہے کیوں؟ میں نے کہا، تم کیا دکھاؤ گے؟ کہتے حدیث، دکھاؤ گے، حدیث، میں دیکھوں گا، حدیث، تو ہوں، گا حنفی، سبحان اللہ، میں نے کہا، حدیث دکھاؤ، میں دیکھ کر اہل حدیث ہو جاؤں، تم حدیث دکھاؤ، نا، میں اسے مان کر

دیکھ کر اہل حدیث ہوں گا، حنفی کیوں ہوں؟

کہتے، جی، ہم بھی حدیث مانتے ہیں، میں نے کہا، ہاں مانتے ہو؟ لیکن وہ حدیث مانتے ہو، وہی حدیث مانتے ہو، جس کو شافعی رحمہ اللہ صحیح کہے، مالکی حدیث مانتے ہو، وہی مانتے ہو، جسے مالک صحیح کہے، حنبلی، اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں، جسے احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے اور جعفری اس حدیث کو صحیح مانتا ہے، جس کو جعفر صادق صحیح کہتا ہے،

اور اہل حدیث اس حدیث کو صحیح مانتا ہے، جس کی سند میرے مصطفیٰ ﷺ تک پہنچ جائے، بیان کرنے والا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہو، شافعی رحمہ اللہ ہو، مالک رحمہ اللہ ہو، احمد بن حنبل رحمہ اللہ ہو، ہم نے کبھی بھی اماموں کے منہ کی طرف نہیں دیکھا،

جو بھی امام ہو، جو بھی امام ہو، حدیث مصطفیٰ ﷺ ان کے پاس مروی ہو، حدیث کی سند ان کے پاس صحیح ہو، میرے مصطفیٰ ﷺ تک پہنچ جائے، بیان کرنے والا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہو، شافعی رحمہ اللہ ہو، مالک رحمہ اللہ ہو، احمد بن حنبل رحمہ اللہ ہو، ہم نے کبھی بھی اماموں کے منہ کی طرف نہیں دیکھا، جو بھی امام ہو، جو بھی امام ہو،

حدیث مصطفیٰ ﷺ ان کے پاس مروی ہو، حدیث کی سند ان کے پاس صحیح ہو، میرے مصطفیٰ ﷺ تک پہنچ جائے، جناب دنیا کی کسی کتاب میں ہو، کسی مستند کتاب میں ہو اور کوئی بیان کرنے والا امام ہو، بیان کرنے والا کوئی صحابی ہو، ہم نے کبھی فرق نہیں کیا،

بیان کرنے والا عبادہ بن صامت ہو، یا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے، یا کوئی اور صحابی ہے، فرمایا، نہیں نہیں، صدیق رضی اللہ عنہ ہے، یا عمر رضی اللہ عنہ ہے، یا عثمان رضی اللہ عنہ ہے، یا علی رضی اللہ عنہ ہے، ہمارے ہاں سارے صحابہ معیار حق ہیں، سارے صحابہ رضی اللہ عنہم صاحب عدالت ہیں، جس صحابی رضی اللہ عنہ کی جو روایت پیغمبر ﷺ تک پہنچ جائے، ہمارے نزدیک حجت ہے، اس کا انکار کفر ہے۔

حتیٰ کہ ہم حدیث سے اس قدر پیار کرنے والے حدیث ہماری عقل کے خلاف بھی آ جائے، نا، ہم پتہ کیا کرتے ہیں، کہ ہماری عقل غلط ہو سکتی ہے، میرے مصطفیٰ ﷺ کی حدیث

غلط نہیں ہو سکتی، کہنے لگا، سنتوں کے لیے کیوں لڑتے ہو، اہل حدیث کا عجیب عقیدہ ہے، عجیب منہج ہے، جب اختلاف ہو، تو چھوٹی چھوٹی سنتوں کے پیچھے،

میں عرض کرتا ہوں، تم نے سنت کو چھوٹا کیوں کہا ہے؟ تمہیں حیاء نہیں آتی، سنت تو ہے،

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۝﴾ (الانشراح : ٤)

جس کی سنت ہے، اس سے بڑا اس کائنات میں اور کوئی ہے بھی نہیں، تم سنت کا انکار کیسے کر سکتے ہو، کہنے لگا، سنت ہی ہے نا، رفع الیدین کے لیے کیوں لڑائی کرتے ہو، سنت ہی ہے نا، آمین کے لیے کیوں لڑتے ہو، سنت ہی ہے نا، کوئی فرض تو نہیں ہے، کوئی واجب تو نہیں ہے،

میں کہتا ہوں، لڑنا نہیں چاہیے نا، سنت کے لیے؟ کہتے ہاں، میں نے کہا، نکاح سنت ہی ہے نا؟ نکاح سنت ہی ہے نا، پھر اتنا اہتمام و احترام کیوں؟ سنت کا انکار کرتے ہو، نکاح ہو، مصطفیٰ ﷺ کی سنت ہے نا، ماں بنی تو سنت کی، برکت سے، باپ بنا سنت کی برکت سے، بھائی بنا سنت کی برکت سے، چچا بنا سنت کی برکت سے،

دادا، دادی بنے سنت کی برکت سے، سارے رشتے بنے، سنت کی برکت سے، بیوی بنی سنت کی برکت سے، بیٹی بنی، سنت کی برکت سے، بہن بنی سنت کی برکت سے، اگر سنت نہیں تو اس کائنات میں کچھ بھی نہیں، اگر سنت ہٹا دو، تو جناب نہ غیرت رہے گی، نہ عزت رہے گی۔

اگر اس کائنات میں غیرت اور عزت کا تصور موجود ہے، تو محمد ﷺ کی سنت کی برکت سے قائم ہے، اگر نبی ﷺ کی سنت نہ رہے تو کچھ بھی نہ رہے، ہم نے ان شاء اللہ لڑتے رہنا ہے، اور نبی ﷺ کی سنت کے لیے لڑتے رہنا ہے، ان شاء اللہ ہماری لڑائی اس لیے ہے کہ تم سنت سے انکار کرتے ہو،

ہم کہتے ہیں، کہ پیغمبر ﷺ کی سنت سے پیار کرو، اماموں کو چھوڑا جا سکتا ہے، لیکن سنت کو نہیں چھوڑا جا سکتا، بخاری کھولیے، کھولیں بخاری یا نہیں، کہ بند ہی رہنے دیں، کھولو،

بیٹھو گے، جاؤ گے تو نہیں، ہاتھ کھڑا کریں جو چلا جائے گا،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾

آیئے، جناب بخاری کی حدیث کھولتے ہیں، پہلے کتاب جناب امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الوحی لائی ہے، کتاب الوحی کا کیا معنی ہے، ساری بخاری لکھنے سے پہلے ساری حدیث لکھنے سے پہلے جو کتاب لاتے ہیں، وہ کتاب الوحی کیوں لائے، امام صاحب رحمہ اللہ بتانا چاہتے ہیں، لوگو، دین رائے کا نام نہیں، دین قیاس کا نام نہیں، دین اللہ کی وحی کا نام ہے، وحی، وحی، قیاس نہیں، رائے نہیں، اللہ کی وحی،

فرمایا، اس بخاری میں اللہ کی وحی لکھی جائے گی، وحی ہی اصل دین ہے، وحی ہے، عقل کو جناب دین نہیں کہا جاتا، قیاس اور رائے کو دین نہیں کہا جا سکتا، اللہ کی وحی کا نام دین ہے، غور کرنا، وحی کی کتاب لا کر امام صاحب نے،

آگے بخاری پڑھتے جایئے، ایک ایک مسئلہ کھولتے جایئے، آؤ جناب میں نماز کے آداب بولنا چاہتا ہوں، صحیح البخاری کی روشنی میں میرے تمہارے محبوب جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا ہے، بخاری کھول لیے، اگر بخاری میں نہ ہو، تو میں ذمہ دار، میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہے، وضو کرنے سے پہلے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ دھوئے ہیں،

ہاتھ دھونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں چلو میں پانی لیا ہے، اپنے منہ میں ڈالا ہے، آدھا ناک میں چڑھایا ہے، جناب کلی فرمائی ہے، جناب ناک کو صاف فرمایا ہے، تین دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی فرمائی ہے، جناب ناک کو صاف فرمایا ہے، تین دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی فرمائی ہے، ناک کو صاف کیا ہے،

پھر میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک دھویا ہے، چہرہ دھونے کے بعد میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی داڑھی کا خلال فرمایا ہے، خلال کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا ہے، اپنی کہنیوں تک دھونے کے بعد اپنے سر کا مسح فرمایا ہے، آگے سے ہاتھ پیچھے لے کر گئے، اور پیچھے سے آگے لے کر آئے،

پھر کانوں کا مسح فرمایا ہے، کانوں کا مسح کرنے کے بعد پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے ہیں، دونوں پاؤں دھونے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم، اے ابوزبیر، یہ ہی وضو سب نبیوں کا ہے، یہی وضو اہل حدیث کا ہے، حنفیوں تمہارا وضو بخاری میں تو نہیں ہے، تمہارا وضو بخاری میں نہیں، اگر ہو تو بخاری کی حدیث نمبر کا حوالہ پیش کیجیے،

میں نے عرض کیا ہے، بخاری میں تمہارے وضو میں جب وضو شروع کرتے ہیں، جناب وضو شروع کرنے کے بعد درمیان میں منہ دھوتے ہو تو پڑھتے ہو،

((اشهد ان لا اله الا اللّٰه))

یہ بخاری میں تو نہیں، حدیث کی کسی کتاب میں نہیں، آگے جا کر پڑھتے ہو،

﴿اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۝﴾ (القدر:١)

یہ دنیا کی کسی کتاب میں نہیں، پھر تم سر کا مسح کرنے کے بعد کانوں کا مسح کرنے کے بعد الٹے ہاتھوں گردن کا مسح کرتے ہو، جاؤ، کھولو، ذخیرہ حدیث میں یہ تمہیں کہیں بھی پیغمبر ﷺ کی سنت نظر نہیں آئے گی، تمہارا وضو وہ ہے جو کوفہ میں بنایا گیا ہے، تمہارا وضو وہ ہے جو انڈیا میں بنایا گیا ہے، تمہارا وضو وہ ہے جو مولویوں نے بنایا ہے،

تمہارا وضو وہ ہے جو پیروں نے بنایا ہے، تمہارا وضو وہ ہے جو فقہ نے بنایا ہے، تمہارا وضو وہ ہے جو تمہارے اماموں نے بنایا ہے، ہمارا وضو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمایا ہے، فرق ہے، اہل حدیث، اور غیر اہل حدیث کا،

اب غور کرتے جانا، تم وضو اپنی مرضی سے کرتے ہو، میں وضو اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق کرتا ہوں، پیغمبر ﷺ کی سنت کے مطابق کرتا ہوں،

اور آگے غور کیجیے!

تم بھی وضو کرتے ہو، میں بھی وضو کرتا ہوں، تم وضو اپنی مرضی سے کرتے ہو، میں وضو پیغمبر ﷺ کی سنت کے مطابق کرتا ہوں، تم اپنا وضو جناب حدیث سے پڑھو، میں نے اپنا وضو جناب بخاری میں سے پیش کر دیا ہے،

اب غور کیجیے!

تم اپنا وضو چھوڑ و، یا میرا وضو چھڑ واؤ، اختلاف ہو گیا ہے، تمہارے وضو میں تمہارا وضو اور ہے، میرا وضو اور ہے، تمہارا طریقہ اور ہے، میرا طریقہ اور ہے، تم نے وضو خود بنایا ہے، میں نے دعویٰ کیا ہے کہ میرا وضو صحیح البخاری میں ہے، اب درمیان میں کھڑے ہو کر پڑھو،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ (النساء:٥٩)

میرے محبوب ﷺ نے کیا فرمایا ہے، یہ میرے والا وضو کرنے کے بعد،

((من توضأ نحو وضوئی هذا))

محبوب ﷺ فرماتے ہیں، جو میرے طریقے سے وضو کرتا ہے، وضو کرنے کے بعد اٹھ کر کلمہ شہادت پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے، تمہارے لیے دروازے کیوں کھلیں، تمہارا وضو حنفی والا ہے، میرا وضو اللہ کی وحی کے مطابق، صحیح البخاری کی روشنی میں، پیغمبر ﷺ کی حدیث کے مطابق وضو کرنے کے بعد اہل حدیث مسجد میں آیا، اذان کہی، تم اذان شروع کرتے ہو،

((الصلوة))

بولو، آتا ہے یا نہیں؟ آتا یاد کرنا ہے،

((الصلوة والسلام علیك یا رسول الله))

میں نے اذان شروع کی ہے،

((الله اکبر))

فطرت بھی کہتی ہے، کہ پہلے رب کا نام زبان پر آئے، رب نے کوئی رسول اللہ ﷺ کی شان میں کمی چھوڑی ہے، جب مؤذن بولتا ہے، تو

((الله اکبر ، اشهد ان لا اله الا الله))

اس وقت رب کہتا ہے، مؤذن نماز کے لیے بعد میں بلانا، پہلے میرے محمد ﷺ کی

شان کا تذکرہ تو کرلو، رب نے کوئی کمی چھوڑی ہے، مصطفیٰ ﷺ کی شان کی، تم نے اذان سے پہلے شروع کیا ہے، میں کہتا ہوں، نہیں، نہیں، اذان سے پہلے، الصلوٰۃ سے مڑ جاؤ، الصلوٰۃ والسلام نہیں ہے، اذان شروع کرو،

تم نے جناب صلوٰۃ پڑھی ہے، صلوۃ دنیا کی کس کتاب کی روشنی میں ہے، تمہارے پاس کتاب نہیں ہے، تم مجھے کہتے ہو، کہ میں صلوٰۃ کیوں نہیں پڑھتا، میں اس لیے نہیں پڑھتا کہ بخاری میں اذان لکھی ہے، الصلوۃ نہیں،

بخاری میں اذان کا طریقہ موجود ہے، صلوٰۃ نہیں، تم کہتے ہو، صلوٰۃ ہو تو میں ہوں، درمیان میں کوئی مولوی انصاف والا بندہ کھڑا کرو، کہ

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ﴾

اختلاف جو ہو گیا ہے، اللہ کے بندے، بخاری ہو، پڑھو، بخاری، اللہ تعالیٰ تمہیں بخار سے بچالے، پڑھو بخاری، بخاری پڑھو، بخاری پڑھو، تم فیضان سنت چھوڑو، بخاری پڑھو، بہشتی زیور چھوڑو، بخاری پڑھو، فضائل اعمال چھوڑو، بخاری پڑھو، جناب، تبلیغی نصاب چھوڑ دو، بخاری پڑھو، در مختار چھوڑ دو، بخاری پڑھو، حکایات چھوڑ دو، بخاری پڑھو، نور نامہ چھوڑ دو، بخاری پڑھو،

اپنی جناب گستاخانہ کتابیں چھوڑ دو، بخاری پڑھو، درود وسیلہ ماہی پڑھنا چھوڑ دو، بخاری پڑھو، اللہ کی قسم ہے، بخاری پڑھو گے، تو جس گھر میں بخاری پڑھی جائے، اللہ کی قسم ہے، اس گھر میں نور آتا ہے، جس گھر میں بخاری پڑھی جائے، اس گھر میں ہدایت آتی ہے، جس گھر میں بخاری پڑھی جائے، اس گھر میں پیغمبر ﷺ کی سنت آتی ہے،

جس گھر میں تمہارے مولویوں کی کتابیں پڑھی جائیں، اس گھر میں پتہ کیا ہوتا ہے، بہشتی زیور جو گھر میں پڑی ہو، بندہ اگر اٹھا کر پڑھنے لگے، تو پڑھتے پڑھتے، بندہ کیا پڑھے پڑھوں؟ اس بار پڑھ دوں، چلو ٹھیک ہے، میں پڑھنے لگا ہوں، ذرا دل پر ہاتھ رکھو، جب بندہ بہشتی زیور پڑھتا ہے نا، پیار سے محبت سے، ایک صفحہ پڑھتا ہوں،

نماز کی اہمیت کا باب کھول لو، وہاں لکھا ہے، اگر بچہ پیدا ہو رہا ہے، آدھا پیدا ہو چکا ہو، آدھا ابھی نہ پیدا ہوا ہو، اذان ہو جائے، عورت پر نماز فرض ہے، پہلے اٹھ کر نماز پڑھے، بہشتی زیور میں یہ نہ ہو، تو میری وہ سزا جو ایک چور کی ہوتی ہے، اگر ہو تو پھر میرا حق بنتا ہے، میں یہ کہہ سکتا ہوں، کہ چھوڑ دو، بخاری پڑھو،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾

اللہ کے بندو، کون سی کتابیں بچیوں کو جہیز میں دیتے ہو، اگر شرم وحیاء والی بچی گھر میں جا کر یہ پڑھے گی، کیا دعائیں دے گی؟ اگر بچی کو جہیز میں دینا چاہتے ہو، اگر اللہ تمہیں سمجھائے، تو ریاض الصالحین دو، اگر اللہ تمہیں سمجھائے، تو بلوغ المرام دو، اگر اللہ تمہیں سمجھائے تو بخاری مترجم دو، تمہاری بچی پڑھے دعا کرے، صدقہ جاریہ ہے، اگر بہشتی زیور پڑھے گی، یہ بے حیائی کے الفاظ پڑھے گی، یہ گندے الفاظ پڑے گی، یہ گندی باتیں پڑھے گی، وہ تمہارے لیے عذاب کا باعث وسبب بنے گا،

اس لیے اہل حدیث کہتا ہے، کتابیں چھوڑ دو، کوئی کہہ سکتا ہے، نا، کہ تمہارے علماء کی کتاب میں غلط بات لکھی ہے، میں شیخوپورہ کے چوک میں علماء کی موجودگی میں ذمہ دار اسٹیج پر اس شخصیت کے اسٹیج پر جو ساری زندگی باطل کو للکارتے رہے، مجھ سے کوئی سوال کرو، پوچھو، کہ جناب اس شخصیت کے ممبر پر بیٹھ کر میں کھل کر بات کہنا چاہتا ہوں،

لاؤ علامہ شہید رحمہ اللہ کی کوئی کتاب اگر تمہارے پاس ہے، لے کر آؤ، اس کتاب میں کوئی غلطی نکال دو، جو علامہ شہید رحمہ اللہ کی کتاب میں غلطی ہے، میں اعلان کرتا ہوں، میں اس غلطی پر براستہ اعلان کرتا ہوں، میرے علامہ رحمہ اللہ کی غلطی ہو سکتی ہے، کیونکہ میرا علامہ رحمہ اللہ گناہ سے پاک نہیں ہے،

لاؤ، نواب وحید الزماں کی کتاب، اس کی کتاب میں جو غلطی ہے، میں اعلان کرتا ہوں، وہ غلطی ہے، لاؤ، وحید الزماں کی کتاب جو اس میں غلطی ہے، تو غلطی ہے، نواب صدیق حسن خان کی کتاب لاؤ، ان کی کتاب میں جو غلطی ہے، غلطی ہے،

محدث روپڑی رحمہ اللہ کی کتاب لاؤ، محدث روپڑی کی کتاب میں جو غلطی ہے، وہ غلطی ہے، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی کتاب لے آؤ، ان کی کتاب میں جو غلطی ہے، میں اعلان کرتا ہوں، میرے علماء علامہ ابن تیمیہ، علامہ ابن القیم رحمہ اللہ، ان کی کتاب لے آؤ، ان کی کتاب میں جو غلطی ہے، وہ غلطی ہے۔

میں اعلان کرتا ہوں، براہ راست اعلان کرتا ہوں، میرا غلطی سے کوئی تعلق نہیں ہے، جو بات حق ہے، وہ حق ہے، جو غلطی ہے، وہ غلطی ہے، تم بھی ذرا جرات کر کے اعلان کرو،

فتاویٰ عالمگیری میں جو غلطی ہے، وہ غلطی ہے، حکایات میں جو غلطی ہے، وہ غلطی ہے، بہشتی زیور میں جو غلط بات ہے، وہ غلط ہے، فیضان سنت میں جو غلطی ہے، غلطی ہے، تم اپنے علماء کی غلطیوں کو دین بنا کر بیٹھے ہو، میں نے علماء کی غلطیوں کو دین نہیں بنایا، میں علماء کی غلطیوں کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتا ہوں،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾

(النساء: ٥٩)

اذان کہی، اذان کے بعد اہل حدیث اکہری تکبیر کہتا ہے، اگر بخاری میں نہ ہو تو میں ذمہ دار، دوہری بھی حدیث میں ہے، ابوداؤد وغیرہ میں ہم جائز سمجھتے ہیں، لیکن اکہری تکبیر صحیح البخاری میں موجود ہے، اللہ کی زمین پر اہل حدیث کے علاوہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل کرنے والا کوئی نہیں ہے، آگے بڑھیئے، نماز شروع ہوئی ہے، اہل حدیث کیا کہتا ہے،

((اللہ اکبر))

بولو،

((اللہ اکبر......))

نماز شروع ہوگئی، اور مولوی کیا کہتا ہے، خالص نیت کرتا ہوں، اس نماز کی، نماز پڑھتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے لیے چار رکعت ظہر، منہ طرف قبلہ شریف پیچھے امام کے،

((اللہ اکبر……))

کافی عرصہ کی بات ہے، کئی جگہوں پر میں نے بیان بھی کی، کہ میں ملتان جا رہا تھا، اللہ گواہ ہے، اس بات پر، جب میں بس میں بیٹھا، تھوڑا سا آگے سٹاپ سے ایک مولوی چڑھا، اس نے منہ اٹھا کر دیکھا، شاید کوئی سیٹ خالی ہو،

میں نے سمجھا کہ لگتا ہے، کوئی مولوی ہے، میں نے اشارہ کیا کہ حضرت جی، میرے پاس آجاؤ، چلو رونق رونق میں سفر ہو جائے، تعارف ہو گیا، پھر تمہیں پتہ ہے، دو مولوی اکٹھے ہو جائیں، تو پھر گفتگو شروع ہو گئی، کہنے لگا، آپ کون ہوتے ہو، میں نے کہا، مولوی ہوتا ہوں، کہتا جی، میں بھی مولوی ہوں،

میں نے کہا، چلو، اچھا رونق میں سفر گزرے گا، کہنے لگا، آپ کون ہوتے ہو، میں نے کہا، آپ کون ہوتے ہو، کہتا، میں اہل سنت والجماعت ہوتا ہوں، میں نے کہا، اس سے آگے؟ کہتا آگے، ہاں، کہتا آگے حنفی ہوتا ہوں، میں نے کہا، اس سے آگے؟ کہتا دیوبندی ہوتا ہوں، میں نے کہا، اس سے آگے؟ کہتا آگے کیا؟

میں نے کہا، آپ کا نام ابھی ختم نہیں ہوا، حیاتی ہوتا ہوں، مماتی ہوتا ہوں، کہتا حیاتی ہوتا ہوں، میں نے کہا، چلو اللہ کرے، حیاتی رہے، کہنے لگا، آپ کون ہوتے ہو؟ میں نے کہا، جی ہمارا مختصر تعارف ہے، ہم اہل حدیث ہوتے ہیں، اچھا اچھا وہی، یہ اب تشریح، کہتا، اچھا وہی؟ میں نے کہا، جی ہاں وہی، جن کو غیر مقلد کہتے ہیں؟ میں نے کہا، جی،

آپ نماز شروع کرتے ہو، اللّٰہ اکبر، نہ کوئی نیت، نہ کوئی زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرتے ہو، آخر بتانا چاہیے نا، کہ نماز کون سی ہے، وقت کون سا ہے؟ میں نے کہا، کس کو؟ کہتا اپنے آپ کو، میں نے کہا، اپنے آپ کو تو پتہ ہوتا ہے، کہتا نہیں نہیں، اللہ پاک کو، میں نے کہا، اللہ پاک کو بھی پتہ ہوتا ہے، پتہ نہیں پھر کس کو،

یہ میں نہیں پوچھتا، اپنے آپ کو تو پتہ ہے، اور اللہ کو بھی پتہ ہے، تو کس کو بتانا ہے؟ کہتا، مجھے کوئی پتہ نہیں، کہ کس کو بتانا ہے، میں نے کہا، تم نیت کرتے ہو، نا، کہتا جی،

میں نے کہا کیا؟ کہتا خاص نیت کرتا ہوں، اس نماز کی واسطے اللہ تعالیٰ کے چار رکعت نماز ظہر، منہ طرف قبلہ شریف پیچھے امام کے، اللہ اکبر

میں نے کہا، یہ تو اللہ کے بندے مقتدی کی نیت ہے، اور تم مولوی ہو، تم اپنی نیت سناؤ، پیچھے اس امام کے، تم تو آگے ہوتے ہو، تم اپنی نیت سناؤ، یقین جانو، دو چار منٹ خاموش رہنے کے بعد بہت پریشان ہو کر میرے منہ کی طرف دیکھ کر کہتا ہے، اللہ کی قسم ہے، مجھے چودہ سال ہو گئے ہیں، امامت کرواتے ہوئے، میں روزانہ یہی نیت کرتا رہا ہوں، مولوی آگے کہتا ہے، پیچھے اس امام کے، میں نے کہا، تمہارا قصور نہیں، اگر کوئی اور جگہ ہوتی تو میں پڑھتا،

﴿نُوَلِّهِ مَاتَوَلّٰى﴾

میں نے کہا، تمہارا قصور نہیں، قرآن پاک نے فیصلہ کیا ہے،

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾ (النور : ٦٣)

جو سنت کا حیاء نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے، دیکھو، اہل حدیث نماز شروع کرتا ہے،

((اللہ اکبر))

کہتا ہے، نماز کی نیت زبان سے نہیں کرتا، کیوں؟ جس کی نماز ہے، وہ جانتا ہے، کہ کون سا وقت ہے، کتنی رکعتیں ہیں، اور منہ کس کی طرف ہے، یہ اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے، نماز شروع ہوئی، اپنے ہاتھ سینے پر باندھے،

کہنے لگا، اب لاؤ، بخاری کی حدیث، سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث، بخاری میں نہیں ہے، اب لاؤ، بخاری، وہابی، پھنس گئے، بخاری میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی کوئی حدیث نہیں، میں نے کہا، مولوی جی، ناف کے نیچے کی ہے، کہتا نہیں، وہ بھی نہیں ہے، میں نے کہا، پھر کیا کریں، سر پر رکھ لیں؟

سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت بخاری میں موجود ہے، لیکن نظر اس کو آتی ہے، جس نے

کوفہ کی عینک نہ پہنی ہو، بخاری میں حدیث موجود ہے، ہاتھ سینے پر باندھنے کی لیکن نظر اس کو آتی ہے، جس نے جشن کی اندھی عینک نہ لگائی ہو، بصیرت قائم ہو، اس کو بخاری نظر آتی ہے، سنو بخاری، سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

((كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ))

لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھو، کہاں رکھنا ہے؟

((عَلٰى ذِرَاعِهِمْ))

اپنی ذراع پر ہاتھ رکھنا ہے، ذراع کس کو کہتے ہیں، یہ درمیان والی انگلی سے لے کر کہنی تک یہ ساری جگہ کو عربی میں ذرہ کہا جاتا ہے، سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم تھا، اپنا بایاں ہاتھ نیچے ہو، دایاں اوپر اور ذراع کے اوپر ہو، جب مولوی جی، ہاتھ ذراع پر باندھ لیے جائیں،

بخاری کی حدیث کی روشنی میں ہاتھ باندھ لیے جائیں، پھر ہاتھ ناف سے نیچے جاتے ہی نہیں، ایسے باندھ لیے جائیں، یہ اب ناف سے نیچے نہیں، مولوی خود نیچے ہوسکتا ہے، ہاتھ تو نہیں ہوسکتے، یہ ہاتھ ناف سے نیچے نہیں جائیں گے،

میں نے کہا، مولوی جی، آپ کی عورتیں کہاں باندھتی ہیں، کہنے لگا، آپ دلیل دو، ہاتھ کہاں باندھنے چاہیے، میں نے کہا، ہم سے دلیل پوچھتے ہو، کہتے جی، میں نے کہا، گھر سے ہی پوچھ لیتے امی سے، تمہاری امی کہاں باندھتی ہے؟ کہتا سینے پر،

میں نے کہا، وہ تو وہاں سے پوچھ لو، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ہے، وہی نبی ہمارا ہے، ان شاء اللہ، میں نے کہا، ہمارا عقیدہ تمہارے گھر میں داخل ہو گیا ہے، جو دلیل ہے، آخر ان کے پاس ہوگی نا، جو حدیث ان کے پاس ہے، وہی اسی کتاب میں لکھی ہے، اسی صفحہ پر لکھی ہے،

ذرا جا کر پوچھنا، یا فرق اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کر دو، سارے مولوی زہر کا پیالہ پی سکتے ہیں، لیکن عورت اور مرد کی نماز میں فرق جو ہے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں کر سکتے، مرد اور عورت کی نماز میں فرق نماز کے طریقہ میں اختلاف یا عورت ہاتھ سینے

پر باندھے، مرد ناف کے نیچے باندھے،

یہ فرق نہ تو ثابت ہے، نہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، نہ پیغمبر ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، نہ علماء کے اقوال سے ثابت ہے، بلکہ یہ میرا امت کے اجماع سے بھی ثابت نہیں، کہ جناب عورت ہاتھ سینے پر باندھے، اہل حدیث ہاتھ ذراع پر باندھتا ہے، زراۃ کہا جاتا ہے، اس جگہ کو، قرآن سے اب میں ذراع کا معنی ثابت کروں، قرآن پاک کیا کہتا ہے، رب کہتا ہے،

﴿خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ٥ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ٥ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا٥﴾ (الحاقه: ۳۰-۳۲)

﴿سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا....﴾

قرآن کہتا ہے، محبوب ﷺ، قرآن کہتا ہے، کہ قیامت کا دن ہوگا، حکم آئے گا، فرشتو، ستر ہاتھ لمبا زنجیر لاؤ، جکڑو، پکڑو، ان کو جن کو ذراع کا معنی نہیں آتا، پکڑو، ستر ہاتھ،

﴿سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا....﴾

ستر ہاتھ، ذراع قرآن سے ثابت ہو گیا، ستر ہاتھ ذراع کا معنی ہاتھ، پورا ہاتھ، ہے، اور حدیث بخاری، ہر دایاں ہاتھ اوپر اور بایاں نیچے، اور جب ایسے آجائے، پھر ناف سے نیچے نہیں جاتا اور اب وضاحت کے لیے ابن حزیمہ رضی اللہ عنہ میں حدیث آئی، سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، داہاں ہاتھ اوپر، بایاں نیچے،

((علی قدره))

اپنے سینے پر میرے محبوب ﷺ نے ہاتھ باندھے ہوئے تھے، لہٰذا وضاحت ہو گئی، ہاتھ سینے پر باندھے جائیں، ہاتھ سینے پر باندھنے کے بعد آگے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے پوچھا، محبوب ﷺ جی، نماز شروع کرتے ہو،

قراءت شروع کرنے سے پہلے کچھ دیر خاموش رہتے ہو۔ محبوب ﷺ جی، کیا پڑھتے

ہو؟ فرمایا،

((اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ))

بخاری ہے، بخاری،

((اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ))

میں یہ دعا پڑھتا ہوں، جو اہل حدیث کے بچوں کو بھی یاد ہے، مولویوں کے مناظرین کو بھی یاد نہیں، ہمارے جناب بچوں کو بھی یاد ہے،

((اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ))

میرے محبوب ﷺ یہ دعا پڑھنے کے بعد تعوذ پڑھتے، اعوذ باللّٰہ پھر تسمیہ پڑھتے، پھر میرے محبوب ﷺ فاتحہ پڑھتے کیوں؟ محبوب ﷺ نے فرمایا،

((لا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ)) (بخاری)

جو فاتحہ نہ پڑھے، اس کی نماز، جو فاتحہ نہ پڑھے، اس کی نماز؟ یاد آئے، شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمتیں فرمائے، فرمایا کرتے تھے، اگر فاتحہ نہیں پڑھنی تو مسجد میں لینے کیا آئے ہو، فاتحہ نہیں پڑھنی، مسجد میں کیا لینے آئے ہو،

فرماتے ہیں، ایسے ہی ہے جیسے بندہ تیسری منزل پر رہتا ہو، بندہ جائے، نیچے سے بیل دے، بندہ نیچے اترے،

جی بیل آپ نے دی ہے؟ جی، کیوں دی ہے؟ ایسے ہی،

کسی سے ملنا ہے؟ نہیں، کیوں آئے ہو، پھر کیا ہو گیا ہے، اگر آ گیا ہوں، تو آ گیا ہوں، کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا، کچھ بھی نہیں ہوا، کوئی کام ہے؟ نہیں،

کوئی چیز چاہیے؟ نہیں، کیسے آئے ہو؟ ایسے ہی،

وہ پھر اوپر گیا، اس نے پیچھے سے پھر بل دی، وہ پھر نیچے آیا، دوبارہ بل آپ نے دی ہے؟ کہتے جی، کیوں آئے ہو؟ کہتا، ویسے ہی، کوئی چیز چاہیے؟ کہتا نہیں،

شیخ القرآن رحمہ اللہ فرماتے ہیں، بندہ نماز جو پڑھنے آیا، کہتا،

((اللّٰہ اکبر))

اللہ تو بہت بڑا ہے، رب کہتا ہے، میں بہت بڑا ہوں،
کیا چاہیے، کدھر آئے ہو؟ کہیں بھی نہیں،

((سبحانك اللهم وبحمدك))

اللہ تو پاک بزرگی والا، تیرا نام برکت والا ہے، رب کہتا ہے، میں برکت والا، میرا نام برکت والا، بتاؤ، تمہیں کیا چاہیے؟ اللہ جی کچھ بھی نہیں،

((اللّٰہ اکبر سبحان ربی العظیم))

میرا رب بڑا بلند ہے، رب فرماتا ہے، میں بلند ہوں، تمہیں کیا چاہیے؟ اللہ جی کچھ بھی نہیں،

((سمع اللّٰہ لمن حمده))

اللہ نے میری حمد سن لی، کون سی، جو میں نے کی، کوئی نہیں،

((اللّٰہ اکبر، سبحان ربی الاعلیٰ))

میرا رب بڑا بلند ہے، میں بلند ہوں، میرے بندے کیا چاہیے؟ کچھ بھی نہیں،

((اللّٰہ اکبر، التحیات للّٰہ والصلوٰت))

میری قولی، مالی، بدنی، عبادت اللہ تیرے واسطے، رب فرماتا ہے، میرے لیے، تمہیں کیا چاہیے؟ کچھ بھی نہیں،

((السلام علیکم ورحمة اللّٰہ))

ہم جیسے آئے تھے، ویسے ہی جا رہے ہیں، اب اہل حدیث نماز پڑھنے آیا ہے،

((اللّٰہ اکبر))

اللہ تو بہت بڑا ہے، رب فرماتا ہے، میں بہت بڑا ہوں، تمہیں کیا چاہیے؟ یہ کہتا ہے،

((اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم))

اللہ شیطان کے شر سے بچا لو، رب فرماتا ہے، اور کیا چاہیے، یہ کہتا ہے، اللہ جی، کیا

پوچھتے ہو؟

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ o اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ o اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ o﴾

(الفاتحہ:۱۔٤)

اللہ صراط مستقیم عطا کر دے، فاتحہ پڑھی ہے، ولا الضالین کہا ہے،
محبوب ﷺ نے فرمایا، صحیح بخاری ہے،
((اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا))

جب امام آمین کہے، تو تم آمین کہو، محبوب ﷺ جی کیا ہو گا، فرمایا، جس کی آمین، فرشتوں سے مل گئی، اللہ اس کی زندگی کے پچھلے سارے گناہ معاف فرما دے گا، فرمایا، آمین ہو گئی، آگے حضرت عبد اللہ بن زبیر کے پیچھے عطاء بن ابی اوفی نماز پڑھتے ہیں،

روایت بخاری میں، فرمایا، میں نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، مسجد حرام میں، اتنی اونچی آواز میں آمین ہوئی کہ مسجد حرام آمین کی آواز سے گونج اٹھی،

آج اہل حدیث کی مسجدیں بھی گونجتی ہیں، یہ بھی روایت، بخاری میں، فرمایا، پھر رکوع میں جائے تو، کیا کرے؟ اونچی بولو، ایک مولوی کہنے لگا، حضور ﷺ نے رفع الیدین کیا تو ہے لیکن ساری زندگی تو نہیں نا کیا، اس طرح کی حدیث دکھاؤ کہ حضور ﷺ نے آخری نماز میں کیا ہو،

میں نے کہا، حدیث دکھاؤں، کہتا، ہاں، میں نے کہا، نبی پاک ﷺ فوت ہو گئے ہیں، یا زندہ ہیں، کہتے زندہ ہیں؟ میں نے کہا، ابھی آخری پڑھی نہیں، جب آخری پڑھیں گے، پھر رابطہ کر لیں گے، ابھی تو حضور ﷺ زندہ ہیں، نا، آج ہی تو تشریف لائے ہیں، حضور ﷺ تو زندہ ہیں؟

کہنے لگا، نہیں نہیں، فوت ہو گئے ہیں، اگر آخری حضور ﷺ نے پڑھی ہے، تو پھر سوال کرو، کہنے لگا، نبی پاک ﷺ نے، ایک مولوی ہمارے سرگودھا میں گیا تو پتہ کیا کہنے لگا، وہابی

مولوی زہر کا پیالہ پی سکتا ہے، لیکن حدیث سے لفظ ہمیشہ نہیں دکھا سکتا، حضور ﷺ نے رفع الیدین کیا تو ہے لیکن ہمیشہ نہیں کیا،

ہمیشہ کا لفظ حدیث میں نہیں ہے، میں چیلنج سے کہتا ہوں، نہیں ہے، نہیں ہے، حدیث میں ہے ہی نہیں ہے، میں گیا، میں نے کہا، مولوی صاحب نے بالکل ٹھیک بات کی ہے، مولوی صاحب جو روایت تمہارے کھاتے ڈال گیا ہے، تمہیں پتہ ہی نہیں چلا، کہتے کیسے، میں نے کہا مولوی نے یہ ہی کہا ہے، نا کہ ہمیشہ کا لفظ حدیث میں نہیں ہے، نہیں ہے، نہیں ہے، میں قسم اٹھاتا ہوں، نہیں ہے، زہر کا پیالہ غیر مقلد پی سکتا ہے، حدیث میں سے لفظ ہمیشہ نہیں دکھا سکتا، ہمیں کہہ کر گیا ہے نا،

کہنے لگے، ہاں، یہی، میں نے کہا، اسے پتہ تھا، نا، کہ لفظ ہمیشہ اردو کا ہے، حدیث میں نہیں ہے، نہیں ہے، نہیں ہے، اس کو پتہ تھا، ہمیشہ لفظ اردو کا ہے، حدیث میں نہیں ہے، نہیں ہے، ہمیشہ کا لفظ حدیث میں نہیں ہے، ہاں ہاں مولوی جی نہیں ہے، جیسے تمہاری نیت نہیں ہے، ویسے ہی یہ بھی نہیں ہے، یہ اردو کا جو ہے،

حدیث کا لفظ ہوگا، تو مصطفیٰ ﷺ کی اپنی زبان میں ہوگا، عربی میں ہوگا، تم پوچھو، نہیں لفظ ہمیشہ عمل ثابت کرنے کے لیے اصول ضابطہ کون سا ہے، سیّدنا عبد اللہ بن عمر کہو، رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں، صحیح البخاری میں حدیث آئی ہے، آپ کے شاگرد حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں، آپ کے غلام اور آپ کے بیٹے سہل رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

دو حدیثیں بخاری میں کہ نبی پاک ﷺ کے صحابی سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رفع الیدین کرتے تھے، نماز شروع کرتے وقت رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے، فرمایا،

((قَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ))

میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے دیکھا، وہ نماز میں رفع الیدین کرتے تھے، حضرت امام ابو قلابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں، سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ جو نو ہجری میں مسلمان ہوئے، وہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے،

یہ روایت بھی بخاری میں ہے، وہ نماز میں رفع الیدین کرتے تھے، فرمایا، کبھی اس طرح اللہ کے رسول ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے، یہ جناب پانچ حدیثیں، صحیح البخاری میں چار حدیثیں راوی سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پانچویں حدیث راوی مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ جناب حضرت صالح بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مصطفیٰ ﷺ کی سنت ہے،

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں، پیغمبر ﷺ کی سنت ہے، سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں سیّدنا ابو قلابہ رضی اللہ عنہ اپنے استاد مالک سے بیان کر رہے ہیں، یہ پانچ احادیث بخاری کی میں نے پڑھی ہیں، کہنے لگا، نہیں نہیں، ہمیشہ کی حدیث دکھا دو، جس سے ہمیشہ ثابت ہو جائے، میں عرض کرتا ہوں، او شیخوپورہ کے لوگو! ایک ایسی حدیث پڑھو، سنن الکبریٰ بیہقی میں حدیث پاک موجود ہے، جناب دوسری جلد صفحہ تہتر میں حدیث موجود ہے، کہ پیغمبر ﷺ نے ہمیشہ رفع الیدین کیا ہے، اگر اس سے بھی لفظ ہمیشہ ثابت نہ ہو، پھر میں تمہاری ہدایت کی دعا کر سکتا ہوں، اگر حدیث کو جناب پڑھنے کے بعد سنانے کے بعد تم سن لو، تو پھر نہ مانو، پھر قیامت والے دن تیرا گریبان ہوگا، اور میرا ہاتھ ہوگا، پیغمبر ﷺ کی حدیث سن لو،

حضرت امام محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ وہ فرماتے ہیں، کہ نماز میں جب نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے، کسی نے پوچھا، امام محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ نماز میں رفع الیدین کیوں کرتے ہو؟

فرمایا، میں اپنے پاس سے تو نہیں کرتا، میں نے نماز پڑھی تھی، اپنے استاد ابو نعمان محمد بن فضل رحمہ اللہ کے پیچھے، وہ جب نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے، میں اس لیے کرتا ہوں، اور جو سوال تم نے مجھ سے کیا ہے، یہ سوال میں نے ابو نعمان استاد سے کیا تھا کہ آپ نماز میں رفع الیدین کیوں کرتے ہیں،

فرماتے تھے، میں اپنے پاس سے نہیں کرتا، میں نے نماز پڑھی اپنے استاد حماد بن زید رحمہ اللہ کے پیچھے، وہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے، میں اس لیے کرتا ہوں، جو سوال تم نے مجھ سے کیا ہے، یہ سوال میں نے ایوب سختیانی رضی اللہ عنہ

سے کیا تھا کہ آپ نماز میں رفع الیدین کیوں کرتے ہو،

وہ فرمایا کرتے تھے، میں پاس سے تو نہیں کرتا، میں نے نماز پڑھی، اپنے استاد یوسف کیانی رحمہ اللہ کے پیچھے وہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے، میں اس لیے کرتا ہوں، جو سوال تم نے مجھ سے کیا ہے، یہ سوال میں نے یوسف کیانی رحمہ اللہ سے کیا تھا، کہ آپ کیوں رفع الیدین کرتے ہو،

وہ فرمایا کرتے تھے، میں اپنے پاس سے نہیں کرتا، یہ مسئلہ، یہ سنت میں نے پاس سے نہیں بنائی، یہ طریقہ رفع الیدین والا میں نے پاس سے نہیں بنایا، میں نے نماز پڑھی اپنے استاد عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے پیچھے، وہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے، میں اس لیے کرتا ہوں،

جو سوال تم نے مجھ سے کیا ہے، یہ سوال میں نے اپنے استاد سے کیا تھا، عطاء بن ابی رباح سے کہ آپ کیوں کرتے ہو، وہ فرمایا کرتے تھے، میں پاس سے تو نہیں کرتا، میں نے نماز پڑھی، سیّدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پیچھے، جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، وہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے، میں اس لیے کرتا ہوں،

جو سوال تم نے مجھ سے کیا ہے، یہ سوال میں نے سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کیا تھا، کہ آپ نماز میں رفع الیدین کیوں کرتے ہیں، وہ فرمایا کرتے تھے، کہ میں پاس سے نہیں کرتا، میں نے نماز پڑھی، اپنے نانا سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے، میں اس لیے کرتا ہوں،

جو سوال تم نے مجھ سے کیا ہے، یہ سوال میں نے اپنے نانا صدیق رضی اللہ عنہ سے کیا تھا، کہ آپ رضی اللہ عنہ نماز میں رفع الیدین کیوں کرتے ہیں، وہ فرمایا کرتے تھے، میں پاس سے تو نہیں کرتا، میں نے نماز پڑھی، اپنے

((صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم))

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے رکوع

جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے، میں اس لیے کرتا ہوں، امام بیہقی رحمہ اللہ کی اس حدیث کو بیان کر کے فرماتے ہیں، سارے راوی فقہاء نے راویوں کی فقہ بیان کرنے کے بعد امام بیہقی رحمہ اللہ تڑپ گئے، تڑپ جانے کے بعد فرماتے ہیں،

اے اہل کائنات! اے دنیا کے لوگو! اللہ کی زمین پر جو مخلوق رہتی ہے، فرمایا، جو اس حدیث کو سن لے، پھر رفع الیدین نہ کرے، وہ پیغمبر ﷺ کی حدیث کا انکاری ہے، اس کو حق نہیں ہے کہ وہ پیغمبر ﷺ کی حدیث کی مخالفت کرے،

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، مجھے تو اس طرح محسوس ہوتا ہے، کہ رفع الیدین والی نماز جو ہے، وہ امام محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ نے سیکھی ہے، ابونعمان محمد بن فضل رحمہ اللہ سے انہوں نے رفع الیدین والی نماز لی ہے، حماد بن زید رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رفع الیدین والی نماز لی ہے، ایوب سختیانی رحمہ اللہ سے، انہوں نے رفع الیدین والی نماز لی ہے، عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے، انہوں نے رفع الیدین والی نماز سیکھی ہے، سیّدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رفع الیدین والی نماز سیکھی ہے، سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رفع الیدین والی نماز سیکھی ہے، مصطفیٰ ﷺ سے، اور مصطفیٰ ﷺ نے رفع الیدین والی نماز لی ہے، جبرائیل علیہ السلام سے، اور جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے ہیں رب جلیل سے......

اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



طائفہ منصورہ کون؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا﴾

(آل عمران:۹۶، ۹۷)

ذی وقار علمائے کرام بزرگو اور دوستو!

حضرات گرامی رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے، جامع ترمذی میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں، کہ میری امت تہتر گروہوں میں تقسیم ہو جائے گی، آپ ﷺ کی خواہش تڑپ یہ تھی کہ امت فرقوں میں تقسیم نہ ہو، لیکن آپ ﷺ کو اللہ کی طرف سے خبر دی گئی، کہ ایسا ہو جائے گا، کہ آپ ﷺ کی امت فرقوں میں گروہوں میں تقسیم ہو جائے گی، پھر رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمائی،

بنی اسرائیل کے تہتر فرقے بنے تھے، ان میں سے اکثر جہنم میں گئے اور ان کا ایک گروہ کامیاب ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، بہتر گروہ جہنم میں جائیں گے،

((اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً))

مگر صرف ایک جماعت جنت میں جائے گی، جب رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان فرما دی، تو ایک مسئلہ اس حدیث میں واضح ہو رہا ہے جو لوگ یہ بات کہتے ہیں کہ سارے ٹھیک ہیں، ان کی بات درست نہیں،

جہاں کوئی لگا ہے، وہاں لگا رہنے دو، اور کسی کو کچھ نہ کہو، یا اس سے بھی بڑا سخت جملہ

معروف ہے کہ اپنے مسلک کو چھوڑو نہیں، اور دوسروں کو چھیڑو نہیں، یہ بات درست نہیں ہے، صحیح بات یہ ہے کہ حق کو چھوڑنا نہیں اور باطل کے رد کرنے کو چھوڑنا۔

نبی رحمت ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، بہتر جہنم میں جائیں گے، جو لوگ کہتے ہیں کہ سارے ٹھیک ہیں، یہ بات ان کی درست ہیں، یا اس طرح سمجھیئے،

دو ٹھیک نہیں ہو سکتے، مثلاً اس وقت رات کے قریباً نو بج چکے ہیں، آپ میں سے کوئی شخص کھڑا ہو اور کہے کہ نہیں آپ کو غلطی لگی ہے، اس وقت صبح کے نو بجے ہیں، میں رات کے نو کہوں، آپ میں سے کوئی شخص صبح کے نو بجے کہے دونوں کا اختلاف ہوا، نا،

اب ہم فیصلہ کروائیں تیسرے آدمی سے کہ ہم دونوں میں سے ٹھیک کون ہے، کسی کو بھی ثالث بنالیں، میں ٹھیک ہوں یا دوسرا اس وقت رات کے نو بجے ٹھیک ہے، یا ان کے نو؟ تو ثالث منصف جو ہے، وہ کھڑا ہو، میری طرف بھی دیکھے اور اس کی طرف بھی دیکھے، پھر فیصلہ کرے، تم دونوں بزرگ محسوس ہوتے ہو، لہذا دونوں ہی ٹھیک ہو، رات کے نو بھی ٹھیک ہیں، دن کے نو بھی ٹھیک ہیں،

کیا ایسے ہو سکتا ہے؟ نہیں ہو سکتا، دو متضاد دعوے کیسے ٹھیک ہو سکتے ہیں؟

اگر دو دعوے ہوں اور دونوں ہی متضاد ہوں تو دونوں ٹھیک ہوں، یہ نہیں ہو سکتا، ٹھیک ہے، حق ہمیشہ ایک ہوتا ہے، دو نہیں ہو سکتے، ایک ہمارے ماحول میں یہ بات حق تک پہنچنے میں انتہائی مشکل بنادی ہے، کہتے ہیں، جب تک پچاس علوم پر دسترس نہ ہو، آدمی قرآن وسنت کو نہیں سمجھ سکتا، ہم لوگ پڑھ لیں گے، تمہیں سمجھ نہیں،

جس ماحول میں سرور کائنات محمدؐ رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے تھے، اس شہر میں، جس شہر میں آپ اور میں اس وقت بیٹھے ہیں، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن بھی ہمیں اس طرح اکٹھا فرمادے، اس شہر میں اکٹھے ہونا میرے اور آپ کے لیے باعث عظمت باعث فضیلت ہے، تو جس شہر میں آپ اس وقت تشریف فرما ہیں،

جب رسول اللہ ﷺ نے اس شہر میں اپنے دین کو شریعت کو حق کو پیش کیا، پورے عرب کے ماحول میں ایک عرب کے شخص کا نام پیش کریں، جس کو آپ تعلیم یافتہ کہہ سکیں، کوئی میٹرک، کوئی ایف اے، کوئی بی اے، کوئی ایم اے، کوئی ڈگری کسی کے پاس ثابت کر دو، نہیں ہے،

﴿بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ﴾ (الجمعه:۲)

جن کی طرف پیغمبر ﷺ کو بھیجا گیا، وہ ساری قوم ہی ان پڑھ تھی، جب وہ ان پڑھ ہو گی، لوگ بکریاں اور اونٹ چرانے والے لوگ دین سمجھ گئے اور ساری دنیا کو سمجھا بھی گئے ہیں، سمجھ کیوں نہیں آ سکتی، کہتے ہیں، کہ نہیں، قرآن وحدیث انتہائی مشکل ہے، پر پتہ ہی نہیں چلتا کہ قرآن وحدیث میں کیا ہے،

یاد رکھیئے!

قرآن پاک میں ارشاد ہے،

﴿وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍo﴾ (القمر:۴۰)

ہم نے اس قرآن کو انتہائی آسان نازل کیا ہے کوئی سمجھنے والا صحیح البخاری میں حدیث ہے،

((اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ))

دین اسلام انتہائی آسان ہے،

اور آپ اندازہ کریں، قرآن پڑھنا شروع کر دیں، ابھی آپ تہیہ کر لیں، کہ قرآن پاک کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا ہے، یہ ارادہ لے کر قرآن کی تعلیم کو شروع کریں، یاد رکھیں! میں مانتا ہوں، قرآن پاک میں کچھ مسائل ایسے ہوں گے، جو آپ کی سمجھ، سوچ اور علم سے بالا ہوں گے، وراثت کے معاملات، نکاح وطلاق اور دیگر معاملات، بہت سارے ایسے ہیں، جو آپ کی سمجھ سے بالا ہوں، سمجھ میں نہیں آئے،

لیکن قرآن پاک میں وہ عقیدہ ہے، جس کی بنیاد پر قیامت والے دن نجات ہونی ہے،

اللہ تعالیٰ نے انتہائی آسان الفاظ میں قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے، ٹھیک ہے، کچھ مسائل آپ کی سمجھ میں نہیں آئے لیکن وہ مسائل وہ عقائد وہ نظریات جو آپ کی اخروی کامیابی کے لیے ضروری ہے، قرآن پاک نے انتہائی آسان الفاظ میں ان کو بیان فرمایا ہے، تاکہ کل قیامت والے دن کوئی ان پڑھ شخص بھی نہ کہہ سکے،

یا اللہ! مجھے قرآن سمجھ میں نہیں آیا، مجھے تو پیغمبر ﷺ کی حدیث سمجھ میں نہیں آئی،

کہتے ہیں، قیامت والے دن پتہ چلے گا، حق پر کون ہے، اور باطل پر کون ہے، اللہ کے بندو، دنیا میں قرآن خي وَں نازل کیا، تاکہ پتہ چلے، حق کیا ہے، اور باطل کیا ہے،

محدثین کرام نے لمبے لمبے سفر کر کے ایک ایک حدیث کو جمع کیا کہ امت کو پتہ چلے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے، لیکن قربان جائیں، امت پر، امام بخاری رحمہ اللہ، صحیح البخاری لکھی، کہ امت کو پتہ چلے، کہ حق اور باطل کیا ہے، امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم لکھی، امام ابوداود رحمہ اللہ نے امام نسائی، امام ابن ماجہ رحمہ اللہ اپنی اپنی احادیث کی کتب لکھیں، تاکہ امت کو پتہ چلے، حق کیا ہے اور باطل کیا ہے،

ایک ایک حدیث کو جمع کیا، ایک ایک حدیث کو لینے کے لیے لمبے لمبے سفر کیے، قربان جائیں، اس امت پر جو چودہ سو سال بعد کہنے لگی ہے، کہ ہمارے گھر میں قرآن بھی موجود ہے، حدیث بھی موجود ہے، بخاری موجود ہے، مسلم، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ موجود ہیں، لیکن قیامت والے پتہ چلے گا، حق کیا ہے، اور باطل کیا ہے،

میں پوچھتا ہوں، اگر قرآن پاک تمہارے گھر میں موجود ہے، تمہارے دفتر میں موجود ہے، اور قرآن پاک یہ نہیں بتلا سکا، حق کیا ہے، اور باطل کیا ہے، پھر بتلایئے، کہ قرآن پاک کے نزول کا کیسے پتہ ہوگا، کیا قرآن پاک صرف برکت کے لیے نازل ہوا ہے، کیا قرآن پاک صرف مردہ کو بخشوانے کے لیے یا جناب برکت کے لیے نازل ہوا ہے، قرآن پاک کا اصل مقصد کیا ہے،

یاد رکھیئے!

یہ قرآن پاک کے اضافی فوائد ہیں، کہ قرآن پاک کو پڑھا جائے، اس کے ایک ایک حرف کے بدلے میں دس دس نیکیاں ملتی ہیں، یہ اضافی فوائد ہیں، قرآن کے نزول کا اصل مقصد کیا ہے کہ تمہیں دین حق سمجھائے، شریعت سمجھائے، دین سمجھائے،

﴿تَبَارَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ﴾ (الفرقان:۱)

ہم نے قرآن کو نازل ہی اس لیے کیا ہے، کہ قرآن بتلائے کہ حق کیا ہے، اور باطل کیا ہے، قرآن تو نازل ہی اس لیے ہوا ہے،

لہٰذا آیئے غور کیجیے!

میں نے ایک حدیث پڑھی، اس حدیث کی روشنی میں جو موضوع مجھے گفتگو کے لیے دیا گیا ہے، اس کے حوالے سے چند گزارشات آپ کے سامنے رکھتا ہوں، اور انتہائی پاکیزہ ماحول ہے، اگر آپ توجہ کے ساتھ میری گزارشات کو سنیں گے، تو میں کوشش کروں گا، کہ تھوڑے سے وقت میں ایک لائن ایک راستہ آپ کے سامنے پیش کر دوں گا، تاکہ حق تک پہنچنا آپ کے لیے انتہائی آسان ہو جائے،

نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، ان تہتر فرقوں میں سے بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے، ایک جماعت جنت میں جائے گی،

اب بتلائیں مجھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے تہتر فرقوں میں سے بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے، ایک جماعت جنت میں جائے گی، اب بتلائیں، مجھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ میری امت میں سے تہتر فرقوں میں سے بہتر جائیں گے جہنم میں، ایک جماعت جنت میں جائے گی،

تو وہ جماعت جس نے جنت میں جانا ہے، وہ جماعت کہ جس کو حق والا گروہ کہا ہے، وہ جماعت کہ جس کو شریعت کی اصطلاح میں الطائفہ المنصورہ کہا جاتا ہے، صحیح البخاری کی حدیث ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛

((لا تزال الطائفة من امتى من سورة الحق))

''میری امت میں سے ایک جماعت قیامت تک حق پر رہے گی۔''

اس کو نقصان دینے والا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، وہ غالب رہے گی، اس کو اللہ دلائل کا غلبہ نصیب کرے گا، وہ جماعت جو تہتر گروہوں میں سے حق والا گروہ ہے، وہ الطائفہ المنصورہ، وہ جماعت منصورہ، وہ حق والے گروہ کیا اس کی تلاش میری اور آپ کی ذمہ داری نہیں؟

جب قرآن وحدیث نے یہ وضاحت کر دی، کہ اس امت میں فرقے بن جائیں گے، اس میں سے بہتر جہنم میں جائیں گے، وہ جماعت جو حق والی ہے، اس کی تلاش کرنا میری اور تمہاری ذمہ داری ہے، اور جو آیت مبارکہ میں نے اس وقت خطبہ مسنونہ میں پڑھی ہے، اگر آپ صرف دلائل ہی سے میں صرف چند شواہد پر ہی غور کریں،

تو میں سمجھتا ہوں، جس شہر میں آپ مکہ مکرمہ میں موجود ہیں، اس شہر کے بارے میں قرآن پاک نے کیا ارشاد فرمایا ہے،

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ﴾

(آل عمران:۹٦)

کہ ہم نے اس شہر میں دو چیزیں رکھی ہیں، ساری کائنات کے لوگوں کے لیے اس شہر میں دو چیزیں:

﴿مُبَارَكًا وَهُدًى﴾

ایک برکت ہے، اور دوسری ہدایت، اب غور کریں، برکت ہے، اس شہر میں یا نہیں، اگر برکت نہ ہوتی تو آپ بیت اللہ میں جائیں، کوئی اپنا کپڑا بیت اللہ کے غلاف سے لگا رہا ہے، کوئی جناب بچہ کو اس کے ساتھ مس کر رہا ہے، کوئی اپنے کو مس کر رہا ہے، کوئی مستقل چمٹا ہوا ہے، کوئی بیت اللہ کی دیواروں کے ساتھ چمٹا ہوا ہے،

اس کا کیا معنی ہے کہ برکت کا حصول چاہتا ہے، کہ مجھے یہاں سے برکت مل جائے،

اب میں پوچھتا ہوں، اس پر تو امت کا اتفاق واجماع ہے، میں اور آپ سب جانتے

ہیں، اتفاق ہے، جس جس مسلک منہج سے ہمارا تعلق ہے، سب کا یہ نظریہ ہے، اس پر ہم متفق ہیں کہ بیت اللہ میں برکت موجود؟ برکت ہے، تو میں پوچھتا ہوں، برکت رہ گئی ہے، ہدایت اٹھ گئی ہے، برکت تو ہے، مانتے ہیں، ہدایت کہاں گئی؟

کیا یہاں ہدایت موجود ہے، یا نہیں؟ اگر برکت ہے، تو ہدایت بھی موجود ہے، برکت تلاش کرتے ہو، ہدایت کیوں نہیں تلاش کرتے؟ صرف برکت لیتے ہو، ہدیت تلاش کیوں نہیں کرتے، قرآن سے برکت لیتے ہو، ہدایت تلاش کیوں نہیں کرتے؟

بیت اللہ میں برکت حاصل کرتے ہو، تو ہدایت کیوں نہیں تلاش کرتے، اس شہر میں برکت بھی موجود ہے، اور ہدایت بھی موجود ہے،

یا اللہ! ہدایت کیسے ملے گی؟ فرمایا،

﴿فِيهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ﴾ (آل عمران:۹۷)

ہم نے ایسی نشانیاں یہاں رکھی ہیں، جس پر کوئی غور کرنا چاہے، ان نشانیوں پر غور کرے گا، جہاں اس کو برکت ملے گی، ساتھ ساتھ اسے ہدایت بھی ملے گی، تو آؤ بیت اللہ میں، اس شہر میں، بہت سی ایسی نشانیاں موجود ہیں، جن پر میں اور آپ غور کریں، تو حق والے گروہ میں اگر وہ نشانیاں، وہ آیات، جو اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ میں بیان فرمائی ہیں، اس آیت مبارکہ میں جو اس شہر کے حوالے سے بیان کی گئی ہیں، جو آیات اور نشانیاں، جس گروہ میں پائی جائیں، وہ ہی گروہ حق پر ہوگا،

﴿فِيهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ﴾ (آل عمران:۹۷)

اس شہر میں واضح نشانیاں ہیں، تو اس شہر میں کون سی نشانیاں ہیں،

آیئے دیکھیے!

﴿فِيهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ﴾ (آل عمران:۹۷)

ایک نشانی کیا ہے، فرمایا،

﴿مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ﴾

اس شہر میں ایک نشانی مقام ابراہیم ہے، مقام ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، کہ مقام ابراہیم علیہ السلام وہ جگہ ہے، جہاں پر بیت اللہ کا طواف مکمل کر لینے کے بعد ہم دو رکعت نماز نفل پڑھتے ہیں، اور پہلی رکعت میں سورۃ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ ۝﴾، دوسری رکعت میں ہم سورہ اخلاص کی تلاوت کرتے ہیں، ہر طواف کے بعد یہ دو رکعت طواف کا حصہ ہے، جز ہے، تب ہمارا طواف مکمل ہوتا ہے،

اب میں پوچھتا ہوں، کیا اس میں آیت نشانیاں موجود ہیں یا نہیں؟ یہ مقام ابراہیم علیہ السلام اللہ کی نشانی ہے، اس نشانی پر غور کریں، اس کے اندر ایک پتھر ہے، اس پتھر پر جناب ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں مبارک کے نشان لگے ہوئے ہیں، اس پتھر کی حیثیت کیا ہے، اس کی خوبی اور مقام کیا ہے،

کہ اس پر کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام، بیت اللہ کی دیواروں کو بلند کرتے تھے، یہ پتھر خود بخود اوپر کو اٹھتا تھا، اور چاروں طرف بیت اللہ کے اس طرح گھومتا تھا، جناب ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر کے پتھر لگاتے گئے، اور پھر یہاں اس پتھر کو رکھ دیا گیا،

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا دل، میری چاہت، میری تمنا، یہ ہے، کہ یہاں پر ہمارے لیے نماز مقرر کریں، مقام ابراہیم علیہ السلام پر ہم نماز پڑھا کریں، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بولے، آسمان سے وحی مبارک آ گئی، فرمایا،

﴿وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾ (البقرہ:۱۲۵)

آج کے بعد مقام ابراہیم علیہ السلام کو نماز کی جگہ بنالو یہاں دو نفل پڑھا کرو، یہاں نماز پڑھا کرو،

میں پوچھتا ہوں، اس میں آیت کیا ہے؟ اس میں نشانی کیا ہے؟ کیا اللہ کے بندو، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے یہاں نماز کیوں نہیں پڑھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیوں آئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں عرض کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کیوں کی؟

پھر جناب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش کیوں ہوگئے، جب تک آسمان سے وحی نہیں آئی،

پیغمبر ﷺ نہیں بولے، جب تک آسمان سے وحی نہیں آئی، رسول اللہ ﷺ نے حکم نہیں دیا، جب تک رسول اللہ ﷺ نے حکم نہیں دیا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی مرضی سے اپنی رائے سے یہاں دو نفل کیوں نہیں پڑھے؟

یہی دنیا کو سمجھانا چاہتے ہیں، مقام ابراہیم علیہ السلام کہ مقام ابراہیم علیہ السلام جناب تمہارا ملک تو دور کی بات ہے، تمہارا ماحول تو دور کی بات ہے، مقام ابراہیم علیہ السلام پر بھی نماز نہیں پڑھی جا سکتی، جب تک محمد رسول اللہ ﷺ کی مہر نہ لگے،

تم اپنی مرضی کرتے ہو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی مرضی سے دو نفل نہیں پڑھے، تم صلاۃ غوثیہ پڑھتے ہو، اپنی مرضی سے، جنازہ کی دعائیں پڑھتے ہو، اپنی مرضی سے اور اذان سے پہلے ہمارے ملک میں مروجہ صلوٰۃ پڑھی جاتی ہے، اپنی مرضی سے قبر پر اذان کہتے ہو، اپنی مرضی سے کل ساتواں اور چالیسواں کرتے ہو، اپنی مرضی سے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مقام ابراہیم پر بھی دو نفل نہیں پڑھے، جب تک آسمان سے وحی نہیں آئی، اس کا مطلب ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا، کہ عبادت وہی ہے، جس کو اللہ بیان کرے، اور محمد ﷺ طریقہ بیان فرما دے، اپنی مرضی سے کوئی عمل نہیں ہو سکتا، اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی مرضی سے دو نفل نہیں پڑھ سکتے، تو آپ سب کچھ کر سکتے ہیں؟

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پتہ ہے، مقام عظمت کیا ہے،

((لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ ﷺ))

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا، تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوتے،

فرماتے ہیں میرے عمر رضی اللہ عنہ میری امت میں اگر کوئی الہامی شخص ہے تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، جن کے دل پر اللہ تعالیٰ نے حق کو جاری کیا، جس کی زبان پر اللہ تعالیٰ نے حق کو جاری کیا، جس گلی سے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ گزرتے، اس گلی کو شیطان چھوڑ دیتا، اس گلی سے اس راستے سے شیطان نہ گزرتا، اتنے مقام وعظمت والا عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنی مرضی سے دو رکعت نفل نہیں پڑھ سکتے، اس لیے

﴿فِيهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ﴾ (آل عمران:۹۷)

یہاں دو نفل پڑھنے والو، نفل پڑھنے سے پہلے سوچو، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دو نفل اپنی مرضی سے نہیں پڑھ سکتے، تو میں اپنی مرضی کرنے والا کون ہوں، تم کوئی مرتا ہے تو اپنی مرضی کرتے ہو، نماز سے پہلے اپنی مرضی کرتے ہو، روزہ سے پہلے، بعد میں اپنی مرضی کرتے ہو، روزہ کے بعد اپنی مرضی کرتے ہو، دعائیں اپنی مرضی کی، ورد اپنی مرضی کے،

حتی کہ ہمارے ملک پاکستان میں تو اس حوالے سے آپ دیکھیں، بدعات ہی بدعات آپ کو نظر آئیں گیں، جناب درود پاک کی بات لے لیں، درود ابراہیمی، نماز میں موجود ہے، شریعت میں موجود ہے، مسلم میں موجود ہے، صحیح البخاری میں موجود ہے، لیکن ہمارے ملک میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب بتلائے ہوئے الفاظ پر صبر گزارہ نہیں ہے، نا، درود تنجینا، درود لکھی، درود کروڑی، درود ماہی، یہ سارے درود جو ہمارے ملک میں بنائے گئے،

اللہ کے بندو، اگر بنانے کی اجازت ہوتی، تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی مرضی سے دو رکعت نفل پڑھ لیتے، نہیں پڑھتے، جب تک آسمان سے وحی نہیں آئی، اس کا مطلب ہے کہ دین میں اپنی مرضی نہیں ہوسکتی،

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ : ۳)

آیئے مقام ابراہیم سے آگے بڑھیے!

جب بیت اللہ کا طواف ہوتا ہے، کیا ہمارے ملک میں اس ماحول میں آپ جس ماحول کو چھوڑ کر یہاں آئے، قبروں کا طواف ہوتا ہے یا نہیں ہوتا، ہمارے ملک میں قبروں کا طواف ہوتا ہے، دیکھئے، ایک ہی شہر ہے، ایک ہی جگہ ہے، گھر ہے، بیت اللہ جس کا طواف مشروع ہے، اپنی مرضی سے کسی جگہ کا طواف نہیں ہوسکتا، یہ اعزاز حاصل ہے تو بیت اللہ کو حاصل ہے، یہ مقام حاصل ہے، تو بیت اللہ کو،

کبھی آپ نے سوچا، مکہ میں رہتے ہوئے، اللہ کے بندے، اس سے بڑی آپ کے

لیے خوش قسمتی کیا ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے رزق کو بھی مکہ میں لکھ دیا ہے، اگر یہاں مزدوری کرتے ہیں، محنت کرتے ہیں، مشقت کرتے ہیں، پیسہ کماتے ہیں، ساتھ ساتھ جناب ہدایت تلاش کیجیے، برکات اور ہدایت بھی تلاش کیجیے،

میں پوچھتا ہوں، کہ آپ کے اس ملک میں ایک شہر دوسرا ہے، مدینہ منورہ، مدینہ منورہ بھی موجود ہے، آپ سب نے قریباً دیکھا ہوگا، بیت اللہ بھی موجود ہے، کبھی آپ نے سوچا، کہ بیت اللہ کے غلاف کے لیے، یہاں حکومت سعود پر اللہ اس کی حفاظت فرمائے، اللہ تعالیٰ ان کو مزید نیکی کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اسپیشل وہ جگہ بنائی ہوئی،

جہاں پر جناب بیت اللہ کے غلاف کو بنایا جاتا ہے، پھر جناب جب حجاج کرام جب عرفات میں پہنچتے ہیں، بیت اللہ کے غلاف کو جناب عرق سے غسل دیا جاتا ہے، پھر بیت اللہ کو جناب غلاف چڑھایا جاتا ہے،

میں پوچھتا ہوں، کیا روضۂ رسول ﷺ یہاں موجود نہیں ہے، مدینہ منورہ موجود ہے، روضۂ رسول ﷺ موجود ہے، کیا یہاں دوسری پریس نہیں بن سکتی، کیا یہاں دوسرا غلاف نہیں بنایا جا سکتا، کیا اس کے لیے حکومت کے پاس پیسہ نہیں ہے، کیا ہمارے اس ملک کے پاس لیبر نہیں ہے، وہاں غلاف کیوں نہیں چڑھتا، یہاں غلاف کیوں چڑھتا ہے، یہ ہے،

﴿فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ﴾ (آل عمران:۹۷)

اللہ کے بندو، وعدہ نشانیاں دیکھو، محمد رسول اللہ ﷺ کی جناب، قبر پر چڑھاوا نہیں ہے، جناب غلاف نہیں ہے، کون ہے، پاکستان میں یا ہندوستان میں یا بنگلہ دیش میں، ساری دنیا کی قبر میں محمد ﷺ کی قبر کی مٹی پر قربان کی جا سکتی ہے، اگر یہاں غلاف نہیں ہے، تو اور کون سی قبر ہے، جس پر غلاف چڑھایا جائے، یہ حق بیت اللہ کا ہے،

﴿فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ﴾ (آل عمران:۹۷)

یہ حق بیت اللہ کا ہے، اس پر غلاف چڑھایا جائے، اس پر غلاف دیا جاتا ہے، اور کوئی جگہ ایسی نہیں ہے، اگر قبر مصطفیٰ ﷺ بھی نہیں ہے، حتی کہ آپ حیران ہوں گے، اسی ملک کے

سب بادشاہ جناب شاہ فیصل مرحوم جب پاکستان کے دورے پر تشریف لے گئے، کراچی اترے، ذوالفقار علی بھٹو کا دور حکومت تھا، جب کراچی میں اترے، تو آپ کو سیدھا، آپ کو پتہ ہے، اگر کوئی لاہور اترے، تو اسے کہاں لے جاتے ہیں؟

علی ہجویری کے دربار اور اگر کراچی اترے تو سیدھا محمد علی جناح رحمہ اللہ کے دربار پر، بانی پاکستان محمد علی جناح کے دربار پر، سیدھا لے گئے، کیا پتہ تھا، حضرت شاہ فیصل مرحوم کو کہ یہ کدھر لے کر جا رہے ہیں، چلتے گئے، جب محمد علی جناح رحمہ اللہ کے دربار کے سامنے آ گئے، فوجی جناب کھڑے ہوئے، استقبال کے لیے پھولوں کی چادر لے کر کھڑے ہوئے کہ یہ چادر ہم پیش کریں گے، اور یہ محمد علی جناح رحمہ اللہ کی قبر پر چڑھائیں گے، جب شاہ فیصل مرحوم قبر کے قریب گئے، فرمانے لگے، یہ کیا ہے،

کہنے لگے، بانی پاکستان محمد علی جناح رحمہ اللہ کی قبر ہے، فرمایا، پھر مجھے ادھر کیوں لے کر آئے ہو، کہنے لگے، ادھر ہمارا رواج ہے، رسم ہے، ادھر پھولوں کی چادر چڑھانی ہے، پھر آگے دورہ شروع ہوگا، تو شاہ فیصل مرحوم کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے، فرمانے لگے، جس ملک سے میں آیا ہوں، وہاں کس کی قبر ہے؟ محمد رسول اللہ ﷺ کی، میں نے ان کی قبر پر کبھی پھول نہیں چڑھائے، ان کی قبر پر کبھی چادر نہیں چڑھائی، اگر چادر چڑھانی ہوتی، تو میں محمد رسول اللہ ﷺ کی قبر پر چڑھاتا،

لہٰذا میں نہیں چڑھاؤں گا، مواحد ہو تو ایسا ہو حکمران ہو تو ایسا ہو، فوری واپس پلٹے، فرمایا، میں یہ گناہ نہیں کر سکتا نہ میرا دین اجازت دیتا ہے، نہ میرا عقیدہ اجازت دیتا ہے، میں اس قدم کو آگے بڑھانے کے لیے تیار نہیں ہوں،

﴿فِيهِ ءَايَٰتٌۢ بَيِّنَٰتٌ﴾ (آل عمران:۹۷)

اللہ کے بندو، یہی تو یہاں یہ نشانیاں موجود ہیں، تم ہر چیز کے دلائل تلاش کرتے ہو، یہاں آ کر بھی اپنے ملک کے حالات و معاملات پیش کرتے ہو، اپنے مولوی اور مقتدیوں کو پیش کرتے ہو،

﴿فِيهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ﴾ (آل عمران:۹۷)

اگر حق دیکھنا ہے، تو بیت اللہ میں آ کر دیکھو، یہاں برکت بھی ہے، اور ہدایت بھی موجود ہے، برکت تلاش کرتے ہو، تو ہدایت بھی تلاش کرو،

آیئے آگے بڑھیئے!

مقام ابراہیم علیہ السلام سے آگے حجر اسود ہے، لیکن جناب یہاں پر حیرانگی کی بات ہے کہ مدینہ اور مکہ پاک کی مٹی کو لوگ اٹھا کر لے جاتے ہیں، گھاس کو لوگ اٹھا کر لے جاتے ہیں، اور وہ جو مٹی اٹھاتے ہیں، گھاس اٹھاتے ہیں، مکہ پاک کا، مدینہ پاک کا، جب ان کے قریب ہوں، تو یہاں کے آئمہ کرام کو گالیاں دے رہے ہوں گے، یعنی ائمہ کی توہین کریں گے،

رات کو ہی بات ہو رہی تھی، اور آپ کی غالباً کمیٹی کا ہی آدمی تھا اور نضافہ میں غالباً اس کی ڈیوٹی ہے، وہاں بیٹھے بیٹھے اس سے بات ہو گئی، اس نے کہا، اللہ کی رحمت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے سلیکٹ کر لیا ہے، اور مجھے بلاوا کمپنی میں یہاں ملازمت مل گئی ہے، کیونکہ ہم نے سنا ہے کہ جتنے مدینہ پاک، بیت اللہ میں صفائی کرنے والے لوگ ہیں، ان کی سلیکشن رسول اللہ ﷺ کرتے ہیں،

سنا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری سلیکشن کر دی ہے، پہلے تو اس سے تو خیر ویسے بات چل رہی تھی، میں نے کہا، اب اس کو جواب نہ دوں، بات نہ کروں، تو آپ کو جناب اس سے زیادہ بیشی کیا ہو گی، میں نے کہا، بھئی میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں، بلاوا کمپنی میں صفائی کے لیے مسجد نبوی ﷺ، مسجد حرام کی صفائی کے لیے کون سلیکٹ کرتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ!

میں نے کہا، امام کعبہ کو کون سلیکٹ کرتا ہے، کہنے لگا، پھر وہ تو اللہ ہی کرتا ہوگا، امام کو اللہ سلیکٹ کرتا ہے، صفائی کے لیے رسول اللہ ﷺ سلیکٹ کرتے ہیں، صفائی والوں کو، یہ تو وہی ہے، جس طرح ہمارے ملک میں رواج ہے،

کسی سے پوچھ لو، سنا ہے کہ اللہ کی رحمت ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا دیا ہے، جی

سرکار کا کرم ہے، بزرگوں کا کرم ہے، سنا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو گاڑی دے دی ہے، بزرگوں کا کرم ہے، سنا ہے اللہ تعالیٰ نے رحمت فرمائی ہے، دوکان تمہاری کاروبار چل پڑا ہے، جی بزرگوں کا کرم ہے، سنا ہے، تمہارے ابا جی، ایکسیڈینٹ ہوا اور ایک ٹانگ ٹوٹ گئی ہے، جی اللہ کی مرضی ہے،

جب ٹانگ ٹوٹی ہے تو اللہ کی مرضی، باقی سب کچھ بزرگوں نے دیا ہے، یہی یہاں انداز، میں نے کہا، اللہ تعالیٰ کے بندے بلاوا کمپنی میں آ کر بیت اللہ کی صفائی سنبھال کر یہاں اگر تم صرف بیت اللہ کو صاف نہیں کرنا، اپنے اندر کو بھی صاف کر لیجیے، اپنے عقیدہ اور معاملات کو صاف کیجیے،

دیکھئے! میں نے کہا، بیت اللہ کا امام سلیکٹ کون کرتا ہے، وہ تو اللہ کرتا ہے، کہنے لگا، میں نے کہا، اللہ کے بندے، امام تو بلند درجے والا ہے، اس کو تو پھر رسول اللہ ﷺ ہی سلیکٹ کرتے ہوں گے، کہنے لگا، ہاں ہوسکتا ہے، رسول اللہ ﷺ کرتے ہوں،

میں نے کہا، کیا، مسئلہ ہے کہ جب بھی سلیکٹ کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ، امام وہابی سلیکٹ کرتے ہیں، بات کریں، نا، آپ کی تو یہ سنتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ صفائی کے لیے ہمیں بلاتے ہیں، اور اماموں کے لیے ان کو بلاتے ہو، آخر کیا وجہ ہے، اللہ کے بندو،

﴿فِيۡهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ﴾ (آل عمران:۹۷)

آگے بڑھیئے!

بیت اللہ کے طواف کو شروع کرنا ہے، تو حجر اسود سے سروع کرتے ہو، حجر اسود ایک پتھر ہے، کہاں سے آیا ہے، جنت سے آیا ہے، سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب یہ پتھر جنت سے آیا تھا، تو اس طرح سفید تھا، جس طرح دودھ سفید ہوتا ہے، آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا،

دنیا گناہ کرتی ہے اور یہ پتھر کالا ہوتا جا رہا ہے، بالکل سیاہ ہوتا جا رہا ہے، جوں جوں دنیا گناہ کرتی ہے، ہمارے گناہوں کی وجہ سے، یہ پتھر سیاہ ہو چکا ہے، جب ہم گناہ کریں تو پتھر

سیاہ ہو جاتا ہے، جو خود گناہ کرتا ہے، اس کا اندر کتنا سیاہ ہو گا، خود اس کا دل کتنا سیاہ ہو چکا ہو گا، تو حجر اسود پر آئیے، چھلے پہننے والو، فیروزے پہننے والو، اور انگوٹھی میں فیروزے نگینے ڈال کر پہننے والو، کہ ہمیں برکت نصیب ہو گی،

یاد رکھیئے!

یہی حجر اسود ہے، میں کہا کرتا ہوں، اللہ کی قسم، بیت اللہ کی عظمت کے حوالے سے قرآن مجید کی کتنی آیات ہیں اور مدینہ پاک کے بارے میں جتنی عظمت والی احادیث ہیں، ان پر غور کر لیں، تو اللہ کی قسم یہی بیٹھے بیٹھے اللہ آپ کو ہدایت کا راستہ عطا فرما دے گا،

حجر اسود کیا ہے؟

ایک پتھر ہے نا، جنت سے آیا ہوا، تو روایت کہاں ہے، صحیح البخاری میں، پھر وہی پیغام کیا فرمایا ہے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سامنے کھڑے ہیں، فرماتے ہیں، اے حجر اسود، ایک حدیث میں تو یہ ہے، یہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حدیث ہے، روایت ہے اور صحیح البخاری میں، زیادہ مشہور یہ اسی وجہ سے ہوئی ہے، کہ یہ روایت جو ہے، بخاری میں آ گئی ہے، وگرنہ یہ کسی حوالے سے مسنون روایت بھی ہے، جو امام البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ حدیث ضعیفہ میں روایت فرمائی ہے، وہ معروف حدیث کیا ہے، اور یہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حجر اسود کے سامنے کھڑے ہیں، فرماتے ہیں،

اے حجر اسود، میں جانتا ہوں، تو ایک پتھر ہے، عقیدہ ہو تو ایسا ہو، ایمان ہو تو ایسا ہو، فرمایا، میں جانتا ہوں، تو ایک پتھر ہے، تو نفع کا مالک بھی نہیں، نقصان کا مالک بھی نہیں، یہ میرا عقیدہ ہے، یہ میرا ایمان ہے، یہ میرا منہج و مسلک ہے، کہ تو پتھر ہے، تو نفع و نقصان کا مالک نہیں ہے، لیکن میری عقیدت محبت کیا ہے، میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا، اگر میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بوسہ نہ دیا ہوتا، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا،

کیوں دینا ہے؟

کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے، یہ تو تھا، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول، امام البانی رحمہ اللہ نے ایک اور حدیث مرفوع لائے ہیں، اس کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر، اے حجر اسود تو ایک پتھر ہے، تو نفع کا مالک نہیں ہے، تو نقصان کا مالک نہیں ہے، میں تجھے بوسہ نہ دیتا، اگر مجھے اللہ بوسہ دینے کا حکم نہ دیتا، میں بوسہ تب دیتا ہوں کہ مجھے اللہ نے حکم دیا،

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں بوسہ کیوں دیتا ہوں، کہ محمد ﷺ نے، میں نے ان کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا ہے، لہٰذا میں نے بوسہ دینا ہے، میں پوچھتا ہوں، پتھر کو بھی بوسہ دینا جائز نہیں ہے، جب تک رسول اللہ ﷺ نہ فرمائیں، حجر اسود کو بوسہ دینا جائز نہیں،

پیچھے دیکھ لیں، رکن یمانی پر لوگ چمٹے ہوئے ہیں، کوئی جناب ہاتھ لگا کر چوم رہا ہے، کوئی بوسہ دے رہا ہے، اب شریعت کیا ہے، دین کیا ہے، اس کو صرف ہاتھ لگائیے، حجر اسود کو جا کر بوسہ دیجئے، چومنا نہیں ہے، کہتے ہیں، کہ یہ ہمیں چومنے کیوں نہیں دیتے، بھئی ہم کون ہیں، روکنے والے، اگر روکتے ہوتے، اہل حدیث یا اہل سنت روکنے والے ہوتے، حجر اسود سے روک دیتے،

کیوں نہیں روکتے؟ ہم نے نہیں روکا، وہاں محمد رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی ہے، یہاں رسول اللہ ﷺ نے اجازت نہیں دی، ہم غلام ہیں، ہم کوئی آوارہ ہیں کہ اپنی مرضی کریں، ہم غلام ہیں اور غلام جو ہوتا ہے، وہ اپنی مرضی نہیں کرتا، آپ غلام ہیں، نوکر ہیں، یا ملازم ہیں، آپ روزانہ سوئے رہیں، ڈیوٹی پر نہ جائیں، اپنی مرضی کریں، اور مہینے بعد کہیں کہ آپ کو تنخواہ مل جائے، ایسا نہیں ہوسکتا،

ساری دنیا غلام ہے، اور ساری دنیا کے آقا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، ہم اپنی مرضی نہیں کر سکتے، ہم اپنی مرضی کریں گے، تو جنت نہیں ملے گی، اپنی مرضی کریں گے، تو نجات نہیں ملے گی، اپنی مرضی کریں گے تو کامیابی و کامرانی نصیب نہیں ہوگی، تو دیکھئے،

﴿فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ﴾ (آل عمران:۹۷)

بیت اللہ میں اللہ تعالیٰ نے مکہ شہر میں تمہارے لیے واضح واضح نشانیاں رکھی ہیں،
آیئے آگے بڑھیئے!

زم زم ہے، پیتے ہو؟ زم زم کا پانی پیتے ہو، کیا ہے، زم زم؟

ماں سے محبت کرنے والو! ایک ماں کی زبان سے بے تابی سے نکلی ہوئی دعا ہی کا ثمر ہے نا، زم زم کیا ہے کہ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا بے تابی میں صفا پر چڑھی، پھر مروہ پہ گئی، اس طرح چکر کاٹے، حتیٰ کہ جبرائیل علیہ السلام نے آ کر پر مارے، اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کے پاس سے یہ چشمہ جاری ہوا، سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے اس کے آس پاس بنیری بنائی، زم زم کے الفاظ ارشاد فرمائے، وہ رک گیا پانی،

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ رحمت کرے، ام اسماعیل علیہ السلام پر اگر زم زم نہ کہتیں تو یہ پانی ساری زمین میں پھیل جاتا، انہوں نے زم زم کہہ دیا، پانی رک گیا، اپنی جگہ پر ٹھہر گیا، کھڑا ہو گیا،

میں پُوچھتا ہوں، آپ پاکستان، ہندوستان، چاہے بنگلہ دیش، وہاں کتنے درباروں میں نکلے ہوئے، لال شہباز قلندر دربار پر جائیں، وہاں گٹروں سے نکلنے والے پانی سے لوگ نہاتے ہیں کہ، خارش ٹھیک ہو جاتی ہے، بھئی، وہ دربار کا کمال نہیں ہے، گندے پانی سے ویسے ہی نہالیں، تو گند جو ہے، اندر سے نکل جاتا ہے،

یہ اس کا کمال نہیں ہے، دربار کا کمال نہیں ہے، یہاں کے گٹر سے بھی نہالیں، تو خارش ختم ہو جائے گی، یہ پتہ نہیں، اس میں کوئی خاص بات ہوگی، وگرنہ گٹروں کے پانی سے میں کہا کرتا ہوں، اس سے بڑی ذلت، اس سے بڑی سزا، اس سے بڑی نحوست، اس سے بڑی لعنت کیا ہوگی، کہ جب اللہ کو چھوڑ کر دربار پر جائیں، تو اللہ گٹروں کے پانی سے نہانے کی جناب توفیق دیتا ہے، کہ نہایئے، گندے پانی سے،

تمہارا عقیدہ گندہ ہے، نظریہ گندہ ہے، سوچ گندی ہے، انداز تم نے گندہ اپنایا ہے، زم زم کو چھوڑ کر، زم زم کے پانی کی برکات کو چھوڑ کر کہاں سے آئے ہو، کتنے گندے عقیدہ میں

ے ہو، تو گٹروں میں نہاؤں، یہ سزا ہوتی ہے، قرآن پاک میں ارشاد ہے،

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾

(النساء:۱۱۵)

کہ جو رسول اللہ ﷺ کا راستہ چھوڑ دے، اللہ اس کو ایسے ذلیل کرتے ہیں، رسوا کرتے ہیں اور اس کو دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں اس کا ٹھکانہ جہنم ہے،

﴿فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ﴾ (آل عمران: ۹۷)

بیت اللہ میں مکہ شہر میں واضح نشانیاں ہیں، جناب دیکھئے، جہاں پر تیز چلنا ہے، وہاں پر آپ کو سبز لائٹ نظر آ رہی ہے، کیوں؟

اس لیے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی فرمایا ہے، یہاں اپنی مرضی سے نہیں، اگر کوئی کہے کہ میں پورے صفا سے لے کر مروہ تک دوڑتا جاؤں، نہیں نہیں، اس کا ثواب نہیں ملے گا، جہاں سے چلنا ہے، وہاں شریعت نے کہہ دیا، جہاں سے دوڑنا ہے، شریعت نے کہہ دیا، اس کا مطلب ہے، یہ شریعت کا حق ہے،

چلاتی ہے تو شریعت چلاتی ہے، جگہ تہہ کرتی ہے، تو شریعت کرتی ہے، وقت مقرر کرتی ہے، شریعت مقرر کرتی ہے، مہینہ مقرر کرتی ہے، تو شریعت مقرر کرتی ہے، عبادت کے اوقات شریعت مقرر کرتی ہے، اپنی مرضی سے مقرر نہیں ہو سکتے،

یا اس طرح سمجھ لیں، اب میں اللہ کی رحمت اور فضل سے عمرہ پر آیا ہوا ہوں، اگر میں یہ کہہ دوں، یا ہو سکتا ہے، مجھے دوبارہ آنا نصیب ہو، یا نہ ہو، تو ابھی میرے تین چار دن باقی ہیں، تو میں حج کر کے چلا جاؤں، ایسا ہو سکتا ہے؟

میں نے حج کرنا ہے، نا تو کیا میں ابھی حج کر لوں، یہاں سے درس سے فارغ ہوں، جا کر حج شروع کر دوں، حج کس چیز کا نام ہے، میں طواف کروں گا، مقام ابراہیم علیہ السلام پر نفل پڑھوں گا، حجر اسود کو بوسہ دوں گا، صفا مروہ کی سعی کروں گا، پھر میں عرفات میں جاؤں گا،

مزدلفہ میں جاؤں گا، منیٰ میں جاؤں گا، پھر واپس آ کر طواف کروں گا، پھر اپنے سر کو منڈوا دوں گا،

کیا یہ سارے کام میں اگر آج کرلوں، بالکل کرلوں، یا چار پانچ دنوں میں کرلوں، تو میرا حج قبول ہوسکتا ہے، نہیں، کیوں؟

اس لیے کہ عبادت کا وقت شریعت مقرر کرتی ہے، اپنی مرضی سے مقرر نہیں ہوسکتا، کہتے ہیں، جناب اگر ہم پیر عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام پر گیارہویں دیتے ہیں، تم روکتے کیوں ہو، ہم صدقہ ہی کرتے ہیں، صدقہ ہی ہے نا،

کوئی بکرے وغیرہ تقسیم کیے ہیں، دیگیں تقسیم کی ہیں، تم کیوں روکتے ہو،؟ میں نے کہا، تم صدقہ کرتے ہو؟ کہتا صدقہ ہے، میں نے کہا، پھر مہینے کی گیارہویں تاریخ کیوں؟ بارہویں کو کیوں نہیں؟ تیرہویں کو کیوں نہیں، گیارہویں کو کیوں؟ کہتا، گیارہویں میں کیا حرج ہے؟ میں نے کہا، گیارہویں ایک تاریخ ہے، اور تاریخ عبارت کے لیے شریعت مقرر کرتی ہے، تمہیں اپنی مرضی کا حق کس نے دیا؟

تم نے دن مقرر کیوں کیا، عبادت کے لیے، صدقہ کے لیے، اگر صدقہ ہتا، تو تم دن مقرر نہیں کرتے، آج بھی کر سکتے تھے، کل بھی کر سکتے تھے، ایک مہینہ شخصیت کا نام پہلے لیا، پھر وقت جناب مقرر کیا پھر جناب دن مقرر کیا، لہٰذا یہ شریعت کا حق ہے، اپنی مرضی سے نہیں ہوسکتا،

یاد رکھیئے!

﴿فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ﴾ (آل عمران:۹۷)

یہ واضح نشانی ہے، اگر اس طرح سمجھ نہیں آئی، تو آیئے غور کیجیے!

بیت اللہ کا سنا ہے، ایک دروازہ ہے، جس کے ساتھ لوگ چمٹے ہوئے ہیں، منتظم ایک اوپر دروازہ ہے، اس دروازے پر ایک تالا لگا ہوتا ہے، اس تالے کی چابی کس کے پاس ہے، جانتے ہو، کبھی پتہ کیا ہے، پڑتال کی ہے، تحقیق کی ہے،

آج جن کے پاس چابی ہے، انہیں بنی ثعلبہ کہا جاتا ہے، یہ کون لوگ تھے، سیّدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی، سیّدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ جانتے ہو، کون ہیں، یہ رسول اللہ ﷺ پر اس وقت ابھی ایمان نہیں لائے تھے، تو نبی پاک ﷺ نے دیکھا، بیت اللہ کو مشرکین نے کھولا ہوا ہے، اندر داخل ہو کر وہ عبادت کر رہے ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ آئے، تشریف لائے اور آپ ﷺ اندر داخل ہوئے، داخل ہونا چاہا، تو مشرکین مکہ، سردارانِ مکہ اندر عبادت کر رہے تھے،

سیّدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ ابھی مسلمان نہیں تھے، بیت اللہ کی چابی ان کے پاس ہوتی تھی، اس تالے کو جو اوپر لگا ہوا ہے، اس کی چابی سیّدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتی تھی، جب اس نے دیکھا، محمد رسول اللہ ﷺ آ رہے ہیں، انہوں نے جلدی سے تالا لگا دیا، مشرکین کو باہر بلا لیا، وہ باہر نکل آئے،

نبی پاک ﷺ نے فرمایا، عثمان رضی اللہ عنہ مجھے دیکھ کر تم نے دروازہ بند کر دیا، مجھے بھی اندر جانے دو، عثمان کہنے لگا، آپ ﷺ کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ یہاں غلبہ کفار کا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عثمان میری بات سن لو، ایک وقت آئے گا، بیت اللہ کی چابی محمد ﷺ کے ہاتھ میں ہو گی، آج نہ سہی کل سہی، وقت آئے گا، بیت اللہ کی چابی میرے پاس ہو گی،

نبی رحمت ﷺ ہجرت کر کے مدینہ پاک تشریف لے گئے، واپس مسافر کی حیثیت سے تشریف لائے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو بھیجا، جاؤ، عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہو، وہ وقت آ گیا ہے، بیت اللہ کی چابی آج ہمارے حوالے کر دو، دروازہ کھٹکھٹایا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ باہر نکلے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، رسول اللہ ﷺ چابی مانگ رہے ہیں، چابی ہمارے حوالے کر دو،

سیّدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ ساتھ ساتھ آ رہے ہیں، چابی انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو پکڑا دی، سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ چابی لے کر آ رہے ہیں، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ بھی ساتھ آ رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے چابی پکڑی فرمایا،

عثمان! وقت یاد ہے نا، اسی جگہ پر کھڑے ہو کر میں نے فرمایا تھا کہ ایک دن آئے گا، چابی محمد ﷺ کے پاس ہو گی، آج وہ وقت آ گیا ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ رو پڑے، ایک حدیث کو پورے ہوتے دیکھا، تو کلمہ پڑھ لیا، مسلمان ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے دروازہ کھلوایا، بتوں سے صاف و پاک کیا، باہر تشریف لائے، بیت اللہ کی چابی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں تھی، اب سوچ رہے ہیں، میں کس کو دوں،

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ! چابی مجھے دے دیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ چابی مجھے مل جائے، بیت اللہ کے دروازے کی چابی جناب جس کو مل جائے، اس کے لیے شرف تو ہے، احترام تو ہے، عظمت تو ہے، فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ! چابی مجھے دے دیں، نبی پاک ﷺ سوچ رہے ہیں، میں چابی کس کو دوں، ابھی سوچ و بچار کا سلسلہ جاری ہے، آسمان سے وحی آ گئی،

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ (النساء:۵۸)

اے میرے محبوب ﷺ! آپ کو اللہ حکم دیتا ہے، یہ چابی عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی امانت ہے، اس کو واپس کر دو، یہ انہیں ہی واپس کر دو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عثمان رضی اللہ عنہ کہاں گئے، یا رسول اللہ ﷺ، وہ کھڑے ہیں، رو رہے ہیں، بلاؤ، بلایا گیا، فرمایا، عثمان رضی اللہ عنہ کیوں رو رہے ہو؟ یا رسول اللہ ﷺ! چابی مجھ سے آج لے لی گئی ہے، چھین لی گئی،

فرمایا، تو رونے کی کیا بات ہے، فرمایا، محبوب ﷺ جی، آج مجھ سے بیت اللہ کی چابی لے لی گئی، آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم مجھ سے لائے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، اے عثمان رضی اللہ عنہ، نہ رو، پریشان نہ ہو، یہ چابی پکڑ لو، جاؤ،

قرآن پاک کی تفسیر پڑھو، یہاں جو تفسیر آپ کو ادھر ملے، پڑھو، اور اپنے ملک میں جاؤ، شیعہ کی تفسیر، تفسیر نمونہ پڑھو، دیوبند کی تفسیر، تفسیر ماجدی پڑھو، بریلوی مکتبہ ہائے فکر کی تفسیر ضیاء القرآن یا نعیم الدین مراد آبادی کا حاشیہ کنز الایمان، حاشیہ وہ پڑھیے، یا احسن البیان پڑھیے، یہاں جو اردو میں ملتی ہے، تفسیر قرآن پاک اس کو پڑھیے،

اور دسواں پارہ سورہ النساء ہے، رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہوئے آسمان سے وحی آئی،

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا﴾ (النساء:۵۸)

اللہ آپ ﷺ کو حکم دیتا ہے، کہ چابی عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دو، یہ ان کی امانت ہے، فرمایا، عثمان رضی اللہ عنہ آگے آیئے، فرمایا، یہ چابی لیجیے، میری خواہش تھی کہ میں عباس رضی اللہ عنہ کو دوں، یا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دوں، یہ چابی لے لو، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے چابی پکڑی، ابھی ابھی مسلمان ہوا ہے، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں، عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ اور ہیں،

نبی پاک ﷺ نے فرمایا، چابی پکڑ لو، جی یا رسول اللہ ﷺ لے لی، فرمایا، میرا اعلان سنو، میری خبر سنو، میری رسالت سنو، آپ میں سے کوئی شخص یہ بھی کہہ سکتا ہے، اس کا مطلب ہے، رسول اللہ ﷺ کو مستقبل کا پتہ ہوتا تھا، پھر آپ غیب جانتے تھے، بھئی غیب نہیں جانتے تھے، جب تک آسمان سے وحی نہیں آتی تھی، نہیں بولتے تھے،

وحی آ رہی ہے، وحی سے بول رہے ہیں، فرمایا، اے عثمان رضی اللہ عنہ! چابی پکڑ لو، جی ہاں، یا رسول اللہ ﷺ! چابی لے لو، کیا حکم ہے، فرمایا، عثمان رضی اللہ عنہ میں محمد ﷺ آپ کو بشارت دیتا ہوں آپ ﷺ کو خبر دیتا ہوں، کہ یہ چابی قیامت تک تمہاری اولاد کے پاس ہی رہے گی، قیامت تک یہ چابی تمہاری اولاد کے پاس ہی رہے گی، آپ تو مکہ میں بیٹھے ہیں، یہاں تحقیق کریں، بنی ثعلبہ موجود ہیں یا نہیں؟

یا ان کے پاس بیت اللہ کی چابی آج ہے یا نہیں، اگر آج ان کے پاس چابی موجود ہے، تو جن کو رسول اللہ ﷺ چابی دے گئے، جن کی اولاد کے بارے میں خبر دے گئے، بشارت دے گئے، ان کا عقیدہ آپ جیسا ہے، اپنے عقیدہ کی اصلاح کیجیے، جن کو رسول اللہ ﷺ چابی دے گئے، اس کا مطلب ہے، جن کو چابی دے گئے ہیں، جن کو رسول اللہ ﷺ نے چابی دی ہے، ان کا عقیدہ غلط نہیں ہوسکتا،

اگر ان کا عقیدہ غلط ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ان کو بیت اللہ کی چابی نہ دیتے، رسول

اللہ ﷺ دے گئے اور قیامت تک کے لیے دے گئے، میں پوچھتا ہوں صرف زبان سے پیار کرتے ہو، صرف دعوے کرتے ہو، رسول اللہ ﷺ کی کملی کا صرف دعویٰ کرتے ہو، رسول اللہ ﷺ کے بالوں سے صرف دعوے کرتے ہو، رسول اللہ ﷺ کی محبت کے،

کہ ہم آپ ﷺ کے نعلین سے پیار کرتے ہیں، آپ ﷺ کی کملی سے پیار کرتے ہیں، آپ ﷺ کے جبہ سے پیار کرتے ہیں، آپ ﷺ کی مزمل سے پیار کرتے ہیں، میں پوچھتا ہوں، مزمل سے پیار کرنے والو، حضور ﷺ کے جوتے مبارک سے پیار کرنے والو!

کوئی آیت کی بات نہیں ہے، حضور ﷺ کے جوتے سے بھی پیار کرو، لیکن میں پوچھتا ہوں، محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان سے نکلی ہوئی بات سے کون پیار کرے گا، کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ بنی ثعلبہ کے پاس قیامت تک چابی رہے گی، پھر عقیدہ میں جو ان کا عقیدہ ہے، اس عقیدہ کو اپنایئے، اس عقیدہ کو دیکھئے، پڑتال کیجیے،

اگر ان کا عقیدہ جو ہے، اس عقیدہ کو اپنایئے، اور اللہ کی رحمت سے پاکستان میں، ہندوستان میں، بنگلہ دیش میں، اہل حدیث کا وہی عقیدہ ہے، جو مکہ پاک میں بنی ثعلبہ کا عقیدہ ہے، اور رسول اللہ ﷺ کی اس میں بشارت موجود ہے،

﴿فِيهِ ءَايَٰتٌۢ بَيِّنَٰتٌ﴾ (آل عمران:۹۷)

اگر اس طرح آپ کو سمجھ نہیں آئی، میں ایک اور آسان الفاظ میں حدیث سمجھاتا ہوں، جو صحیح البخاری میں ہے، سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنیے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ایک قبیلہ ہے، بنو تمیم، مجھے ان سے بہت محبت ہے، پوچھا گیا، اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کو کیوں محبت ہے، فرمایا، محبت کی تین وجوہات ہیں،

پہلی وجہ یہ ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک لونڈی تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عائشہ رضی اللہ عنہا! اس لونڈی کو آزاد کر دو، فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ! کیوں؟ فرمایا، یہ لونڈی بنو تمیم سے ہے اور بنو تمیم اسماعیل علیہ السلام میں سے ہیں، اور میں محمد ﷺ بھی اسماعیل میں سے ہوں، میرا اور ان کا خون ایک ہے، لہٰذا میرے خون میں سے میرے گھر میں لونڈی ہو، یہ

مجھے گوارا نہیں، آزاد کر دو،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اس دن سے، اس حدیث کو سن کر مجھے بنو تمیم سے محبت ہو گئی، ان کا خاندان، ان کا خون رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے، ان کا نسب رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے، مجھے محبت ہو گئی ہے، دوسری وجہ نبی پاک ﷺ کے پاس صدقہ آیا ہوا تھا، آپ ﷺ صدقہ میں داغ لگا رہے تھے۔

فرمایا، یہ صدقہ جو ہے، کہاں سے آیا ہے، یا رسول اللہ ﷺ، بنو تمیم رضی اللہ عنہم نے بھیجا ہے، فرمایا، یہ محمد ﷺ کی قوم کا صدقہ ہے، یہ میری قوم کا صدقہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے بنو تمیم رضی اللہ عنہم کو اپنی قوم قرار دیا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے بنو تمیم رضی اللہ عنہم سے اور محبت ہو گئی،

تیسری وجہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! قیامت کے نزدیک جب دجال آئے گا، ابھی تک دجال نہیں آیا، آیا ہے؟ نہیں آیا، اس سے اللہ سے پناہ مانگیں کہ اللہ ہمیں محفوظ فرمائے، اس نے آنا ہے، اور اس نے ساری زمین پر پھیل جانا ہے، پاکستان میں بھی جانا ہے، انڈیا میں بھی جانا ہے، بنگلہ دیش میں بھی، کوئی شریف نہیں رہے گا، آپ ﷺ کا شہر، پاکپتن شریف ہو یا کوئی شریف ہو، کوئی شہر نہیں رہے گا،

اللہ کے بندو!

گستاخ ہمیں کہتے ہو، ہر شہر کو شریف تم کہتے ہو، ہماری تو ہے، شرافت، اللہ نے دو شہروں کو عطا فرمائی ہے، ایک مکہ شریف ہے اور ایک مدینہ شریف، ہر شہر کو شریف کہہ کر پھر ہمیں گستاخ کہتے ہو کہ تم گستاخ ہو،

وہ مقام اور عظمت جو اللہ نے مکہ اور مدینہ کو شرافت عطا فرمائی ہے، وہ بزرگوں کی وجہ سے اپنے شہروں کو دیتے ہو، پھر گستاخ ہمیں کہتے ہو، ہمارے نزدیک آج بھی مکہ شریف ہے، اور مدینہ شریف ہے، اس کے علاوہ یہ شان، یہ شرافت اللہ نے دنیا میں کسی شہر کو عطا نہیں فرمائی،

دجال پوری دنیا میں پھیل جائے گا، کوئی شہر دیہات، اس سے محفوظ نہیں رہے گا، دو شہر

ایسے ہیں،

﴿فِيۡهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ﴾ (آل عمران : ٩٧)

مکہ میں نہیں آ سکے گا، مدینہ میں نہیں آ سکے گا، دوشہروں میں داخل نہیں ہو سکے گا، دجال بھی، کیوں کہ یہاں قیامت تک برکت بھی رہے گی اور ہدایت بھی رہے گی، قیامت تک رہے گی،

اب ذرا دیکھنا! ذرا غور کرنا!

فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم، جب دجال آئے گا، تو میری امت میں سب سے زیادہ دجال کے خلاف کوئی شخص قبیلہ ہوگا تو وہ بنوتمیم ہوگا،

یہ بخاری کی حدیث ہے، اس کا مطلب ہے، بنوتمیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے، آج بھی موجود ہیں، اور انہوں نے قیامت تک موجود رہنا ہے، چونکہ دجال نے آنا ہے، اس کا مقابلہ انہوں نے کرنا ہے، ابھی دجال نہیں آیا، جب دجال آیا نہیں، تو بنوتمیم کا اس دنیا میں رہنا ضروری ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے،

تو بنوتمیم پھر تلاش کریں، آپ اس ملک میں ہیں، جس ملک میں بنوتمیم موجود ہیں، ایک امام ہے، جو ہر سال خطبہ حج ارشاد فرماتا ہے، امام عبد العزیز آنکھوں سے نابینا ہیں، ہر سال خطبہ حج ارشاد فرماتے ہیں، جاؤ، پوچھو، تحقیق کر کے دیکھو، وہ بنوتمیم سے ہیں، جس کی وجہ سے ہمیں وہابی کہتے ہو، محمد بن عبد الوہاب کی وجہ سے امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ وہ بھی بنوتمیم سے ہیں، ہماری وجہ سے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی وجہ سے ان سے محبت کرلو،

اللہ کے بندو!

وہ بنوتمیم ہیں، جن کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیار کرتے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیار کرتے تھے، محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ، وہ بنوتمیم سے ہیں، اور امام حج بنوتمیم سے ہیں، اور بنوتمیم ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، یہ بخاری ہے،

اب ذرا قرآن پاک پڑھیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے،

جب ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کو تعمیر کیا، تعمیر مکمل ہوگئی، تو کیا فرمایا، یا اللہ! مجھے اس مسجد کا جناب امیر بنا دے، اس مسجد کا صدر اور خزانچی بنا دے، تم بھی یہاں سے پاکستان میں جا کر پانچ، دس ہزار کسی مسجد کو دیتے ہو، پھر امیر بن کر واپس آتے ہونا، ہمیں بھی کسی مسجد میں کمیٹی میں داخل کرلو، ہم بھی چندہ دیتے ہیں،

دیکھ لیجیے، مسجد کا امیر بننا، صدر بننا، خزانچی بننا کمال نہیں ہے، مسجد کا خادم بننا کمال ہے، صفائی کرنے والا،

﴿اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ﴾ (البقرہ:۱۲۵)

اے ابراہیم علیہ السلام! بیت اللہ بنا لیا ہے، تو باپ بیٹا مل کر اس کو صاف بھی کیا کرو، طواف والوں کے لیے، اللہ کی قسم، اللہ نے آپ کو وہ کام دیا ہے جو اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا،

﴿اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْعٰكِفِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۝﴾

(البقرہ:۱۲۵)

بیت اللہ تعمیر ہوگیا، فرمایا، مانگو، کیا مانگنا چاہتے ہو، مانگو ابراہیم علیہ السلام، کوئی آفر مل جائے، کسی ایم پی، ایم این کی طرف سے کہ مانگ لو، تو پتہ ہم نے کیا مانگنا ہے، کہ آئندہ الیکشن میں ہمیں بھی ٹکٹ لے دو، یا کوئی اور چیز دے دو، اللہ کی طرف سے آفر ہو رہی ہے، کہ مانگو، ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ بنانے کے بعد کیا مانگنا چاہتے ہو، ایک ہی دعا، سب سے پہلی دعا،

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا﴾ (البقرہ:۱۲۷)

اللہ اس محنت کو قبول فرما لے، اے اللہ! میری محنت کو قبول فرما، دوسری دعا، اے اللہ! مجھے نمازی بنا، میری اولاد کو نمازی بنا دے، اے اللہ! مجھے اپنا فرمانبردار بنا، میری اولاد کو فرمانبردار بنا، اے اللہ، میری اولاد میں سے ایک گروہ، ایک جماعت ایسی قائم رکھ جو ہمیشہ تیری مطیع و فرمانبردار ہو،

اے اللہ! اس بیت اللہ کی آبادی کے لیے قالین دے دے نہیں، اس مسجد کی آبادی کے

لیے پنکھے دے دے نہیں، اللہ امام دے دے، اگر امام نیک آ گیا، اچھا آ گیا، تو یہ ساری چیزیں اللہ خود ہی عطا فرما دیں گے، تم بھی کوشش کیا کرو، کہ مسجد میں امام اچھا آ جائے، امام نیک آ جائے، امام متقی آ جائے، امام پرہیز گار آ جائے، امام اچھا عالم، مستند عالم آ جائے،

تو سمجھو، اللہ ساری نعمتیں عطا فرما دیں گے، اور اگر امام نہ ہو، قالین ہوں، پنکھے ہوں، تو کیا کریں گے، فرمایا، اللہ مجھے اس مسجد کے لیے بیت اللہ کے لیے امامت عطا فرما دے، ٹھیک ہے، اب قرآن سے کیا ثابت ہوا، فرمایا، ابراہیم علیہ السلام آپ ہر آزمائش میں پورے اترے، میں تجھ پر رحمت کرنا چاہتا ہوں، اللہ جی کون سی رحمت؟

﴿اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا﴾ (البقرہ : ١٢٤)

ساری دنیا کی امامت عطا کرنے لگا ہوں، اے ابراہیم علیہ السلام، تو ساری دنیا کا امام ہوگا، کیا فرمایا، ٹھیک ہے نہیں،

﴿قَالَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ﴾ (البقرہ : ١٢٤)

اے اللہ! مجھے بھی امامت عطا فرما اور میری اولاد کو بھی امامت عطا فرما، جواب آیا،

﴿قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِيْنَ۝﴾ (البقرہ : ١٢٤)

تمہای اولاد کو بھی مت عطا کروں گا، لیکن تمہاری اولاد میں سے جو ظالم اور مشرک ہوگا، اس کو امامت عطا نہیں کروں گا، وعدہ ہے متقی لوگوں کا ہے، جو نیک ہوگا، متقی ہوگا، پرہیز گار ہوگا، اس کو امامت دے دوں گا، لیکن جو تیری اولاد میں سے ظالم مشرک ہوگا، اس کو امامت نہیں دوں گا، یہ قرآن کا وعدہ ہے،

ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے جو نیک متقی پرہیز گار حق والا ہوگا، اس کو امامت مل جائے گی، جو نہیں ہوگا، اس کو نہیں ملے گی، اب جو شخص، جو بزرگ، حج کا خطبہ ارشاد فرماتے ہیں، وہ آنکھوں سے نابینا، وہ امام حج بنو تمیم میں سے، ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے، اس کا امام ہونا، اس بات کی دلیل ہے، کہ ان کا عقیدہ اللہ کو قبول ہے، اگر عقیدہ قبول نہ ہوتا، اللہ ان کو امامت عطا نہ فرماتا، اللہ کا وعدہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے امامت اس کو ملے گی، جس کا

عقیدہ اللہ کے ہاں قبول ہوگا،

﴿فِيهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ﴾ (آل عمران : ۹۷)

میں پوچھتا ہوں، امام کا عقیدہ وہی ہے، جو آج اہل حدیث کا عقیدہ ہے، بیت اللہ کے امام کا وہی عقیدہ ہے، جو آج اہل حدیث کا عقیدہ ہے، اور دیکھ لیں، اگر اس طرح سمجھ نہیں آئی، میں اور آسان طریقہ سے سمجھاتا ہوں، سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، دو چار باتوں پر غور کریں، بات کو میں ختم کرتا ہوں،

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں، کہاں؟ مسجد حرام میں، یہ روایت کہاں ہے؟ صحیح البخاری میں سیّدنا عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں آیا، مسجد حرام میں نماز ہو رہی تھی، میں نے کہا، دیکھا کہ مسجد حرام میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پتہ کون ہیں، یہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں،

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں، بیت اللہ میں امام کی حیثیت سے پیچھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام ہیں، عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں آیا ہوں، مسجد حرام میں، میں نے نماز پڑھی، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پیچھے، آپ رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، جب آپ رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ کہے،

﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۝﴾ (الفاتحہ : ۷)

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی، پھر مقتدیوں نے آمین کہی، اس قدر بلند آواز سے آمین کہی کہ مسجد حرام آمین کی آواز سے گونج اٹھی، اس حدیث سے وہ حدیث بخاری کی روایت سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں مسجد حرام میں بلند آواز سے آمین ہوئی تھی، اور مسجد حرام گونج اٹھی تھی، اور اب آپ کو پتہ ہے، یہاں آمین چھوڑ دی گئی ہے، اب نہیں گونجتی، اب تو چھوڑ دی گئی ہے، اب نہیں گونجتی؟ آپ گونجتی ہے اور اس وقت بھی؟

بتلاؤ، کتنے سو سال ہو گئے ہیں؟

سوا چودہ سو سال ہو گئے ہیں، اس وقت گونجتی تھی، آج، آج تم گواہ ہو، اس وقت کی

گواہی بخاری میں موجود ہے، پھر کیسے کہتے ہو، کہ یہ نماز کا طریقہ ٹھیک نہیں ہے، یہ وہی نماز ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پڑھی، اس وقت مسجد حرام آمین کی آواز سے گونجتی تھی، یہ بخاری میں ہے، آج گونجتی ہے، تم گواہ ہو،

اس کا مطلب ہے کہ نماز وہی ہے، محمد رسول اللہ ﷺ کے مصلی پر جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھی ہے، اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پڑھی ہے، وہی نماز ہے، اگر پھر بھی

﴿فِيهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ﴾ (آل عمران : ٩٧)

اللہ کے بندو!

شہر میں اللہ کی طرف سے برکت بھی ہے، ہدایت بھی ہے، تلاش کیجیے، ہدایت یہاں موجود ہے۔

چند منٹوں میں محبوب آپ کے قدموں میں، یہ بتلاؤ، چند منٹوں میں، محبوب قدموں میں، یہ مسلمان ہیں، یہ دین کا دعویٰ دار ہے، یہ بدمعاشی، عیاشی فحاشی نہیں پھیلا رہا، چند منٹوں میں محبوب قدموں میں، جو چاہو سو پوچھو، بتلاؤ،

نبی پاک ﷺ نے کیا فرمایا، جو نجومی کے پاس جا کر اس کی بات کی تصدیق کرتا ہے، وہ جو کچھ جو خلافت چھنوا بیٹھے، وہ مشکل کشا ہے، یا جو چھین لے، وہ مشکل کشا ہے، یا تو ایسے جیسے مجھ سے کسی آدمی نے پوچھا، کہتا، آپ کے نزدیک کیا ہے، آپ کا عقیدہ؟ میں نے کہا، کون سا؟

پیر فقیر یا کوئی مشکل کشائی کرتے ہیں یا نہیں؟ مشکل کشا حاجت روا ہیں، میں نے کہا، نہیں، پھر مشکل کشا کون ہے؟ میں نے کہا، مرید؟ کہتا مرید کیسے، پیروں کو آپ نہیں مانتے؟ میں نے کہا، ہم مریدوں کو مشکل کشا مانتے ہیں، کہتا، وہ کیسے؟ میں نے کہا، ہم مریدوں کو مشکل کشا مانتے ہیں، کہتا وہ کیسے؟

میں نے کہا، پیروں کو گاڑیوں میں تیل ڈالنے کے لیے پیسے کون دیتا ہے؟ کہتا مرید دیتا ہے؟ پیروں کو بکرے چھترے چاول کھیر کون پیش کرتا ہے؟ کہتا مرید، میں نے کہا، پھر

بے وقوفو، پھر مشکل کشا، مرید ہوئے، پیر کیسے؟ پیر تو لینے والا ہے، جو لینے والا ہے، وہ مشکل کشا ہے؟

اللہ کے بندو!

مشکل کشا پیروں کو مانتے ہو، سب کچھ دیتے تم مرید ہو، مرید مشکل کشا ہوتے ہیں، پیر مشکل کشا نہیں ہوتے، جناب خلافت چھین لی، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے، **مشکل کشاء کون ہوئے**، سیدنا علی رضی اللہ عنہ جناب مشکل کشا وہ ہیں، میں نے کہا، پہلا خطبہ جمعہ کس نے دیا؟

صدق اکبر رضی اللہ عنہ نے، آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ کے دوسرے خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا فرمایا کہ میرے ساتھیو، میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک بن گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کچی رہے، پر ہم سے برداشت نہیں ہوتا، تم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اشاروں پر مال خرچ کرتے تھے،

آج آؤ، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر مال خرچ کرو، کون ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے لیے اینٹیں دے گا؟ کون ہے جو مزدوری کرے گا؟ کون ہے، جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر حجرہ بنا کر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قبہ بنائے گا، کون ہے تم میں سے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر جناب نذر و نیاز دے گا، اور اپنا مال خرچ کرے گا،

آج پیر فقیر فوت ہوتے ہیں، مرید جاتے ہیں، دربار کو بنانے کے لیے کوئی اینٹ پیش کرتا ہے، کوئی مزدوری دیتا ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پختہ کرنے کا ارادہ کیا، بتاؤ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ نے کتنا کتنا چندہ پیش کیا، کوئی ہے، ماں کا لال، پوری دنیا میں جو ایک حوالہ دے سکے،

حوالہ نہیں دے سکتے، تو پھر مانو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک قبر کے آس پاس چار دیواری تو ہے، حفاظت کے لیے جناب ترکوں نے بنائی ہے، اپنے عقیدہ کے لیے جو بھی بنائی، اندر آج بھی ادھر جایئے، آج بھی قبر پاک پر وہی مٹی ہے، جو صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، و عثمان رضی اللہ عنہ نے جناب اپنے ہاتھوں سے ڈالی ہے، وہی مٹی موجود ہے، تو پھر بتلاؤ،

میں پوچھتا ہوں، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھر کا سارا سامان لانے والے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر ایک اینٹ بھی نہیں لگائی، میرے عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر کا آدھا سامان لانے والے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو پختہ کرنے کے لیے جناب ایک درہم، ایک دینار بھی پیش نہیں کیا، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر ہزاروں اونٹ پیش کرنے والے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو کیوں نہ پختہ کیا،

اسی لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدہ میں یہ چیزیں نہیں تھیں، حق والا گروہ وہ ہے،

((مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي))

جس چیز پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، کوئی ہے ماں کا لال، جو پیش کر سکے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو جب ایک سال گزرا، سال کے بعد سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پہلا عرس لگایا، محفل سماع ہوئی، پھر محفل قوالی ہوئی، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر جناب سب سے پہلے قوالی کس نے پڑھی کوئی اس کا نام پیش کیجیے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پاک پر کون تھا، جس نے لنگر کو کھولا اور تقسیم کیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دعا کروائی ہو، عرس کے آخر پر،

کوئی حوالہ لائیے نہیں ہے تو مانیے، کہ حق والا گروہ وہ ہے، جس عقیدہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، جو جماعت، جو گروہ اس عقیدہ پر ہے، وہ اہل سنت اہل حدیث ہے،

آخری بات پر غور کیجیے!

اگر ایسے سمجھ نہیں آئی، میں ایک اور آسان الفاظ میں سمجھاتا ہوں،

جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کو تیسرا دن ہوا، جب آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کو تیسرا دن ہوا تو کیا ہونا چاہیے تھا، پتہ ہے آپ کو ذرا اپنے ماحول میں چیک کیجیے، کیا ہونا چاہیے تھا، کیا ہے، شریعت کیا ہے، دین، قربان جائیں، صحیح البخاری کھولیں، مسجد نبوی کی خادمہ فوت ہوگئی، دن گزر گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم، وہ مسجد نبوی کی جو خادمہ تھی، جو مسجد نبوی کی خادمہ،

توجہ میری طرف رہے!

میں نے دراصل وہ پانی نہیں پینا، نہ کسی کو پینے دیتا ہوں، توجہ میری طرف رہے، توجہ رہے،

ان شاء اللہ میں پاکستان کا عادی ہوں، تقریر کرنے کے ڈیڑھ گھنٹے بعد میرا حلق کھلتا ہے، اڑھائی گھنٹے کے بعد تقریر شروع ہوتی ہے، ساڑھے تین گھنٹے کے بعد ختم ہوتی ہے، اب مجھے ایک گھنٹہ میں ختم کرنی پڑتی ہے، یہ بڑا مسئلہ ہے، بہرحال توجہ میری طرف رہے،

میں بات کو کلوز کرنا چاہتا ہوں، بس ہو جائے، چلو کرتے کرتے بھی ان شاء اللہ کرتے کرتے بھی کچھ ہو ہی جائے گی،

توجہ فرمائیں!

سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم. جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا، وہ مسجد نبوی کی خادمہ جو جھاڑو دیا کرتی تھی، کبھی کبھار وہ کہاں ہے، نظر نہیں آتی، یا رسول اللہ ﷺ، وہ تو فوت ہو گئی ہے، اچھا، کب فوت ہوئی، یا رسول اللہ ﷺ! تین دن گزر گئے ہیں، فرمایا، مجھے بتایا کیوں نہیں؟

یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو بتانے کی کیا ضرورت تھی، آپ ﷺ تو حاضر ہیں، ناظر بھی ہیں، عالم الغیب بھی ہیں، سب کچھ جانتے ہیں، نہیں نہیں نہیں، فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ! جب کوئی فوت ہو جائے، اور قبر میں سوال ہو تو آپ ﷺ قبر میں جاتے نہیں؟ آپ ﷺ کو کیوں نہ پتہ چلا، کہ یہ بے چاری یہاں پڑی ہے، میں نے تو اس کو ادھر چھوڑا تھا، یہ قبر میں آ کر پڑی ہے، نہیں،

آپ ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجھے بتایا کیوں نہیں؟ نہیں نہیں نہیں کوئی بات نہیں ہوئی، یا رسول اللہ ﷺ، آپ سوئے ہوئے تھے، رات کا وقت تھا، عشاء کے بعد وہ فوت ہوئی، ہم نے آپ ﷺ کو جگانا پسند نہ کیا، عورتوں نے غسل دیا، کفن دیا، ہم نے جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر دیا، فرمایا،

((دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِهَا))

اس کی قبر پر لے چلو، کہاں ہے، قبر اس کی، یا رسول اللہ ﷺ آپ تو سب کچھ جانتے ہیں، آپ ﷺ قبر میں سے ہو کر آئے ہوں گے، آپ ﷺ کو پتہ ہو گا، نہیں نہیں نہیں نہیں، یا اگر ایسے نہیں پتہ چلا تھا، تو اس دن تو پتہ چل جانا چاہیے تھا کب؟ جب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کی چھت پر چڑھ کر اعلان کرتے کہ حضرات ایک ضروری اعلان سماعت فرمائیں، پرسوں مسجد نبوی کی خادمہ فوت ہوگئی تھی، ہم نے اس کا جنازہ پڑھا کر اس کو دفن کر دیا،

رسول اللہ ﷺ سوئے ہوئے تھے، تو آج تیسرا دن ہے، تو ساڑھے نو بجے مسجد نبوی میں گھٹلیاں آ گئی ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پڑھ رہے ہیں، اور رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لا رہے ہیں، ساڑھے نو بجے فاتحہ ہو گی، سارے تشریف لائیں، اعلان تو ہونا چاہیے تھا،

میں پوچھتا ہوں، کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ کیوں نہیں کہا، یا رسول اللہ ﷺ! آؤ فاتحہ پڑھائیں، عورت تو فوت ہوگئی، نہیں، نہ فاتحہ پڑھایا گیا، نہ قل کا اعلان ہوا، نہ ساتویں، نہ چالیسواں کا اعلان ہوا، کہاں ہے، اس کی قبر؟ وہاں بنائی گئی، چلو میرے ساتھ چلو، چلیں،

قبر پر جا کر کہا گیا، یہاں قل پڑھتے ہیں، ساتواں پڑھتے ہیں، نہیں، قبر پر جا کر جنازہ پڑھا، جنازہ پڑھ کے سلام پھیرا، واپس تشریف لائے، فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم جب میرا کوئی صحابی رضی اللہ عنہ یا صحابیہ رضی اللہ عنہا فوت ہو جائے، مجھے اطلاع کر دیا کرو، کیوں؟ میرے جنازہ پڑھانے سے میرا اللہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبروں کو روشن فرما دیتا ہے،

میں پوچھتا ہوں، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، وفات پا گئے، آپ ﷺ کی وفات کے تیسرے دن آپ ﷺ کا قل شریف کا دن تھا، کوئی ہے، دنیا میں ایسا شخص، اللہ کے بندو، جا کر پوچھا بھی کریں، اگر آپ مکہ میں رہ کر حق کو نہ پہچان سکتے، بتاؤ، کہاں پہچانو گے، اگر یہاں چند سال رہ لینے کے بعد بھی دین لے کر نہ جائیں،

یہاں سے مال لے جاتے ہیں، دین بھی ساتھ لے جائیں، شریعت بھی لے جائیں، حلال کمائیں، لیکن ساتھ ساتھ شریعت کو بھی لے جائیں، دین کو بھی لے جائیں، پیسہ کمائیں، اولاد کو کھلائیں، حق کھائیں، جناب حلال کمائیں، حلال کھائیں، لیکن ساتھ ساتھ عقیدہ کو

پہنچانیں، یا اگر آپ کے لیے رزق ہے، تو یہاں اللہ نے آپ کے لیے ہدایت بھی رکھی ہے، برکت بھی رکھی ہے، ہدایت بھی رکھی ہے،

جانتے ہو، یہ زم زم لے جاتے، ہو، یا کھجوریں لے جاتے ہو، یہاں سے تسبیح لے جاتے ہو، جائے نماز لے جاتے ہو، کوئی تو کفن لے کر جاتے ہیں کہ میں یہ زم زم سے دھو کر آیا ہوں، نہیں بچاتا زم زم سے دھویا ہوا، لیکن جب تک عقیدہ صحیح نہ ہو، محمد رسول اللہ ﷺ کی قمیص تھی، عبداللہ بن ابی کے کفن میں لیکن آواز آئی،

میرے محبوب ﷺ آپ کی قمیص بھی کفن میں چلی جائے، تب بھی نہیں جنت نہیں دوں گا، جب تک اس کا عقیدہ صحیح نہ ہو، لہٰذا کہاں رسول اللہ ﷺ کی قمیص پاک اور کہاں زم زم سے دھویا ہوا، کفن کوئی تقابل ہے، تقابل ہی نہیں لیکن پھر بھی اس کو جنت نہیں ملی، اس وجہ سے کہ اس کا عقیدہ؟ عقیدہ صحیح کرو، زم زم سے دھو،

لیکن بعد میں جناب کھجوریں کھاؤ، فوائد حاصل کرو، برکات حاصل کر، ولیکن یہ ساری چیزیں بعد میں ہیں، ہدایت کے بعد کھجوریں کھاؤ گے، تب بھی برکات زم زم پیو گے، تب بھی برکت جو چیز یہاں تبرکات حاصل کرو گے، اس میں برکت ہے، لیکن ہدایت اول دین اول شریعت اول عقیدہ اول سے پہلے عقیدہ کو سنبھالیے،

دیکھیے، میں پوچھتا ہوں، جس پر میں بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جس نے آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا، اس کا نام حدیث میں محفوظ ہے، تاریخ کی، حدیث کی، سیرت کی کتابوں میں، بوقت ضرورت، پیش کیا جا سکتا ہے،

آپ سے گزارش یہ ہے، جو تذبذب میں ہو، حق کدھر ہے، حق والے لوگ کون ہیں، ہم جس مسلک سے، اپنے ملک سے، وابستہ ہیں، وہ حق پر ہیں، یا یہ حق پر ہیں،

تو اللہ کے بندو، آئیے تلاش کیجیے!

اگر مولویوں کو ہی اپنے لیے معیار بنانا ہے، تو آئمہ کرام، آئمہ حرمین کو بنائیے، اور اگر

قرآن وسنت کو معیار بنایا ہے، شواہد پیش کر رہا ہوں، دلائل تو قرآن ہے، دلیل تو حدیث پیغمبر ﷺ ہیں، نا، اگر دلائل سے دل مطمئن نہیں ہے، تو شواہد پر غور کیجیے، اور اگر اپنے مولویوں کو اپنے لیے معیار بنایا ہے، تو ان کو چھوڑیئے، ان کو معیار بنایئے،

اگر قرآن وسنت کو معیار بنایا ہے، تو پھر کھولیئے، قرآن وسنت کا پیغام دیکھئے، میں آپ سے پوچھتا ہوں، سوال کرتا ہوں، جایئے، اپنے علمائے کرام سے، جہاں جہاں سے ان کا تعلق ہے، وابستہ ہوں، اپنے اپنے علمائے کرام سے پوچھیے، کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ہمیں کہتے ہو، کہ قل ساتواں چالیسواں، یہ رسوم بدعات قرآن میں ثابت ہیں، نہیں کہتے ہو، حدیث سے ثابت ہیں،

میں پوچھتا ہوں، قرآن تم پر نازل تو نہیں ہوا، حدیث تم پر تو نازل نہیں ہوئی، قرآن تو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا ہے، حدیث تو رسول اللہ ﷺ پر آئی ہے، جس آیت سے، جس حدیث سے قل، ساتواں، چالیسواں، تم ثابت کرتے ہو، اس آیت پر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی تو عمل کیا ہوگا، یا تو بتلائیں، ورنہ غور کریں،

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قل شریف کی دعا کس نے کروائی، آپ رضی اللہ عنہ کا قل شریف کس نے پڑھایا، اس ہستی کا نام پیش کیجیے، جو نام پیش کرے، اس کے میں مسلک کو، منہج کو میں قبول کرلوں، اس کو منہ مانگا انعام دوں، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قل شریف کس نے پڑھایا؟ نام پیش کیجیے، صرف نام پیش کرتے جایئے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قل شریف پڑھانے والا فلاں شخص یا ہستی ہے، اس کا نام یہ ہے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، وعلی رضی اللہ عنہ،

جایئے پوچھیے؛ میں نے اپنے ملک میں، پاکستان میں، ایک شہر میں، یہ بات بیان کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ کا قل شریف میں نے پڑھایا، اس کا نام پیش کیجیے، یہ بات پورے شہر میں گھوم گئی، یہ بات انہوں نے اپنے مولوی صاحب سے رابطہ کیا، وہ فیصل آباد کے تھے، مولوی صاحب کہ ہم نے قل شریف ثابت کرنا ہے،

اہل حدیث کا خطیب آیا، وہ بیان کر گیا ہے، تو اب ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ و

علی رضی اللہ عنہ کا قل شریف کس نے پڑھایا ہے؟ یہ کہیں ثابت ہے، اس نے کہا، ہاں، بالکل ثابت ہے، انہوں نے کہا، حضرت صاحب پھر ثابت کرنا، ہے، ہمارے شہر میں آ کر، اس نے کہا، ٹھیک ہے، ٹائم رکھیں، انہوں نے ٹائم لے لیا، فیس کتنی ہو گی، اس نے کہا، پچیس ہزار روپیہ، اس نے کہا ٹھیک ہے، میں آ جاؤں گا، ان شاء اللہ، وہ ٹائم طے ہو گیا، اشتہار چھپ گیا، مولانا صاحب تشریف لائے، تقریر شروع ہو گئی،

ہمارے چند ساتھی بھی چلے گئے، کہ بھئی دیکھتے ہیں، مولوی صاحب، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ کا قل شریف کس نے پڑھایا، اس کا نام پیش کرنا ہے، میں نے نام ہی پوچھنے تھے، جب اس نے تقریر شروع کی، اس نے کہا، ان شاء اللہ میں ثابت کر کے جاؤں گا، ایسے ہی جیسے ایک مولوی نے تقریر شروع کی،

کہنے لگا، ہمیں روزانہ کہتے ہیں، جیسے ایک مولوی نے تقریر شروع کی، کہنے لگا، ہمیں روزانہ کہتے ہیں، یہ گیارہویں ثابت نہیں، آج میں ثابت کر کے جاؤں گا، وہ ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کرتا رہا، دس منٹ بعد کہے، آج میں ان شاء اللہ گیارہویں ثابت کر کے جاؤں گا، پھر دس منٹ کے بعد آج میں ثابت کر کے جاؤں گا،

جو ڈیڑھ گھنٹہ پورا ہو گیا، تو کسی نے پوچھا، مولوی صاحب وہ تو ثابت نہیں، کہتا جو کھاتے ہیں، ان کے لیے حلال ہے، جو نہیں کھاتے، ان کے لیے حرام ہے،

وہ جناب قل شریف ثابت کرنے لگا، کہنے لگا، میں آج ثابت کر جاؤں گا، کہ قل شریف ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ کا کس نے پڑھایا، آج ان شاء اللہ میں ثابت کر جاؤں گا، گھنٹہ تقریر کرنے کے بعد کہتا ہے، اب میں آتا ہوں، اصل موضوع کی طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ کا قل شریف کس نے پڑھایا؟

یہ جو مولوی اہل حدیثوں کا آیا تھا، وہ کہہ گیا ہے، میں اس سے کہتا ہوں، میں پوچھتا ہوں، یہ تو بتلا گیا کہ ان کے قل کسی نے نہیں پڑھائے نا بتاؤ، ہم سے پوچھتا ہے، یہ کیوں نہیں بتلاتا، ہم مانتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ کا قل کسی نے نہیں پڑھایا، ہم

مانتے ہیں، لیکن یہ کیوں نہیں بتلا کر گیا کہ ان کا پڑھایا کیوں نہیں گیا تھا؟

کسی نے کہا، حضرت صاحب یہ آپ بیان کریں، کہتا اصل میں، اصل نقطہ اس نے بیان ہی نہیں کیا، قل ساتواں، چالیسواں ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ کسی کا نہیں ہوا لیکن کیوں نہیں ہوا، یہ اس نے نہیں بتلایا، یہ میں بتلاتا ہوں، بتلاؤ، بھئی، کیوں نہیں ہوا؟

کہنے لگا، اصل میں وہ لوگ بخشے ہوئے تھے، ان کو قل شریف کی ضرورت ہی کیا تھی، ان کو ضرورت ہی نہیں تھی، وہ سارے بخشے بخشائے تھے، انتہائی پاکیزہ لوگ تھے، ان کو ضرورت ہی نہیں تھی، قل شریف کی، بندے بہت پریشان ہوئے، کہ پچیس ہزار روپیہ بھی طے ہوا، جب تقریر سے فارغ ہوئے، بیٹھے، انہوں نے کہا،

مولانا صاحب، یہاں آنے جانے کا سی این جی کا، پٹرول کا کتنا خرچ ہوا ہے، انہوں نے کہا، جی تین ہزار، انہوں نے کہا، یہ لے لیں اور باقی ہم نہیں دے سکتے، اس نے کہا، کیوں؟ پچیس ہزار تو طے ہوا تھا،

انہوں نے کہا، آپ نے کوئی چیز ثابت کی ہے، یہ تو انہوں نے بھی بتایا تھا، کہ ثابت نہیں ہے، کسی نے پڑھایا نہیں، آپ نے ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کرنے کے بعد آخر میں کہہ دیا کہ ان کا پڑھایا نہیں گیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ کا کیوں نہیں ہوا کہ وہ بخشے بخشائے ہوئے تھے، وہ نیک لوگ تھے، ان کے لیے جنت لازم تھی، لہٰذا ان کا قل شریف نہیں ہوا،

میں گیا، میں نے کہا، حضرت صاحب چلو، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا، امام شافعی رحمہ اللہ، مالک رحمہ اللہ، احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا، کہنے لگا، وہ بھی جناب نیک انتہائی پاکیزہ لوگ تھے، ان کو کیا ضرورت تھی، ان کا بھی اس لیے قل شریف نہیں پڑھایا گیا، میں نے کہا، امام بخاری رحمہ اللہ کا، امام مسلم، نسائی، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ کا؟

کہنے لگا، وہ بھی انتہائی پاکیزہ لوگ تھے، ان کو قل شریف کی کیا ضرورت تھی، میں نے کہا، بدکار پھر تم ہی رہ گئے ہو، بدکاروں کے لیے اللہ کے بندو، جھوٹ بولتے ہو، اللہ پر اور

اس کے رسول ﷺ پر،

لہٰذا اللہ کی قسم ہے!

یہ پاکستان انڈیا کی رسومات ہیں، یہ شریعت نہیں ہے، یہ دین نہیں ہے، دین وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے، جو آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے،

((مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِىْ))

جس چیز پر میں ہوں، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، آپ کے لیے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں، کہ آپ مکہ مکرمہ میں موجود ہیں، تو یہاں رہتے ہوئے، آپ دین کو بھی سمجھیں اور شریعت کو بھی سمجھیں، عقیدہ کو سمجھیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سب کا بیٹھنا، قبول فرمائے، اور ہماری نجات کا، بخشش کا، مغفرت کا سبب بنا دے، ہماری ہدایت کا سبب بنا دے، جو کچھ قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمالے۔

اَقُوْلُ قَوْلِىْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِىْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



وسیلہ کی حقیقت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ○﴾

(فاطر:١٥)

واجب العزت، قابل قدر، روحانی، ماؤں اور بہنوں!

برادر محترم!

حضرت مولانا حافظ عمر فاروق شاکر صاحب نے عقیدہ توحید کے حوالے سے تعلیمی کلمات اختصار کے ساتھ مگر جامع ارشاد فرمائے ہیں، میں اس کو بھی اپنی گفتگو کا اور اس سے آگے آغاز کرنے کی کوشش کرتا ہوں،

توجہ میری طرف رہے!

طبیعت انتہائی ناساز ہے، اور حالت یہ ہے کہ میں گفتگو کیے بغیر ہی معذرت کر کے واپس چلا جاؤں، لیکن تمہارے سامنے چند کلمات کہنے ضروری ہیں، کیونکہ میں نے سنا تھا کہ یہ بات کہی گئی کہ اس گاؤں میں سبطین شاہ نہیں آ سکتا، میں نے کہا، جائیں تو سہی پھر دیکھا جائے گا، حاضری ہوگئی، اوران شاء اللہ ہوتی رہے گی،

اور پہلے بھی جس جس مقام پر مسلک اہل حدیث کے خلاف کوئی بات کہی گئی ہے، اور وہ میرے علم میں آئی ہے، تو اللہ کی رحمت سے کسی بھی مقام پر مسلک اہل حدیث سے دل آزاری اور بے وفائی نہیں کی، جس مقام پر بھی احباب کرام نے آواز لگائی ہے، حاضری دی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے دلائل کا غلبہ بھی اہل حدیث کو ہی عطا فرمایا ہے،

توجہ رہے!

میں طبیعت ناسازی کے باوجود کوشش کرتا ہوں کہ چند کلمات تمہارے سامنے پیش کروں، جو آیت مبارکہ پڑھی ہے، اس آیت کو سن کر تم نے موضوع کا کچھ اندازہ کر لیا ہوگا، ساری دنیا کی انسانیت کو اللہ تعالیٰ کی ذات نے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ہے،

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ﴾ (فاطر : ۱۵)

اے ساری دنیا کے لوگو! اے انسانو!

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ﴾ (فاطر:۱۵)

تم سارے کے سارے ہی اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو، بے پرواہ اور حاجت روا صرف،

﴿وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُo﴾ (فاطر : ۱۵)

ساری انسانیت محتاج ہے، مشکل کشا اور حاجت روا صرف اور صرف ایک اللہ ہے، لیکن عوام الناس میں یہ بات معروف ہے کہ نہیں ذاتی طور پر مشکل کشا، حاجت روا، اللہ ہے لیکن عطائی طور پر انبیاء علیہم السلام یا بزرگوں نے دین پیر فقیر بزرگ ان کو اللہ تعالیٰ نے اختیار عطا کیے ہوئے ہیں، وہ عطائی طور پر مشکل کشا ہیں،

یہ ذاتی اور عطائی کا چکر ہمارے ملک میں بعض لوگوں نے چلانے کی کوشش کی ہے، تاکہ عقیدہ توحید سے اس امت کو دور کیا جائے،

یاد رکھیئے!

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین مکہ کا اختلاف یہی تھا کہ ذاتی اختیارات کا مالک اللہ ہے، اور عطائی اختیارات کے مالک، اللہ کے پیارے ہیں، اور اس کی دلیل صحیح مسلم میں ہے کہ مشرکین مکہ جب بیت اللہ کا طواف کرتے تھے، تو تلبیہ کہتے تھے، ان میں وہی الفاظ تھے،

((لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِلَّا شَرِيْكًا))

حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، مگر وہی شریک ہے، جس کو آپ نے خود کچھ اختیارات عطا کیے ہیں، گویا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین مکہ کے درمیان اختلاف کیا تھا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سارے اختیارات کا مالک، کون ہے؟

توجہ ہے نا، میری طرف سب کی، ہاتھ کھڑے کرو، جن کی نہیں،
چلو خیر میں تو ویسے بیمار ہوں، تم مجھ سے بھی زیادہ لگ رہے ہو،
ہاں توجہ میری طرف رہے! غور فرمائیں!

نبی پاک ﷺ فرماتے تھے کہ سارے اختیارات کا مالک صرف اللہ ہے لیکن مشرکین مکہ کہتے تھے، کہ نہیں اللہ نے اپنے پیاروں کو کچھ اختیارات عطا کیے ہیں، نبی رحمت ﷺ نے اور قرآن نے اس عقیدہ کی نفی فرمائی،

قرآن پاک میں ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ نے عجیب انداز میں اس بات کو سمجھایا ہے،
فرمایا، جو دنیا کا مال تمہیں میں دوں گا، اس میں لوگوں کو برابر کا شریک کر لیتے ہو، تم؟ یا اللہ نہیں، فرمایا، اپنے مال میں تم اپنے نوکروں کو شریک نہیں کرتے، تو میرے بارے میں فیصلہ کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کچھ اختیارات میں اپنے پیاروں کو شریک کر لیا ہے، میں اپنے اختیار میں، وحدہ لاشریک ہوں، میں نہ اختیارات تقسیم کرتا ہوں،

یا اور آسان سمجھئے، کہ عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی غیرت اور عزت کا نام ہے،
اگر کوئی تمہارا دوست بہت ہی پیارا دوست، کوئی ماں باپ پر کوئی زیادتی کر لے، معافی ہو سکتی ہے، کوئی پیسے ضبط کرے، زمین ضبط کرے، معافی ہو سکتی ہے، لیکن اگر تمہیں پتہ چل جائے، کہ میرے دوست کی نظر میرے گھر پر صحیح نہیں، معاف کر دو گے؟

دوست سے کیا کہو گے، یار بات سنو، مال زمین، اگر تم سے کوئی زیادتی ہو جاتی تو میں معاف کر سکتا تھا، لیکن یہ تو میری غیرت ہے، عزت ہے، میں تمہاری محبت اور دوستی کو غیرت پر قربان کرتا ہوں، ایک لمحہ کے لیے تم اسے برداشت کرنے کو تیار نہیں،

عقیدۂ توحید اللہ کی غیرت کا نام ہے، جب بڑے پیارے سے پیارے کو بھی اللہ کا شریک بنا لو، اللہ برداشت نہیں کرتا، یہ اس کی غیرت اور عزت ہے، کبریائی ہے،

آیئے ذرا غور کیجیے!

بات کو سمجھیں، عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ نہیں، مشرکین مکہ اللہ کو نہیں مانتے، اور نبی

پاک ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ کو مانو، یہ جھگڑا تھا، یہ جھگڑا نہیں تھا، قرآن پاک کے الفاظ ہیں

﴿وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ﴾ (العنکبوت: ٦١)

اے میرے محبوب ﷺ! ان مشرکوں سے پوچھو تو سہی کہ زمین و آسمان کو کس نے بنایا ہے اور چاند اور سورج کو کس نے مسخر کیا ہے،

﴿لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾

یہ سارے مشرک کہیں گے کہ زمین و آسمان کس نے بنایا ہے، اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے، اگر اللہ کو نہ مانتے ہوتے تو کہتے، لات نے بنایا ہے، یہ جبل نے بنایا ہے، یہ عزیٰ نے بنایا ہے، یہ فلاں بزرگ نے بنایا ہے، یہ فلاں ہستی نے بنایا ہے، نہیں، کہنے لگے، یہ سارے زمین و آسمان کے نظام سورج چاند نظام کس نے بنایا ہے، اللہ تعالیٰ نے،

یہ کون کہہ رہے ہیں، مشرکین مکہ، یہ ان کے قول کو قرآنِ پاک نے نقل کیا ہے، اس طرح اگر سمجھ نہیں آئی، میں اور آسان مثال دیتا ہوں، نبی رحمت ﷺ کی دعوت جس وقت پھیل گئی، پورے مکہ میں ہر گھر میں کوئی نہ کوئی وہابی ہو ہی گیا، اب وہ بہت پریشان تھے، کہ اس دعوت کو کس طرح روکا جائے اور تم عملی طور پر دیکھ لو، جہاں اہل حدیث کی نئی جماعت ہے، مسجد بن جائے، جماعت بن جائے، لوگ کہتے ہیں، نہ جانا، جلسہ نہ سننا،

کیوں بھئی کیا خطرہ ہے، خطرہ ہی ہے، اگر گیا تو ہو سکتا ہے، واپس نہ آئے اور ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہوتا ہے، اور ان شاء اللہ ساتھی، جہاں بھی ہوتا ہے، پکا ہوتا ہے، یہی بات نبی رحمت ﷺ نے مان لی تھی تا کہ جو تمہارا بندہ ہماری طرف آئے ہم واپس کر دیں گے، اگر ہمارا بندہ تمہاری جائے تو واپس نہ کرنا،

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، یا رسول اللہ ﷺ! یہ بات مان لی ہے؟ فرمایا، ہاں عمر رضی اللہ عنہ مان لی ہے، یا رسول اللہ ﷺ! ہم حق پر نہیں، فرمایا، کیوں نہیں، ہم ان کے ہاتھوں مارے جائیں، شہید نہیں؟ فرمایا، عمر رضی اللہ عنہ کیوں نہیں، فرمایا، محبوب ﷺ جی، یہ بات کیوں مان لی؟

فرمایا، عمر رضی اللہ عنہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں،

کیا معنی؟ رسول ﷺ جو فرما دے، وہ حق ہوتا ہے، میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں،

محدثین نے اس میں بیان فرمایا، توحید کا فلسفہ بیان کر دیا ہے، کہ آخر کیا وجہ تھی، یہی وجہ تھی نا کہ ان کو جو چھوڑ کر ہمارے پاس آئے گا، ہم واپس کر دیں گے، اور وہ واپس بھی ہو گیا، تو جہان بھی ہو گا، ہمارا ہی ہو گا، اور ہمیں چھوڑ کر کون جائے گا، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، جو ہمیں چھوڑ جائے، تم واپس نہ کرنا،

کیا معنی کہ ہمیں چھوڑ کر کس نے جانا ہے، اور جو نبی ﷺ کو چھوڑ جائے، اس کی ضرورت کیا ہے، فرمایا، ہمیں چھوڑ کر اول تو کوئی جائے گا نہیں، اور جو نبی ﷺ کو چھوڑ جائے، اس کی ضرورت بھی نہیں، اول تو ہمیں چھوڑ کر کوئی جاتا نہیں، اگر چلا جائے تو ضرورت نہیں،

توجہ میری طرف رہے! بات کو سمجھئے، غور کیجیے!

جب آپ ﷺ کی دعوت پھیلنے لگی، مشرکین مکہ تنگ آئے، انہوں نے آکر بیت اللہ کا غلاف پکڑ کر یہ بات کہی، کون سی

((اَللّٰهُمَّ اِنَّ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ))

اے اللہ! اگر یہ آپ کا نبی ﷺ آپ کی طرف سے سچا ہے، یہ کون دعا کر رہے ہیں، مشرک اور کیا کہہ رہے ہیں،

((اللھم))

یہ دعا ان کی قرآن پاک میں ہے،

((اللھم))

اے اللہ! اگر ابو جہل، عتبہ، شیبہ، اللہ کو مانتے نہ ہوتے تو ((اللھم)) دعا میں نہ کہتے،

((اَللّٰهُمَّ اِنَّ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ))

اے اللہ! اگر یہ نبی ﷺ آپ کی طرف سے سچا نبی ہے، پھر کیا کرو، چاہیے تھا نا کہ پھر

دعا کرتے، ہمیں بھی ہدایت دے دے، نہیں

((فَامْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ))

ہمارے اوپر آسمان سے پتھروں کی بارش کر دے، یہ بات واضح ہوگئی، کہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں، ((اللھم)) کہتے تھے، اے اللہ! کہتے تھے، زمین و آسمان کا مالک کہتے تھے، سورج چاند کا مالک کہتے تھے، مدبر الامور تسلیم کرتے تھے، ساری کائنات کا نظام چلانے والا مانتے تھے، رات اور دن کو لانے والا، موسم کا تبدیل کرنے والا، یہ تسلیم کرتے تھے، پھر اختلاف کس بات کا ہے، جھگڑا کس بات کا ہے،

نبی پاک ﷺ بھی یہی کہتے ہیں، کہ زمین بنانے والا اللہ ہے، آسمان بنانے والا اللہ ہے، سورج چاند، بنانے والا اللہ ہے، اور مشرکین مکہ بھی ہیں، کہہ رہے ہیں، لڑائی کس بات کی، جھگڑا کس بات کا ہے، اختلاف کس بات کا ہے؟

نبی پاک ﷺ نے پوچھا، اے مشرکین مکہ، اگر زمین و آسمان اللہ نے بنائے ہیں، سورج چاند، اللہ نے بنایا ہے، پھر یہ لات عزیٰ منات ہبل ان کی عبادت اور چڑھاوے اور نذر و نیاز کیوں؟ پتہ کیا کہنے لگے،

﴿هٰؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (یونس:۱۸)

اے محمد ﷺ ان کی پوجا اس لیے کرتے ہیں، یہ ہمارے درمیان اور اللہ کے درمیان ہمارے سفارشی ہیں، اللہ ہماری نہیں سنتا، اور ان کی کبھی ٹالتا نہیں، ان کے وسیلے ان کے ذریعے ان کے طفیل اللہ ہمیں عطا کرتا ہے، یہ ہم

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (الزمر:۳)

یہ ہمیں اللہ کے قریب کر رہے ہیں، یہ ہمارے درمیان، اللہ کے درمیان وسیلہ ہیں، یہ ہمارے سفارشی ہیں، اب بھی جائیے، پوچھئے کہ بابا فرید کے دربار پر نذر و نیاز، چڑھاوا کیوں؟ جواب یہی آتا ہے، اللہ اور ہمارے درمیان سفارشی ہیں،

بابا علی ہجویری رحمہ اللہ کے دربار کا جناب طواف اور سجدہ اور چڑھاوا کیوں جواب یہی آتا

ہے کہ اللہ اور ہمارے درمیان سفارشی ہے، پھر اللہ کے علاوہ دوسروں کی شوروپکار کیوں؟
جواب یہی آتا ہے کہ ہمارے درمیان اور اللہ کے درمیان ایک وسیلہ اور ذریعہ ہے،
آیئے سنیئے!
میں قرآنی آیات پڑھتا ہوں، توجہ کرنا تمہاری ذمہ داری ہے، قرآن پیش کرتا ہوں، اہل حدیث کی ذمہ داری ہے،
غور کیجیے، توجہ کیجیے!
جتنی ہمیں کوئی گالیاں دیتا ہے، جتنا ہمیں کوئی برا بھلا کہتا ہے، جتنا کوئی ہمیں گستاخ کہتا ہے، ہمارا دل کرتا ہے، اتنی ہی قرآن کی آیتیں پڑھ کران شاءاللہ اس نحوست کو ویسے ہی دھوکرر کھ دیں گے،
قرآن پاک پر غور کیجیے، ہمیں گالیوں کی ضرورت نہیں، گالیاں وہ دیتا ہے، جس کے پاس دلائل نہیں، گلہ وہ کرتا ہے، جس کے پاس دلائل موجود نہ ہوں، الزامات وہ لگاتا ہے، جس کے پاس دلائل موجود نہ ہوں، ہرزہ سرائی وہ کرتا ہے، جس کے پاس دلائل موجود نہ ہوں، طعنہ زنی وہ کرتا ہے، جس کے پاس دلائل موجود نہ ہوں،
جناب مذاق اور ٹھٹھہ وہ کرتا ہے جس کے پاس دلائل موجود نہ ہوں، اور جناب فلسفی باتیں کر کے امت کو گمراہ وہ کرتا ہے، جس کے پاس دلائل موجود نہ ہوں، ہمارے اوپر اللہ کی رحمت ہے کہ ہمارے پاس رب کے قرآن کے دلائل موجود ہیں، پیغمبر ﷺ کی احادیث کے دلائل موجود ہیں، ہمیں کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں،
اس لیے مشرکین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے، نا کہ جو اللہ کے علاوہ کسی کو پکارتا ہے، وہ ایسے ہی ہے، جیسے مکڑی کا گھر ہوتا ہے،
مکڑی کا گھر دیکھا ہے؟ فرمایا، جیسے مکڑی کا گھر ہوتا ہے،
﴿اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ﴾
انتہائی کمزور ترین گھر، مکڑی کا ہوتا ہے، مکڑی کا گھر، پتہ وہ مکڑی کیسے بناتی ہے، باہر

سے سامان میٹریل نہیں لے کر آتی، مکڑی کے منہ سے لیس دار پانی نکلتا ہے، اس سے وہ جالا بنتا جاتا ہے، وہ پیچھے کو چلتی جاتی ہے، جالا بنتا جاتا ہے، اس کا پورا گھر بنتا ہے، اس طرح ہاتھ مارو، یا کوئی چیز مارو، وہ سارے کا سارا گھر گر جاتا ہے، بالکل کمزور ترین گھر ہوتا ہے،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مشرک کے عقائد ونظریات ایسے کمزور ہیں، جیسے جالا کمزور ہوتا ہے، جیسے وہ جالا کمزور ہوتا ہے، کیوں؟ اس لیے کہ اس کے منہ سے لیس دار پانی نکلتا ہے، اس سے وہ گھر بنتا ہے، اور مشرک کے پاس بھی دلائل نہیں ہوتے، اس کے منہ سے نکلے ہوئے، لیس دار، خودساختہ دلائل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آسمان سے دلائل نازل نہیں کیے ہوتے،

ان شاء اللہ وہ لیس دار سارے دلائل جو اندر سے جناب خود سوچ کر نکالے گئے، ان شاء اللہ قرآن وحدیث سے، ان شاء اللہ دھودیں گے،

توجہ ہے نا؟

ان شاء اللہ تمہیں دیکھ کر طبیعت ان شاء اللہ کھلتی جا رہی ہے، دو چار گھنٹے اب تمہاری جان تو نہیں چھوٹتی، مجھے لگتا تو ایسے ہی ہے،

توجہ میری طرف کیجیے، غور کیجیے، بات کو سمجھئے، اللہ کی رحمت ہے ہم پر کہ ہمارے پاس دلائل موجود ہیں، باہر ادھر ادھر جانے کی ضرورت نہیں، دلائل بنانے کی ضرورت نہیں، ہمارے دلائل خود اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مصطفی ﷺ کے سینے پر نازل فرمائے ہیں،

اب ذرا دیکھتے ہیں، سوچتے ہیں، کہ کیا اللہ نے دنیا میں کسی ہستی وشخصیت کو اختیار عطا کیے ہوئے ہیں، کسی کو کوئی مختار کل بنایا ہے، کسی کو حاجت روا بنایا ہے، کسی کو مشکل کشا بنایا ہے، یا نہیں بنایا، آیئے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس عقیدہ پر غور کیجیے،

کیا اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت والے دن، کوئی اپنی مرضی سے اپنی رائے، اپنی سوچ سے، اپنے ہی ارادے سے، کسی کے بارے میں کوئی سفارش کر سکتا ہے، کوئی شک نہیں کہ سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت قیامت کو ہوگی، لیکن شفاعت ہوگی کس طرح، ذرا غور کرنا!

جو الفاظ عوام میں مشہور ہیں، نا، ذرا غور کرنا!

اصل میں ہمارے ملک میں جہالت ہے، اور جہالت کی سزا یہ ہوتی ہے کہ بندہ جو کہہ رہا ہوتا ہے، اسے پتہ نہیں ہوتا، کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، کبھی سنا،

خدا آباد رکھے اہل سنت کو،

توجہ میری طرف رہے!

خدا آباد رکھے، اہل سنت کو، سرکار کا میلاد ہوتا رہے،

کبھی یہ جملہ سنا ہے، یا نہیں سنا؟

خدا آباد رکھے اہل سنت کو، سرکار کا میلاد ہوتا رہے،

میں نے کہا، جملہ بہت پیارا ہے، اس کا کیا معنی ہے، کہتے کیسے؟ میں نے کہا، ترجمہ کیا بنتا ہے؟ خدا آباد رکھے، اہل سنت کو، یہ تو سمجھ آ گیا کہ دعائیہ جملہ ہے، کہ اللہ اہل سنت کو ہمیشہ زندہ رکھے، سلامت رکھے، سرکار سے مراد نبی رحمت ﷺ ہیں،

میلاد ہوتا رہے گا، اس کا کیا مطلب ہے، میلاد کا کیا معنی ہے، یہ تو عربی کا لفظ ہے، کہتے میلاد کا معنی ہے، پیدائش، چلو ٹھیک ہے، پیدائش، یہی معنی ہے؟ جی یہی ہے، میں نے کہا، اب ذرا بتاؤ، اس کا کیا معنی بنے گا، خدا آباد رکھے، اہل سنت کو، حضور ﷺ کی پیدائش ہوتی رہے گی،

خدا آباد رکھے، اہل سنت کو، سرکار پیدا ہوتے رہیں گے،

میں نے کہا، کیا کہا ہے، کہتے، اس کا معنی یہ بنتا ہے، میں نے کہا، ہاں، کہتے، ہم نے تو آج غور کیا ہے، میں نے کہا، پہلے غور کر لینا تھا، کہتے پہلے غور کرنا ہوتا تو وہابی نہ ہو جاتے، اتنا شعور ہوتا تو اہل حدیث نہ ہوتے،

او اللہ کے بندو! کیا کہہ رہے ہو، کہ اللہ ہمیں آباد رکھے، حضور ﷺ پیدا ہوتے رہیں گے، سنو!

مصطفیٰ ﷺ پیدا ہو چکے ہیں، اب قیامت تک کوئی مصطفیٰ ﷺ جیسا پیدا ہو سکتا؟ نہیں

ہو سکتا،

لیکن اپنی جہالت پر ذرا غور تو کیجیے، کیا کہہ رہے ہو، جملہ کا معنی کیا ہے، مفہوم کیا ہے، کہہ تو رہا ہے، حوالہ نہ دے گا، تو پھر کون دے گا، کہہ تو رہا ہے، بھلا کیا،

یا امام بری
میری کھوٹی قسمت کر دو کھری

میں نے کہا، واقعی، قسمت کھوٹی، امام بری کھری کرتا ہے؟

کہتے جی، میں نے کہا، پکی بات ہے؟ کہتے جی، قسمت کھوٹی ہو جائے، تو کھری امام بری کرتا ہے؟ کہتے جی، میں نے کہا، تو کھوٹی کون کرتا ہے؟ کھری تو امام بری کرتا ہے، سمجھ آ گئی، کھوٹی کون کرتا ہے، کہتے کھوٹی تو پھر اللہ ہی کرتا ہوگا، اچھا کھوٹی کے لیے اللہ رہ گیا ہے،

﴿وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ﴾ (الانعام:۹۱)

• ﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا﴾ (نوح ۱۳)

آج بھی پوچھیے، کسی سے پوچھ لو، کہ سنا ہے، گاڑی اپنی لی ہے، جی سرکار کا کرم ہے،

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
جتنا دیا سرکار نے مجھ کو
اتنی میری اوقات نہیں

ع

تیرا کھانواں میں تیرے گیت گانواں یا رسول اللہ

ظاہری طور پر تو بہت پیارے جملے ہیں، لیکن ذرا غور تو کیجیے، اللہ کے بندو، کون کہتا ہے، کہ پیغمبر ﷺ کا ادب و احترام نہ کرو، آپ ﷺ کی عزت نہ کرو، آپ ﷺ کی شان بیان نہ کرو، آپ ﷺ کا مقام بیان نہ کرو، آپ ﷺ کی عزت اور حرمت بیان نہ کرو، آپ ﷺ کا ادب و احترام نہ کرو، آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر نہ کرو،

میرا اور میری جماعت کا عقیدہ ہے،جس کے دل میں جناب ایک ذرہ برابر بھی مصطفیٰ ﷺ کی گستاخی کا تصور بھی آ جائے، نہ ایمان رہتا ہے، نہ اسلام رہتا ہے،

ساری کائنات میں اگر میرے مصطفیٰ ﷺ کا احترام نہیں، اللہ کی قسم ہے، کوئی بندہ مسلمان نہیں ہوسکتا،لیکن آپ ﷺ کے ادب واحترام کا یہ معنی تو نہیں کہ رب کی توہین کرو،

اگر ایسے سمجھ نہیں آئی، میں اور آسان سمجھاتا ہوں، تاکہ تمہارے دل و دماغ میں کوئی بات اترے اور تم سوچو اور غور کرو، رب کعبہ کی قسم ہے، میری گفتگو کا مقصد کسی مسلک پر طعن و تشنیع نہیں، صرف اس ارادے، اس نیت سے آخرت کو سامنے رکھ کر، قبر کو سامنے رکھ کر، قیامت والے دن، حساب و کتاب کو سامنے رکھ کر پوری امانت و دیانت سے بغیر کسی مسلک کے تعصب سے اس درد دل سے ارشاد کروں گا، کہ تم جہنم کے عذاب سے بچ جاؤ،

اور رب کا عقیدۂ توحید اور پیغمبر ﷺ کی سنت کو تم سمجھو، اور قریب آؤ،

آیئے! ذرا بات کو سمجھئے، میں کسی انسان کو خوش کرنے کے لیے اپنی آخرت اپنی قبر کو گندہ نہیں کرسکتا، پورے درد دل سے چند گزارشات پر غور فرمائیں، بات کو سمجھیں، توجہ کیجیے،

میں پوچھنا چاہتا ہوں، کہ اگر میں نبی رحمت ﷺ کی ایک شان، ایک مقام، ایک صفت ہے، کہ آپ ﷺ سراجاً منیراً ہیں، کوئی شک ہے کہ پیغمبر ﷺ سراج منیر ہیں، آپ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں،

اگر میں کہہ جاؤں، اس اجتماع، اس گاؤں اس بستی میں، کہ نہیں نہیں، پیغمبر ﷺ بھی رحمۃ للعالمین ہیں، موسیٰ علیہ السلام بھی رحمۃ للعالمین ہیں، پیغمبر ﷺ بھی رحمۃ للعالمین ہیں، عیسیٰ علیہ السلام بھی رحمۃ للعالمین ہیں، پیغمبر ﷺ بھی سراج منیر ہیں، ابراہیم علیہ السلام بھی سراج منیر ہیں، پورے گاؤں میں آگ لگ جائے، حالات خراب ہو جائیں،

اہل حدیث، اہل سنت سب کی محبت احترام سب کچھ ختم ہو جائے، اسٹیج نہ رہے، خطیب، خطیب نہ رہے، عزت، عزت نہ رہے، حرمت حرمت نہ رہے، یہ محبت پیار کا انداز نہ رہے، ہر بندہ کھڑا ہو کر مجھے سزا دینے کے لیے آگے بڑھے، کہ یار تم نے پیغمبر ﷺ کی توہین

کر چھوڑی،

میں عرض کرتا ہوں، میں نے پیغمبر ﷺ کی توہین کس طرح کی، کہنے لگے، رحمۃ للعالمین پیغمبر ﷺ ہیں، آپ ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو کیوں کہا ہے، میں سوال کرتا ہوں، اگر پیغمبر ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں، اگر موسیٰ علیہ السلام کو کہہ دیں، تو کیا جرم ہو گیا ہے، کہنے لگے، نہیں، یہ شان آخر الزماں پیغمبر ﷺ کی ہے، یہ موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ کی نہیں،

جو شان پیغمبر ﷺ کی ہے، وہ ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کی نہیں، جو شان مصطفیٰ ﷺ کی ہے، وہ عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ کی نہیں، میں سوال کرتا ہوں، جو شان رحمۃ للعالمین ہونا، مصطفیٰ ﷺ کی عظمت ہے، یہ کسی اور نبی ﷺ کو دینے سے میرے پیغمبر ﷺ کی توہین ہوتی ہے، جو شان سراج منیر والی، میرے مصطفیٰ ﷺ کی ہے، یہ خلیل اللہ علیہ السلام کو دینے سے میرے مصطفیٰ ﷺ کی توہین ہوتی ہے،

یہ بات واضح ہو گئی کہ جو شان آخری پیغمبر ﷺ کی ہے، وہ کسی اور نبی علیہ السلام کو دینے سے میرے مصطفیٰ ﷺ کی توہین ہوتی ہے اور جو شان میرے رب کی ہے، وہ مخلوق کو دینے سے میرے رب کی بھی توہین ہوتی ہے، جیسے شان مصطفیٰ ﷺ صفات مصطفیٰ ﷺ دوسرے انبیاء علیہم السلام میں بانٹی نہیں جا سکتیں، ایسے اللہ کی شان بھی مخلوق میں نہیں، بانٹ تقسیم نہیں کی جا سکتی، اللہ کے بارے میں کوئی قانون اور ضابطہ نہیں؟

کسی سے پوچھو، نا، کہ سنا ہے، گاڑی اپنی لے لی ہے، سرکار کا کرم ہو گیا ہے، سنا ہے کوٹھی لی ہے، بزرگوں کا کرم ہے، سنا ہے، تمہاری دوکان، تمہارا کاروبار بہت چلتا ہے، چمک گیا ہے، جی بزرگوں کا کرم ہے، سنا ہے، شادی کے آٹھ دس سال بعد بیٹا ہوا ہے، جی بزرگوں کا کرم ہے، سنا ہے، تمہارے ابو جی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے، ٹانگ ٹوٹ گئی ہے، جی اللہ کی مرضی ہے، اب اللہ کا نام آیا ہے، جب ٹانگ ٹوٹی ہے،

تجربہ کر لو، اللہ کے لیے کوئی قانون اور ضابطہ نہیں،

سنا ہے کسی چوہدری کے ہاں بیٹا ہو جائے، مبارک باد دیتے جاؤ، کہیں چوہدری صاحب

بیٹا ہوا ہے، جی جی بزرگوں کا کرم ہے، وہی بیٹا ہفتے بعد فوت ہو جائے، مر جائے، پھر جاؤ، چوہدری صاحب سنا ہے، بیٹا فوت ہو گیا ہے، جی جی اللہ کی مرضی ہے،

میں پوچھتا ہوں، جب پیدا ہوا ہے، تب کیوں کہا کہ بزرگوں کی مرضی ہے، تب غیر اللہ کا نام لیتے ہو، اللہ کے پیاروں کا نام لیتے ہو، اور جب جناب فوت ہو جائے، تو اللہ کا نام لیتے ہو، یہی اہل حدیث کہتا ہے، جب تمہیں دکھ آئے، اللہ کی مرضی،

جب مصیبت آتی ہے، اللہ کی مرضی، جب فوتگی ہوتی ہے، تو اللہ کی مرضی، غمی آئی ہے، اللہ کی مرضی، فیل ہوئے، اللہ کی مرضی، ناکام ہوئے، اللہ کی مرضی، دیوالیہ ہوئے، اللہ کی مرضی، تمہاری دکان نہ چلی، اللہ کی مرضی، ایکسیڈنٹ ہوا ہے، تو کہتا ہے، اللہ کی مرضی، تکلیف آئی ہے، کہتا ہے، اللہ کی مرضی، جب سکھ پہنچا ہے، کہتے ہو بزرگوں کی مرضی،

اہل حدیث تمہارا عقیدہ رد کر کے کہتا ہے، پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک ہر حال میں تمہارے وجود میں تو اللہ کی مرضی چلتی ہے، اللہ کے علاوہ کسی کی مرضی نہیں چلتی،

آیئے، تم کہتے ہو، فلاں چھڑوا لے گا، خدا کا پکڑا چھڑوائے محمد ﷺ اور محمد ﷺ کا پکڑا چھڑوا کوئی نہیں سکتا، کہ نبی پاک ﷺ قیامت کو چھڑوالیں گے،

سنیئے!

قرآن پاک کیا کہتا ہے، شفاعت مصطفیٰ ﷺ حق ہے، جو تمہارا تصور ہے، نا کہ نبی پاک ﷺ جس کو چاہیں گے، جب چاہیں، جس کے بارے میں چاہیں گے،

قرآن نے کیا فرمایا ہے، قرآن پاک پر غور کرنا، فرمایا،

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ (البقرہ:۲۵۵)

بتاؤ، پورے اجتماع میں کون سا بریلوی ہے، کون سا دیوبندی، کون سا اہل حدیث ہے، جس کو آیۃ الکرسی نہ آتی ہو، سب کو آتی ہے نا، آیۃ الکرسی تو آتی ہے، اس کا ترجمہ کون سنائے گا، بلکہ میں تو کہتا ہوں، جو کچھ تمہیں آتا ہے، عام آدمی، پڑھے لکھے کو چھوڑیں، عام ہی آدمی

کو جب چھوٹے سے تھے، گھر والوں نے نماز پڑھائی تھی، یا نہیں،

نماز یاد کروائی تھی نا، یاد کروائی تھی، چاہے جس گھر میں پیدا ہوا، اہل حدیثوں کے گھر، دیو بندی، بریلوی، سُنی کے گھر میں پیدا ہوئے ہو، تمھیں نماز پڑھائی گئی تھی، شروع کی نماز، بتاؤ، کہاں عقیدہ غیر کا، جب نماز شروع کرتا ہے، وہ کیا کہتا ہے، بچپن میں،

((سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ))

کوئی ہے، غیر کا نام تو لاؤ،

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ))

پھر کیا کہتا ہے،

((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ))

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ○ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ (الفاتحه:۱-۷)

آمین، آگے کیا کہا ہے،

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ ۵ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ○﴾ (الاخلاص:۱-٤)

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ))

((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ))

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى، اَللّٰهُ اَكْبَرُ))

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ))

یا دوسرا سجدہ……

((اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی))

جب تشہد میں بیٹھتا ہے، کیا پڑھتا ہے، سارے مشترکہ کیا کہتے ہیں،

((اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ السَّلاَمُ عَلَیْكَ أَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلاَمُ عَلَیْنَا ، وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِینَ . أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللّٰهُ وأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))

نہیں ہیں، اور کچھ کہہ لو،

((مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ))

آگے اب درود پڑھتا ہے، جی پڑھتا ہے،

((الصلوٰة السلام علیك یا رسول اللّٰه وسلم علیك یا حبیب اللّٰه))

پڑھ کر دکھایئے، نماز سلام پھیر کر دکھایئے، علماء سے فتویٰ لا کر دکھایئے کہ نماز ہوگئی ہے؟ میں پوچھنا چاہتا ہوں، جو نماز سے پہلے پڑھتے ہو، یہ نماز کے اندر کیوں نہیں پڑھتے، اگر پہلے مسنون ہے، اندر مسنون ہے، اگر پہلے قبول ہوگیا ہے، تو نماز میں کیوں نہیں پڑھا،

((الصلوٰة والسلام علیك یا رسول اللّٰه ﷺ))

اگر بریلوی ہے، تب بھی دیوبندی ہے تب بھی اہل حدیث ہے تب بھی کیا کہتا ہے،

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ))

آئے ہو، اس درود پر جس پر تمہیں اہل حدیث لانا چاہتا تھا،

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی

مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ))

اب آگے دعا کیا پڑھتے ہو،

((رَبِّی اجْعَلْنِیْ))

بتاؤ، غیر اللہ کا تذکرہ کہاں ہے،

﴿رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ٥ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ٥﴾

((السلام علیکم ورحمة اللّٰه))

اگر وتر پڑھتے ہو، تو کیا کہتے ہو،

((اللهم نستعينك))

کوئی ہے، تمہارا عقیدہ پوری نماز میں، اگر نہیں، تو اہل حدیث تمہیں پیغام دیتا ہے، کیا اعلان کرتا ہے، قرآن؟

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ٥﴾

(فاطر:١٥)

آیت الکرسی میں کیا کہتے ہو،

﴿لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ﴾ (البقرہ:٢٥٥)

آگے کیا ہے،

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ﴾

جاؤ، پوری امانت سے تمہیں، اللہ کی قسم ہے، میرے اور تمہارے درمیان قرآن ضامن ٹھہرا، جائیے، علماء کرام کے پاس لے جائیے، اس آیت پاک کو آیۃ الکرسی کو، پوچھیئے، ترجمہ کیا ہے،

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ.....﴾

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ....﴾

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ....﴾

پوچھئے ، علماء سے ترجمہ

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ....﴾

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ....﴾

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ....﴾

تیسرا پارہ ہے، سورۃ البقرہ آیت الکرسی ، ہے، قرآن پاک کے کیا الفاظ ہیں،

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ....﴾

اے اللہ! کون ہے، جو تیرے سامنے تیری اجازت کے بغیر کسی کے بارے میں سفارش کرے، دوسرا مقام فرمایا،

﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًاo﴾ (النباء:۳۱)

تیسواں آخری پارہ ہے، تیسواں، فرمایا،

﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا o حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا o وَکَوَاعِبَ اَتْرَابًا o وَکَاْسًا دِھَاقًا o لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْھَا لَغْوًا وَّلَا کِذّٰبًا o جَزَآءً مِّنْ رَّبِّکَ عَطَآءً حِسَابًا o رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا الرَّحْمٰنِ لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْہُ خِطَابًا o یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ صَفًّا لَّا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًاo﴾ (النباء: ۳۱۔۳۸)

فرمایا، کوئی نہیں، اللہ کے سامنے، کل قیامت والے دن اپنی زبان سے کہہ سکے، جب تک اللہ پاک اجازت نہ دے،

آیئے سنیئے!

میرے تمہارے محبوب جناب محمد ﷺ تشریف فرما ہیں، جبرائیل علیہ السلام آئے، قرآن پاک کی کون سی آیت مبارکہ پڑھی ہے،

﴿یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُo﴾

(فاطر:۱۵)

اے محبوب ﷺ جی، رب فرمارہا ہے،

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کس کو پڑھ کر سنا رہا ہے، جبرائیل، نبی پاک ﷺ کو، اب آپ ﷺ کے سینے میں قرآن پاک کی آیت جمع ہوگئی، جبرائیل علیہ السلام واپس چلے گئے، آپ ﷺ نے پڑھا، صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے فرمایا،

﴿یٰاَیُّھَا النَّاسُ﴾

اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم!

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ﴾

سامنے ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ ہیں، کیا فرمایا،

﴿یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ﴾

جاؤ، قرآن وحدیث کا مطالعہ کیجیے، کوئی آیت مبارکہ لائیے، کہ رب نے فرمایا ہو، ساری انسانیت فقیر ہے، سوائے فلاں ہستی کے، ساری انسانیت فقیر ہے، فلاں شخصیت کے سوا، ساری انسانیت فقیر ہے فلاں ہستی کے شخصیت کے، ساری کائنات محتاج ہے، سوائے اس فلاں ہستی وشخصیت کے، کوئی مستثنیٰ، استثنیٰ ہے، کوئی الگ ہے، جناب اس آیت مبارکہ سے باہر ہے، خارج ہے، تو آیت پیش کیجیے، اگر نہیں تو پھر مانیے،

﴿یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُo﴾

(فاطر:۱۵)

اے ساری دنیا کے لوگو! تم سارے؟ بولو، فقیر ہو محتاج ہو، اب ذرا دیکھنا، قرآن پڑھیے، جناب نوح علیہ السلام نے کتنے سو سال وعظ کیا ہے، ساڑھے نو سو سال، اور کیسے کیا ہے، نہ کوئی رات نہ کوئی دن، کوئی لمحہ ایسا نہیں، جب پیغمبر ﷺ نے اللہ کے دین کی طرف نہ بلایا ہو،

﴿اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا﴾ (نوح : ۵)

روزانہ دو دو جلسے، دن کو بھی، رات کو بھی، فرمایا، میری قوم توحید کو مانو، عقیدہ کو مانو، ساڑھے نو سو سال بعد، جب اللہ کا عذاب آنے لگا ہے، اس قوم پر، پانی آیا، تو سامنے نوح علیہ السلام کا اپنا بیٹا ہے، ساڑھے نو سو سال وعظ کا خلاصہ نکل رہا ہے، ساڑھے نو سو سال تبلیغ کر کے جب قوم نہیں مانی، عذاب آیا ہے، نا، سامنے بیٹا ہے، تو کیا فرمایا،

﴿یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا﴾ (هود:۴۲)

اے بیٹے آ جاؤ، کشتی میں بیٹھ جاؤ،

﴿قَالَ سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ﴾ (هود : ۴۳)

ابا جی، پہاڑ، پر چڑھ جاؤں گا، پہاڑ پانی سے بچالے گا، فرمایا، بیٹا، آج اس نے ہی بچنا ہے، جس پر اللہ نے رحم کرنا ہے، کوئی چیز نہیں بچا سکتی، کشتی میں بیٹھ جاؤ، یہ کشتی چلے گی، اللہ کے نام سے رکے گی، تو اللہ کے نام سے، اس پر اللہ کا حکم ہے، آ جاؤ، بیٹا کہنے لگا، ابا جی، پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا، ابھی باتیں ہو رہی ہیں، نگاہ مرد مومن سے ہر تقدیر بدل رہی ہے،

لے گیارہویں والے دا ناں
تے ڈبی ہوئی تر جائیں گی

تیرتی ہوئی بھی ڈوب جائے گی،

لے گیارہویں والے دا ناں
تے ڈبی ہوئی تر جائیں گی

پھر کبھی فوٹو دیکھا ہے پیر صاحب کا، ایسے نیچے ہاتھ پیر صاحب نے رکھا ہے، بیڑی باہر نکال رہے ہیں، بارہ سال بعد، میں نے کہا، پیر عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں میں تو ڈوبی تھی، کہنے لگے، جی، میں نے کہا، کیوں؟ کہنے لگے، ایک عورت تھی، اس نے گیارہویں کا دودھ نہیں دیا تھا، پیر صاحب کو غصہ آ گیا، اس نے پوری بارات ہی ڈبو دی،

اچھا، پیر وہی ہوتا ہے، جس کو گیارہویں نہ دیں، دودھ کی گڑوی نہ دیں، تو بیڑا ڈبو

دے، پیر کون ہوتا ہے، تمہارے معیار والا، اہل حدیث کا ولی کون ہوتا ہے،

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ))

ولی وہ ہوتا ہے، جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے، اور جو ٹانگیں توڑ دے، وہ ولی ہوتا ہے، وہ سی ڈی دیکھی ہے، ٹالی والی، دیکھی ہوگی، ان شاء اللہ، وہ کہنے لگے، جو ٹالی کاٹ لے، اس کو لاکھ روپیہ دیں گے، اور اہل حدیث بھی ہو جائیں گے، مجھے ساتھیوں نے فون کیا کہ ٹالی کاٹنے کا لاکھ روپیہ بھی دیتے ہیں،

میں نے کہا، اور کیا چاہیے، لاکھ روپیہ بھی ملے اور ٹالی بھی ملے، کہنے لگے، جی ساتھ ایک اور بات بھی ہے، میں نے کہا، بتاؤ، کہتے، وہاں کرینیں آئی ہیں، وہ ٹوٹ گئی ہیں، اور کئی آدمی آئے ہیں، نہیں کاٹ سکے، اور جو بھی آئے، بابا ٹانگیں توڑ دیتا ہے، یا ہاتھ توڑ دیتا ہے، جو بھی اس درخت کو قبر سے کاٹے، اب کیا کریں؟

میں نے کہا، جڑ جاؤ، کہتے کچھ ہوگا تو نہیں؟ میں نے کہا، ڈرتے کیوں ہو؟ ابھی تم کہتے ہو کہ کچھ نہیں کر سکتے، جاؤ، ظالمو کیا کہتے ہو، نگری داتا کی، لاہور نگری داتا کی، لاہوری پریشان کس سے ہیں، کس سے پریشان ہیں؟ ڈینگی مچھر سے، اس ڈینگی مچھر سے کون جان چھڑائے، بابا علی ہجویری کے شہر میں، داتا کی نگری ڈینگی مچھر کا شکار، پکارو، کہو، کسی سے، یا مانو،

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ (الملک:۱)

یا اللہ! لاہور میں کیوں بھیجا ہے، رب نے کہا، یہی سے تو کام ہوتا تھا، یہی سے بتانا ہے کہ داتا کی نگری نہیں، نگری کس کی ہے، اللہ کی، مچھر کا مالک کوئی نہیں، مچھر پر کسی کا کنٹرول نہیں، سپرے چھڑکو،

پاکستان کے سارے بزرگوں سے کہو کہ پھونک مار کر مچھر کو ماردیں، یا بزرگوں نے خود بھیجا ہے، کیوں نہیں، مارتے، مانو کہ

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ (الملک:۱)

اگر ڈینگی مچھر جناب پورے لاہور میں پھر رہا ہو، تو میں کیوں نہ کہوں؟

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُo﴾

(فاطر:۱۵)

میں کہہ سکتا ہوں، شہباز شریف صاحب! آپ تو کہتے تھے، دربار تو آپ نے ہی بنوایا تھا، اب جاؤ، کہو بابا جی سے عرض کرو، بابا جی ڈینگی مچھر ختم کر دو، اگر نہیں تو پھر مان لو،

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُo﴾

(فاطر:۱۵)

غور کرنا، جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں، توجہ کرنا،

کہنے لگے، وہ بابا جی نے کہا کہ ٹالی کاٹ کر لے جاؤ، میں اہل حدیث بھی ہو جاؤں گا، اور لاکھ روپیہ بھی دوں گا، انہوں نے مجھے فون کیا، میں نے کہا، جاؤ، ان شاء اللہ کچھ نہیں ہوتا، ساتھی گئے، کہنے لگے، دو گھنٹے میں کاٹ کر لے جاؤ، وہابیوں نے چند منٹوں میں ہی پرانی ٹالی کاٹ کر ٹرالی میں پھینک دی،

جب ساری پرانی ٹالی ٹرالی میں آ گئی، اب وہ بڑا پریشان ہوا، جب شروع میں جاؤ، نا، سی ڈی دیکھو، تو ایسے کر کے کھڑے ہیں، بابا کے دربار میں، لائن بنا کر کہ وہابی آ رہے ہیں، تو کچھ ہماری عزت رکھ لینا، آپ کو نذر و نیاز دیتے رہے ہیں، تو مہربانی کرنا، سب کی نہ توڑو، تو ایک دو کی ضرور توڑ دینا، کچھ ضرور کرنا، بابا نے کیا کرنا تھا،

وہ خبر پھر اعلان ہوا، حضرات جو بابا کو مانتے ہیں، وہ ادھر ہو جائیں، جو اللہ کو مانتے ہیں، وہ ادھر ہو جائیں، ان بے وقوفوں کو یہ نہیں پتہ کہ ہم بھی اللہ کو مانتے ہیں، کہتے جی بابا والے ادھر ہو جاؤ، اللہ والے ادھر ہو جاؤ،

﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَo﴾ (یسٓ:۵۹)

پھر کیا ہوا ہے، پھر جب اہل حدیثوں نے ٹالی کاٹ لی، میں وہاں جلسے پر گیا، سانگلہ جب میں جلسہ میں پہنچا تو کہنے لگا، جی درخت کاٹا ہے، میں نے کہا، جی اللہ کا کرم ہے، میں

نے کہا، اللہ کے بندو، کہنے لگے، جی حیرانگی کی بات ہے؟

میں نے کہا، بتاؤ، کہنے لگے، بابا جی نے آپ کو ٹانگیں نہیں توڑی، آپ نے اتنی جلدی کیسے کاٹ لی ہے، میں نے کہا، نیچے سے بابا نے ہاتھ مارا ہے، اوپر سے ہم نے کھینچ لیا ہے، میں نے کہا، ہم نے کہا، بابا جی سے کہا ہے، بابا جی آپ نے سوکھی ہوئی ٹالی کیا کرنی ہے، اگر ہمیں لاکھ روپیہ ملے تو آپ کو کیا اعتراض ہے، غریبوں کا کام بن جائے، آپ نے سوکھی ہوئی ٹالی کیا کرنی ہے، سوکھی ہوئی ٹالی آگ جلانے کے کام آتی ہے،

اور آپ کی قبر جنت کا باغیچہ ہے، وہاں آپ کی تو ضرورت ہی نہیں، آپ کی قبر جنت کا باغیچہ ہے، آگ کی کمی نہیں، اگر اللہ نہ کرے، معاملہ الٹ ہے، تو آگ کی کمی نہیں، سمجھ گئے ہو، اگر جنت کا باغیچہ ہے، تو آگ کی ضرورت نہیں، اگر معاملہ اللہ نہ کرے، الٹ ہے، تو آگ کی کمی نہیں، تو آپ نے سوکھی ہوئی ٹالی کیا کرنی ہے،

پتہ ہے، بابا جی نے کیا کہا، کہتے، بتاؤ، میں نے کہا، بابا جی نے کہا، اہل حدیثو، تم ٹالی کاٹ کر لے جاؤ، مجھے کوئی اعتراض نہیں، لیکن تمہارے ساتھ اگر کوئی مشرک آئے گا، تو میں ٹانگیں توڑ دوں گا، تمہیں پتہ نہیں، جب کوئی مشرک آئے، میں ٹانگیں توڑ دیتا ہوں، پر تمہاری توڑتے ہیں، اہل حدیثوں کی نہیں توڑ سکتے، ایسے ہی ہے نا،

میں نے کہا، اب یا یہ مان لو کہ بابا ہم سے راضی ہے، اس نے خود کٹوایا ہے، اور اگر وہ نہیں مانتے، تو پھر یہ مان لو، کہتے کیا؟

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ﴾ (فاطر : ١٥)

اے ساری دنیا کے لوگو! تم اللہ کے فقیر ہو،

﴿وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُo﴾ (فاطر:١٥)

اللہ پاک کے علاوہ کوئی مشکل کشا، حاجت روا نہیں، کوئی وسیلہ، کوئی ذریعہ نہیں، اہل حدیث وسیلہ مانتا ہے، لیکن کیسے وسیلہ مانتا ہے، ایک وسیلہ مانتا ہے، اللہ کی ذات کا، اے اللہ تو ہمارا رب رحمت ہے، اے اللہ! تو ہمارا رب اور رحمان ہے، مشکل کشا اور حاجت روا ہے،

ہماری مصیبت، پریشانی، تکلیف کو دور کر دے،

اللہ کو واسطہ ڈالو، اس کی ذات کا، اس کی ذات کا واسطہ، وسیلہ ڈالو، اس کے اسماء و صفات کا وسیلہ ڈالو، اللہ تو رحمان ہے، تو رحیم ہے، تو کریم ہے، اللہ ہماری یہ مصیبت دور کر دو، اگر اللہ پاک کو واسطہ ڈالنا ہے، اپنے نیک اعمال کا وسیلہ ڈالو، اللہ میں نے نماز پڑھی ہے، روزہ رکھا ہے، میں نے حج کیا ہے، زکوٰۃ دی ہے، اللہ تمہیں راضی کرنے کے لیے میری مصیبت دور کر دے، یا کوئی اللہ کا ولی یا اللہ کا نبی دنیا میں موجود ہو، تو اس سے دعا کرواؤ، زندہ ہو، پاس موجود ہو، دعا کرواؤ، دعا کا وسیلہ ہے،

اہل حدیث کہتا ہے، لیکن کسی کی ذات اور شخصیت کا وسیلہ، اللہ فلاں بزرگ کا وسیلہ واسطہ ہے، یہ نہ قرآن پاک میں ہے، نہ یہ حدیث میں ہے، آؤ، قرآن پاک کیا کہتا ہے،

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ﴾ (فاطر:۱۵)

نوح علیہ السلام بیٹے کو آواز دی ہے، بیٹا نہیں مانا،

﴿وَ حَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ۝﴾ (ھود:۴۳)

کہاں یاد آئے، مناظر اسلام، حافظ عبد اللہ شیخوپوری رحمہ اللہ، اللہ ان کی قبر پر رحمتیں فرمائے، فرمانے لگے، میں بغداد گیا، عراق کے دورے پر، پیر عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی قبر پر چلے گئے، ایک بابا، بابا کی قبر پر لیٹا رو رہا تھا، اور کہے بابا جی، مہینہ ہو گیا ہے، آپ کی قبر پر آتے ہوئے، اب تو میری دعا قبول کر لو، اب تو میری گزارش سنو، میری دعا قبول کرو،

حافظ صاحب فرمانے لگے، مجھ سے رہا نہ گیا، میں نے کہا، بابا جی، جس بزرگ کو پکار رہے ہو، ان کی زبان عربی تھی اور آپ اردو میں پکار رہے ہو، پنجابی میں، بابا کو آپ کی زبان نہیں آتی، عربی میں کہو، وہ میری طرف دیکھ کر متوجہ ہوا، کہنے لگا، حافظ جی، مجھے عربی نہیں آتی، حافظ صاحب فرماتے ہیں، مجھے بے ساختہ آیت یاد آ گئی، کون سی؟

﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ۝﴾ (الحج:۷۳)

پیر بھی کمزور ہے، اور مرید بھی کمزور ہے، پھر اس کو پکارو، جس کو ساری زبانیں آتی ہیں،

جو ساری زبانوں کا خالق و مالک ہے، اس کو کیوں نہیں پکارتے، اللہ کے بندو،

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ﴾ (فاطر:۱۵)

ساری دنیا فقیر ہے، محتاج ہے، کہتے، آپ پیروں کو مانتے ہو، میں نے کہا، جی ہم پیروں کو مانتے ہیں، کہتے، صرف پیر مانتے ہو، میں نے کہا، اور کچھ بھی مانتے ہیں، کہتے، کیا، میں نے کہا، ہم ہر پیر کو پیر بھی مانتے ہیں، اور ساتھ اُس کو فقیر بھی مانتے ہیں، تم نہیں سمجھتے، میں نے کہا، ہم ہر پیر کو، پیر بھی مانتے ہیں، اور ساتھ؟

ہم ہر پیر کو، پیر بھی مانتے ہیں، اور ساتھ، ہر فقیر پیر نہیں ہوتا، لیکن ہر پیر، فقیر ضرور ہوتا ہے، ہر فقیر پیر نہیں ہوتا، لیکن ہر پیر فقیر ضرور ہوتا ہے، قرآن پاک جو کہتا ہے،

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ﴾ (فاطر:۱۵)

جب بکرا لے کر جا رہے ہو، بکر کس کا ہے؟ فلاں پیر کا ہے، میں نے کہا، کیوں؟ کہتے، فقیر جو ہوئے، اس کو بکروں کی ضرورت تھی، نا، فقیر جو ہوا، چاولوں کی دیگ لے کر جا رہا ہو، کہتا، جی، میں نے کہا، کہاں؟ دربار پر، میں نے کہا، کیوں؟ کہتے، فقیر جو ہوئے، میں نے کہا، اچھا، مرغی کدھر لے کر جا رہے ہو؟ فلاں دربار پر، میں نے کہا، کیوں لے کر جا رہے ہو، کہتے فقیر جو ہوئے، تو جب جناب غنی کی طرف سے آواز آتی ہے،

((حی علی الصلاۃ، حی علی الصلاۃ))

نہ کوئی بکرا، نہ کوئی چھترا ہے، خالی ہاتھ آ رہے ہو، کیوں کہ وہ غنی ہے، بے پرواہ ہے، اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں، جب پیروں کی طرف جاتے ہو، کبھی بکرا لے کر جاتے ہو، کبھی چھترا لے کر جاتے ہو، کبھی چاول لے کر جاتے ہو، کبھی پیسے لے کر جاتے ہو، مانو،

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ﴾ (فاطر:۱۵)

اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا، حاجت روا نہیں، جن کو تم سمجھتے ہو، وہ حاجت مند ہیں، جن کو تم سمجھتے ہو، وہ ضرورت مند ہیں، جن کو تم سمجھتے ہو، وہ فقیر و محتاج ہیں، کیوں، اگر نذریں تم دیتے ہو، تو پھر وہ محتاج ہیں، اگر چڑھاوے تم چڑھاتے ہو، تو پھر محتاج مان لو، اگر پیروں کو

بکرے پیسے دیتے ہو، تو پھر مانو کہ وہ تمہارے مشکل کشا نہیں، وہ حاجت روا نہیں،

پھر جو ماننا ہے، تو مریدوں کو مانو کہ مشکل کشا کون ہیں؟ مرید، جو پیروں کو لا کر دیتے ہیں، وہ مشکل کشا ہیں؟ کہتے، نہیں، جی دیکھو، نا، جی، میں نے کہا، بتاؤ، جی، کہتے؟ آپ؟ میں نے کہا، آپ کیا؟ کہتے، آپ قبرستان میں نہیں کہتے؟ میں نے کہا، کیا؟

((السلام علیکم یااھل القبور))

اے قبر والو، تم پر اللہ کی رحمت ہو، میں نے کہا، جی کہتے ہیں، پھر سنتے نہیں؟ میں نے کہا، نہیں، کہتے پھر کہتے کیوں ہو؟ میں نے کہا، سنانے کے لیے نہیں کہتے، ہم دعا کرتے ہیں، اے قبر والو، تم پر اللہ کی رحمت ہو، کہتے ہیں، وہ سنتے ہیں، اس لیے تو السلام علیکم ہوتا ہے نا،

میں نے کہا، اللہ کے بندو، تمہارے گاؤں میں چار پانچ ایکڑ کا قبرستان ہوگا، نا، اور دوسرے موڑ پر زندہ بندے پھر رہے ہوں، تم ادھر سے داخل ہو، اور دوسری طرف زندہ بندے، کوئی قبر بنا رہے ہوں، تو تم آہستہ سے کہو گے نا،

((السلام علیکم یا اھل القبور))

اور پھر جو زندہ بندے ہیں، ان سے جا کر پوچھو، کہ تم نے ہمارا سلام سنا تھا۔ وہ کہیں گے کہ ہم نے نہیں سنا، اور سب مردوں نے؟ اچھا سلام مردے سن لیتے ہیں، کہتے جی، میں نے کہا، پھر جواب بھی دیتے ہوں گے؟

اگر سلام سن لیں تو پھر جواب دینا ضروری ہوتا ہے، نا، کہتے، جی بالکل جواب بھی دیتے ہیں، میں نے کہا، جواب میں کیا کہتے ہیں، کہتے،

((وعلیکم السلام یا اھل الدنیا))

ہم جا کر کیا کہیں گے،

((السلام علیکم یا اھل القبور))

انہوں نے فرمایا:

((وعلیکم السلام یا اھل الدنیا))

جواب آیا ہے؟ جی، میں نے کہا، تو تم نے جواب سنا ہے، کہتے نہیں، تو میں نے کہا، مردہ کون ہے؟ اچھا، تم نے سلام کیا، اس نے سنا ہے، جی، اس نے جواب دیا ہے، تم نے سنا ہے؟ کہتے، نہیں، میں نے کہا، پھر مردہ کون ہے؟ کہتا کیسے؟ میں نے کہا، بابا کو باہر نکال لیں، تمہیں اندر وہاں ڈال دیں، کیوں وہ مر کے بھی سن رہا ہے،

کہنے لگا، نہیں جی، ہم بھی کہتے ہیں، کہ مردے نہیں سنتے، میں نے کہا، پھر، کہتا، ہم بھی کہتے ہیں، کہ مردے نہیں سنتے، کہتے، آپ بھی کہتے ہیں، کہ مردے نہیں سنتے، میں نے کہا، جی ہم بھی کہتے ہیں، کہ مردے نہیں سنتے، ہم بھی کہتے ہیں، مردے نہیں سنتے، میں نے کہا، پھر؟ کہتے، اندر مردے ہوتے ہی نہیں،

ہم کہتے ہیں، کہ مردے نہیں سنتے، لیکن مردے اندر ہوتے ہی نہیں، وہ جو بیچ میں ہوتے ہیں، وہ مردے نہیں ہوتے، کیا ہوتے ہیں؟ اس میں زندہ ہوتے ہیں، مردے نہیں سنتے، لیکن جو قبر میں ہوتے ہیں، وہ مردے نہیں ہوتے، کیسا نقطہ ہے، مردے سنتے ہیں لیکن جو اندر ہوتے ہیں، وہ مردے ہوتے ہی نہیں، جب مردے ہوتے ہی نہیں، تو پھر سنتے ہیں نا،

میں نے کہا، اچھا مردے نہیں ہوتے، کہتے نہیں، میں نے کہا، تجربہ کریں؟ کہتے کیا؟

میں نے کہا، زندہ مولوی دے دو، زندہ مولوی اچھا، بھلا موٹا تازہ زندہ مولوی دے دو، جو بزرگ ہو، پہنچا ہو، تمہارے ہاں ولی ہو، بزرگ ہو، نیک ہو، دے دو، کیا کرنا ہے، میں نے کہا، تجربہ کرنا ہے، کہتے، کیسے، میں نے کہا، دس گھنٹے بعد واپس کر دوں گا، کہتے، دس گھنٹوں کے لیے ہمار بزرگ کیا کرو گے؟

میں نے کہا، اس کو غسل دیں گے، کفن دیں گے، خوشبو لگائیں گے، جنازہ پڑھیں گے، زندہ کا، پھر اسے دفن کر دیں گے، کہتے پھر؟ میں نے کہا، اس کی قبر بنا کر اس پر چھ گھنٹے کھڑے ہو کر دعا کریں گے، یا اللہ! اس کو زندہ رکھنا، ہم نے اس کو زندہ دفن کیا ہے، یہ ہمارے پاس امانت آئی ہے، ہم نے اسے واپس کرنا ہے، اسے زندہ رکھنا، قبر میں بھی زندہ رکھنا، زندہ رکھنا، کہتے پھر، میں نے کہا، پھر پانچ چھ گھنٹوں بعد اس کو باہر نکال کر نہلا دھلا کر

اس کو کپڑے پہنا کر خوشبو دوبارہ لگا کر کنگھی کر کے تمہیں واپس کر دیں گے،

کہتے، وہ تو مر جائے گا، اچھا قبر میں زندہ دفن کریں تو وہ مر جاتا ہے، کہتے جی، اگر مرا دفن کریں، تو، اگر زندہ دفن کریں، قبر میں تو مر جاتا ہے، کہتے جی، جتنا بھی پہنچا ہوا ہو، مر جاتا ہے، اگر مرا دفن کریں تو؟ میں نے کہا، کسی پاگل خانے میں داخل کروا دو پھر، اگر زندہ دفن کریں، تو مر جاتا ہے، تو پھر مرا کیسے زندہ ہوتا ہے؟

ماننے کہ!

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ﴾ (فاطر: ١٥)

نوح علیہ السلام پیغمبر کیا فرماتے ہیں، اے میرے بیٹے، کشتی میں بیٹھ جاؤ، آگے سے بیٹا کہتا ہے، ابا جی، پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا، ابھی باتیں ہو رہی ہیں،

﴿وَ حَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ۝﴾ (هود: ٤٣)

ابھی دونوں کی باتیں ہو رہی ہیں، موج آ گئی، بیٹا غرق ہونے لگا ہے، جب کشتی ڈوبنے لگی بیٹے کی،

لے گیارہوں والے دا ناں
تے ڈبی ہوئی تر جائے گی

لو نوح پیغمبر علیہ السلام کا نام اور بیٹے کی ڈوب جائے گی، دیکھو آواز دی ہے، نہیں، آواز دی ہے، نہیں، آیا، بیٹا، پانی میں غرق ہونے لگا ہے، جب ڈبکیاں آنے لگیں، تو نوح علیہ السلام نے کیا فرمایا ہے، نوح پیغمبر نے، غور کرنا، ذرا توجہ کرنا،

فرمایا، اے میرے اللہ! جب خود کوشش کر لی ہے، خود پوری ہمت لگا لی ہے،

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ۝﴾

(فاطر:١٥)

نوح علیہ السلام نے پہلے خود کوشش کی ہے، بیٹا نہیں مانا، غرق ہونے لگا ہے، اللہ کے سامنے جب فقیر محتاج اپنی پوری کوشش کر رہا ہے، بات نہیں بنی،

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہے تقدیریں

جب تقدیر نہیں بنی، جب نہیں بدلی، پھر اللہ کے سامنے آواز دی ہے، فرمایا، اے میرے اللہ!

﴿اِنَّ ابۡنِیۡ مِنۡ اَهۡلِیۡ﴾ (هود:٤٥)

اللہ! یہ میرا بیٹا ہے، میرا خون ہے، اس کو بچا لو، جب اتنی بات کہی تو ادھر فقیری کی انتہاء ہے، ادھر سے بے پرواہ کی انتہاء ہے، فرمایا، اللہ بچالے، آواز آئی،

﴿اِنَّهٗ لَيۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ﴾ (هود:٤٦)

اے نوح علیہ السلام! یہ آپ کی آل میں سے ہی نہیں، اور اس کا ایمان اور عقیدہ صحیح نہیں، یہ جناب کسی صورت میں بھی غرق ہونے سے نہیں بچے گا، آگے کیا فرمایا ہے، قرآن تمہارے انداز پر قربان جائیں، اللہ آپ کی بے نیازی، بے پرواہی پر قربان جائیں،

جایئے، علمائے کرام، اگر میرے بعد اس گاؤں بستی میں کوئی عالم آئے، جناب جو آیت میں پڑھ رہا ہوں، ان آیات کو پوچھئے، اور کہیے، اس کا ترجمہ کر کے جایئے معنی بیان کر کے جایئے، مفہوم بیان کر کے جایئے، اب ذرا کیا ہوا ہے،

فرمایا، اے میرے نوح علیہ السلام! یہ آپ کی آل میں سے ہی نہیں، جناب اس کے اعمال اور عقیدہ اچھا نہیں، اے نوح علیہ السلام! ایک بات سن لو، اللہ جی کون سی بات؟ فرمایا، ایک بار سفارش کر لی ہے، ایک بار اپنی زبان مبارک سے، اس کے لیے سفارش کر لی ہے، شفاعت کر لی ہے، پوری کوشش کر لی ہے، جی اللہ جی، فرمایا،

﴿اِنِّیۡۤ اَعِظُكَ.....﴾

﴿اِنِّیۡۤ اَعِظُكَ.....﴾

﴿اِنِّیۡۤ اَعِظُكَ.....﴾ (هود:٤٦)

جاؤ، اس آیت کو لے جاؤ، اپنے علمائے کرام کے پاس، پوچھیے، ترجمہ کیا ہے،

﴿اِنِّیۡۤ اَعِظُكَ.....﴾

﴿اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ۝﴾ (هود:٤٦)

اے نوح پیغمبر علیہ السلام، میں آپ کو سمجھا رہا ہوں، کیا سمجھا رہا ہوں،

﴿اِنِّیْۤ اَعِظُكَ.....﴾

اگر میں ترجمہ کر دوں، تو دنیا چیخ اٹھے، ہائے ہائے یہ وہابی کون سا ترجمہ کر گیا ہے، میں اس لیے ترجمہ نہیں کرتا، بے نیاز اللہ نے کیا فرمایا ہے،

﴿اِنِّیْۤ اَعِظُكَ.....﴾

﴿اِنِّیْۤ اَعِظُكَ.....﴾

میں وہ معنی کرتا ہوں، جو سب پہچان سکیں،

﴿اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ۝﴾ (هود:٤٦)

اے نوح! پیغمبر علیہ السلام دوبارہ اپنے بیٹے کے لیے سفارش کی، یا وسیلہ بننے کی کوشش کی یا کہا، یا اللہ! بچالو، دوبارہ یہ جملہ کہا، اے نوح علیہ السلام، میں آپ سے بھی نبوت واپس لے لوں گا، کیوں؟

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ﴾ (فاطر:١٥)

میں نے اس آیت کا خلاصہ بیان کیا ہے، مفہوم بیان کیا ہے، مفہوم یہی بنتا ہے، جا کر اپنے علماء سے ترجمہ پوچھنا، کہ

﴿اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ۝﴾ (هود: ٤٦)

اگر نوح پیغمبر علیہ السلام کے سامنے اس کا بیٹا غرق ہو رہا ہے اور جناب نوح علیہ السلام کھڑے ہیں، کیا ثابت ہو رہا ہے،

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۝﴾

(فاطر:١٥)

غور کرنا، صحیح بخاری، کی حدیث، میرے تمہارے پیر و مرشد جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، اپنے گھر میں، دروازہ کھٹکھٹایا گیا، میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، دیکھا، سیدنا

عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے ہیں، فرمایا، عبداللہ رضی اللہ عنہ، کیسے آئے ہو؟

فرمایا، محبوب ﷺ جی، میرے ابو فوت ہو گئے ہیں، کون سا ابو، عبداللہ بن ابی منافق، کلمہ اوپر سے پڑھتا تھا، دل سے نہیں، یا رسول اللہ ﷺ! وہ فوت ہو گیا ہے، پھر، فرمایا، محبوب ﷺ جی، میرا دل کرتا ہے، کیا دل کرتا ہے، عبداللہ رضی اللہ عنہ! باپ منافق ہے، بیٹا مصطفیٰ ﷺ کا پروانہ ہے، کیا عرض کرتا ہے، یا رسول اللہ ﷺ! میرے ابو کے کفن میں قمیض دے دو، آپ ﷺ کی قمیض میں ابو کے کفن میں ڈالنا چاہتا ہوں،

یا رسول اللہ ﷺ! میری خواہش تمنا تڑپ پوری کر دو، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، یہ قمیض لے جاؤ، اے آب زم زم سے دھو کر قمیض لانے والو کہ کفن میں ڈالیں گے، سنو، عقیدہ صحیح نہیں، زم زم سے بھی دھو کر ڈالو، تو جنت نصیب نہیں ہوتی، جب تک عقیدۂ توحید تم میں نہیں، زم زم کا پانی کہاں، اور مصطفیٰ ﷺ کی قمیض سے لگنے والا مصطفیٰ ﷺ کا پسینہ کہاں؟

کیا فرمایا ہے، قمیض مصطفیٰ ﷺ دے دیں، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، عبداللہ رضی اللہ عنہ کوئی بات نہیں، قمیض لے جاؤ، قمیض لے لی، اپنے ابو کو غسل دیا ہے، کفن میں مصطفیٰ ﷺ کی قمیض آ گئی، پھر آئے، محبوب ﷺ جی، میرے ابو کا جنازہ بھی پڑھا دیں، جنازہ مصطفیٰ ﷺ پڑھائیں، کس ذات کے وسیلے لیے پھرتے ہو،

وسیلہ ہوتا ہے نیک اعمال کا، کسی کی دعا کا یا وسیلہ ہوتا ہے، اللہ کی ذات وصفات اور اسماء وصفات کا، دیکھنا، میرے محبوب ﷺ سے کیا عرض کرتا ہے، یا رسول اللہ ﷺ! آ کر میرے ابو کا جنازہ پڑھا دیں، فرمایا، چلو، جنازہ پڑھائیں، کوئی بات نہیں، جنازہ پڑھا دیتے ہیں،

ابھی مشرک اور منافق کے جنازہ کی ممانعت نہیں آئی تھی، فرمایا، چلو ٹھیک ہے، پڑھا دیتے ہیں، منافق ہے، ظاہری کلمہ پڑھتا ہے، ظاہری مسلمان ہے، پڑھا دیتے ہیں جنازہ، تشریف لائے، جب مصطفیٰ ﷺ امامت کے لیے تشریف لائے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، فرمایا، محبوب ﷺ جی، کس کا جنازہ پڑھا رہے ہو، منافق ہے، کیوں نہیں عمر رضی اللہ عنہ،

منافق ہے، فرمایا، پھر کیوں پڑھا رہے ہو، آپ ﷺ کو اللہ نے منع نہیں کیا، فرمایا، عمر رضی اللہ عنہ کہاں، فرمایا، قرآن پاک میں آیت نہیں کہ

﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ (التوبہ:۸۰)

کہ چاہے، ان منافقوں کے لیے دعا کریں یا نہ کریں، چاہے، ستر بار کریں؛ میں نے معاف نہیں کرنا، آپ ﷺ نے فرمایا، اے عمر رضی اللہ عنہ! اس میں منع نہیں کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے، مانگو یا نہ مانگو، اے عمر رضی اللہ عنہ! آج میں ستر بار سے بھی زیادہ دعا کروں گا، تاکہ اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے،

پوری کوشش کی، نا، قمیض بھی دی ہے، جنازہ بھی پڑھایا ہے، ستر سے زیادہ بار دعا بھی کی ہے، یا اللہ! پہلے کیوں نہیں روکا، فرمایا، بتانا تھا، کہ فقیر کون ہے، اور داتا کون ہے، محتاج کون ہے، اور بے پرواہ کون ہے،

فرمایا، نہیں، قمیض دے رہے ہیں، تب ہی جبرائیل علیہ السلام آ جاتے، محبوب ﷺ جی، قمیض نہیں دینی، قمیض بھی دے دی ہے، جنازہ سے پہلے جبرائیل علیہ السلام آ جاتے، نہیں آئے، جنازہ بھی پڑھا چھوڑا ہے، اور جب نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہوگا،

((اللھم اغفر له))

مسلم کی حدیث ہے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، میرے جنازے پڑھانے سے قبریں روشن ہو جاتی ہیں، ادھر دیکھئے، اگر اللہ نہ چاہے، تو پھر نہیں، نبی پاک ﷺ جنازہ پڑھا کر فارغ ہوئے، تو میت اٹھائی گئی، قبر میں جا کر رکھ دی گئی، نبی پاک ﷺ نے سوچا، چلو، قمیض دے دی ہے، جنازہ پڑھا دیا ہے، عبداللہ بن ابی کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا بھی کر دیتے ہیں،

قبر پر چلے گئے، جب قبر پر پہنچے تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا، عبد اللہ رضی اللہ عنہ، ابو کو دفن کر دیا ہے، میت قبر میں رکھ دی ہے، جی محبوب ﷺ جی، قبر میں اتار دیا گیا ہے، واہ محبوب ﷺ، آپ کی عظمت پر قربان جائیں، آپ ﷺ نے فرمایا، عبد اللہ رضی اللہ عنہ، جی محبوب ﷺ جی، ابو کی

میت کو باہر نکالو، باہر نکال کر لاؤ،

صحیح مسلم کی حدیث ہے، کتاب الجنائز میں، عبداللہ بن ابی کی میت کو، نبی پاک ﷺ نے دوبارہ نکلوایا ہے، اس کی میت نکلوا کر نبی پاک ﷺ بیٹھ گئے، اس کے سر کو اس کی میت کو اپنی جھولی میں رکھ لیا، مزے کی انتہاء ہے، گود میں اس کا سر ہے، اور کیا کیا ہے،

((وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ))

نبی پاک ﷺ نے اپنا لعاب بھی اس کے اوپر ڈالا ہے، جب لعاب بھی لگایا ہے، لعاب مصطفیٰ ﷺ اس کے چہرے پر لعاب بھی لگایا ہے، لعاب بھی لگ گیا ہے، قمیض بھی آ گئی، جنازہ بھی مصطفیٰ ﷺ نے پڑھا دیا ہے،

جب نبی پاک ﷺ کھڑے ہیں، پھر دفن کر دیا گیا ہے، کہ اب اس کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرتے ہیں، ابھی مٹی ڈالی جا رہی ہے، کہ جبرائیل علیہ السلام آ گئے، فرمایا،

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾

(التوبہ:٨٤)

اے میرے محبوب ﷺ جی، آج کے بعد کوئی منافق مشرک مر جائے، اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھانا، ہم نے یہ اختیار بھی آپ ﷺ سے واپس لے لیا ہے،

﴿وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾ (التوبہ:٨٤)

اور اس منافق کی قبر پر بھی کھڑے نہ ہوں، فوری واپس چلیں، بتاؤ، تو سہی جناب جب میرے محبوب ﷺ قبر سے واپس پلٹ رہے ہیں، عبداللہ رضی اللہ عنہ باپ کی قبر پر کھڑا ہے، جناب بیٹا باپ کی قبر پر کھڑا ہے، محبوب ﷺ واپس جا رہے ہیں، قمیض دینے والے، مصطفیٰ ﷺ لعاب لگانے والے، مصطفیٰ ﷺ جنازہ پڑھا کر جانے والے مصطفیٰ ﷺ اب واپس جا رہے ہیں،

فرمایا، محبوب ﷺ جی، کدھر جا رہے ہو، فرمایا، عبداللہ رضی اللہ عنہ، اللہ کی طرف سے اعلان آ گیا ہے، پوری کوشش کی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے معاف نہیں کرنا،

خدا کا پکڑا چھڑوائے محمد ﷺ

بتاؤ، بتاؤ، مجھے قرآن کیا کہتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے پکڑ لیا ہے، پیغمبر ﷺ چھڑوا رہے ہیں، رب نے پکڑ لیا ہے، پیغمبر ﷺ ترلہ مار رہے ہیں، رب نے پکڑ لیا ہے، مصطفیٰ ﷺ قمیض دے رہے ہیں، رب نے پکڑ لیا ہے، مصطفیٰ ﷺ نے جنازہ پڑھایا ہے، رب نے پکڑ لیا ہے، آپ ﷺ نے لعاب لگایا ہے، اور پکڑے ہوئے خدا کا کون چھڑوا رہا ہے، کیا فرمایا ہے،

﴿وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾ (التوبہ:۸۴)

محبوب ﷺ واپس جا رہے ہیں، میں نے معاف نہیں کرنا، جنت نہیں دینی، نہیں معاف کرنا، جنازہ پڑھانے کے باوجود معاف نہیں کرنا، میں کیسے نہ کہوں،

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ٥﴾

(فاطر:۱۵)

اے ساری کائنات کے لوگو! تم فقیر ہو، جناب محتاج ہو، غنی اللہ کی ذات ہے، بے پرواہ اللہ کی ذات ہے، اگر مان لے، تو پیارے کی مان لے، اگر نہ مانے تو اپنے بڑے بڑے پیارے کی بات کو واپس کر دے، کون پوچھتا ہے، میرے رب کی ذات کو، وہ بے پرواہ ذات ہے،

آیئے غور کیجیے!

قرآن کیا اعلان کرتا ہے؟

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ﴾ (فاطر:۱۵)

میرے تمہارے پیر و مرشد جناب محمد ﷺ تشریف لے گئے، اطلاع آئی، محبوب ﷺ جی، آپ ﷺ کا چچا موت اور زندگی کی کشمکش میں ہے، حدیث صحیح البخاری، آؤ، آخری بار اپنے چچا کا چہرہ دیکھ لیں، حضور ﷺ تشریف لے گئے، دیکھا، موت اور زندگی کی حالت کیفیت میں، فرمایا، چچا تمہاری ساری زندگی کی خدمات ایک طرف ہیں، چچا جاتے وقت کلمہ ہی پڑھ لو،

چچا نے کہا، نہیں پڑھنا، نبی پاک ﷺ نے اپنے ہونٹ چچا کے کان پر رکھ کر فرمایا، چچا اونچی نہیں، اگر اونچی پڑھنے سے عار ہوتی ہے، تو چچا کان میں پڑھ لو، قیامت والے دن گواہی میری ہو گی، اللہ تعالیٰ تمہیں جنت دے دے گا، میں گواہ ہوں گا، اللہ جی، چچا نے میرے کان میں کلمہ پڑھ لیا تھا، لہٰذا معاف کر دیں،

میری گواہی قبول ہو جائے گی، کان میں کلمہ پڑھ لو، چچا کہتا ہے، اے محمد ﷺ میں نے کان میں بھی کلمہ نہیں پڑھنا، نہیں پڑھنا؟ نہیں،

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

جس کو اللہ پکڑے، کون چھڑا سکتا ہے، سننا جناب،

((اُنْظُرْ حَالَنَا وَاسْمَعْ قَالَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَدْرِکْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یا عبد القادر جیلانی شَیْئًا لِلّٰہِ))

یہ جملے کہنے والے، سنو!

((ادرکنی یا رسول اللہ یا عبد القادر جیلانی شیئا اللہ))

یہ جملے کہنے والو، سنو!

اللہ کے قرآن پر جناب غور کرو، اللہ کے بندو، دین پر رحم کرو، اسلام پر رحم کرو، قرآن کیا کہتا ہے، حدیث کیا کہتی ہے، شریعت کیا کہتی ہے، دین کیا کہتا ہے؟

آؤ عقیدہ توحید کو سمجھو، قرآن پاک کیا کہتا ہے؟

انبیاء علیہم السلام کی عزت کرو، انبیاء علیہم السلام کا ادب کرو، لیکن غور کرو، انبیاء علیہم السلام، جس نبی ﷺ کی زلفوں کا تذکرہ تم کرتے ہو، میں پوچھنا چاہتا ہوں، اس نبی ﷺ کی زلفوں کو طائف کی وادی میں شہید کیوں کیا گیا، دکھ اور مصائب کیوں آئے ہیں، کس کے پیچھے آئے ہیں،

جاؤ، نبی پاک ﷺ یہی کہتے ہوں گے، اے مکہ والو، مانو، میری زلفیں پیاری ہیں، وہ پتھر مارتے تھے، کہ نہیں، نہیں میرا چہرہ پیارا ہے، مانو، جناب، وہ نہیں مانتے تھے، پتھر مارتے تھے نہیں، جھگڑا یہ نہیں، جناب وہ کہتے، آپ ﷺ سوہنے بھی ہیں، پیارے بھی ہیں، جمیل بھی

ہیں، حسین بھی ہیں، امین بھی ہیں، صدیق بھی ہیں، سچے بھی ہیں، امانت دار بھی ہیں، بے داغ بھی ہیں، بے عیب بھی ہیں، بے مثال بھی ہیں،

آپ ﷺ جیسا پیارا کوئی نہیں، صدیق کوئی نہیں، آپ ﷺ جیسا سچا کوئی نہیں، پیارا کوئی نہیں، ہر چیز دینے کو تیار، رشتہ دینے کو تیار، مال و دولت دینے کو تیار، حکومت دینے کو تیار، اختلاف کس بات کا ہے، کہ نبی ﷺ کو سوہنا نہیں مانتے تھے، نہیں، جھگڑا یہ تھا، کہ نبی پاک ﷺ فرماتے تھے، کہ مشکل کشا صرف اللہ ہے، حاجت روا صرف اللہ ہے،

اگر حسن مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ ہوتا، پھر رب اکبر کی قسم ہے، سارے مکہ والے میرے مصطفیٰ ﷺ کے پاؤں دھویا کرتے، اختلاف کیوں تھا، پاؤں زخمی کیوں ہوئے، اور چہرہ زخمی کیوں ہوا، محبوب ﷺ کہتے تھے، کہ اللہ کے سوا کوئی کچھ کر سکتا، نہیں کر سکتا، اسی بات کا اختلاف ہے، اسی بات کا جھگڑا ہے، اسی بات کا تنازعہ ہے، جو آج اہل حدیث کہتا ہے کہ

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ إِلَى اللّٰهِ﴾ (فاطر:۱۵)

جس کو تم مشکل کشا، حاجت روا اور داتا اور غریب نواز، گنج بخش اور رنج بخش کہتے ہو، جاؤ، مزار بنا کر لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے والو، بزرگوں کی قبریں بنا کر کے ایمان اور عقیدۂ توحید سے کھیلنے والو، وہاں پر لوگوں کی عزتیں لوٹنے والو، مجاور کے ہاتھوں عزتیں برباد کرنے والو، وہاں مجاور بن کر بیٹھنے والو،

سنو، اہل حدیث کا پیغام!

صرف ایک حدیث علمائے کرام کی موجودگی میں تمہاری بستی میں اعلان کرنا چاہتا ہوں، قرآن پاک میرے ہاتھ میں ہے، رب اکبر کی قسم ہے، صرف ایک حدیث میں قرآن پاک کو ہاتھ میں لے کر کہتا ہوں، صرف ایک حدیث پیش کر دو، کہ پیغمبر ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے کی اجازت دی ہو، ایک حدیث پیش کر دو، میں تمہارے مسلک کو قبول کرتا ہوں،

اگر تمہارے پاس قبر کو پختہ کرنے کی حدیث نہیں ہے، پھر چڑھاوا کیوں؟ پھر نذر و نیاز کیوں، پھر قبہ کیوں، پھر مزار کیوں؟

مانیئے کہ یہ سارا عقیدہ رب کے قرآن کے خلاف ہے، مصطفیٰ ﷺ کی حدیث کے خلاف ہے، ہمارے عقیدہ پر اللہ کی رحمت اور فضل ہے، ہم پر کہ ہمارا وہی عقیدہ ہے، جو اللہ نے مصطفیٰ ﷺ کے سینے پر آسمان سے نازل فرمایا ہے،

جاؤ، پاکستان کے سارے بزرگوں کی قبریں ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر کی مٹی پر قربان کر دوں، میرے عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر کچی ہے، خاتون جنت ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر کچی ہے، میری ماں خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر کچی ہے، جاؤ، روضۂ رسول ﷺ میں داخل ہو جاؤ، یہ بھی دیوار بنائی گئی، یہود و نصاریٰ کی سازش سے بچنے کے لیے اس کے اندر سائیڈ سے آپ ﷺ کی قبر پاک سے ہٹ کر کے نیچے جگہ کھود کر کے تانبا اور جناب شیشہ ڈالا گیا،

یہود و نصاریٰ نے کوشش کی کہ جسہ مصطفیٰ ﷺ، جسم مصطفیٰ ﷺ کو، کسی طریقے سے، نیچے سرنگ کھود کر نکال لیا جائے، یہ علماء اہل سنت علماء اہل حدیث نے یہ پیغمبر ﷺ کے وجود پاک کی حفاظت کے لیے یہ دیوار بنا کر اس پر عمارت کھڑی ہے، رب اکبر کی قسم ہے، روضۂ رسول ﷺ میں داخل ہو جاؤ،

میرے حضور ﷺ کی قبر کچی ہے، میرے صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر کچی ہے، اور میرے مصطفیٰ ﷺ کی قبر بھی کچی ہے، کچی ہی نہیں، جنت بھی ہے، وہ ہے جنت اور ہے کچی، مصطفیٰ ﷺ کی قبر کچی ہے، اگر میرے مصطفیٰ ﷺ کی قبر کچی ہے، بتاؤ، اس اللہ کی زمین پر کون ایسا ہے، جس کی قبر کو پختہ کیا جائے، اور آپ ﷺ کا تئیس سالہ عرصۂ نبوت آپ ﷺ نے کبھی اعلان کیا ہو، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم آؤ، موسیٰ علیہ السلام کی قبر کو پکا کرنا ہے، چندہ دو،

ایک حدیث دے دو، اگر اب تم میلاد النبی ﷺ پکا کرنے کے لیے چندہ مانگ سکتے ہو، میرے مصطفیٰ ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کی قبر کو پکا کرنے کے لیے چندہ مانگا ہے، کوئی روایت لاؤ، آپ ﷺ نے فرمایا، اسماعیل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام میرے بابا تھے، ان کی قبر کو پکا کرنا ہے، عرس لگانا ہے، کوئی چندہ دو،

جب نبی پاک ﷺ نے کوئی چندہ جہاد کے لیے مانگا ہے، اعلان کیا ہے، فقراء و مساکین

کے لیے مانگا ہے، کسی قبر کو پختہ کرنے کے لیے میرے پیغمبر ﷺ نے زندگی بھر چندہ مانگا ہو، تو ایک روایت لائیے، اگر نہیں، تو اہل حدیث ہاتھ جوڑ کر کہتا ہے، لوگو، اپنا عقیدہ برباد نہ کرو،

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ﴾ (فاطر:١٥)

رب اکبر کی قسم ہے، پورے درد دل سے میں تمہارے سامنے وعظ کیا ہے، اس لیے اگر میں نے کوئی غلط بات کی ہو، قیامت والے دن میرا گریبان پکڑنا،

اگر بات میں نے صحیح کی ہو، تم غور نہ کرو، تحقیق نہ کرو، ریسرچ نہ کرو، پھر قیامت کے دن ہاتھ میرا اور گریبان تمہارا ہوگا، قرآن کیا اعلان کرتا ہے، فرمایا،

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ﴾ (فاطر:١٥)

میرے محبوب ﷺ اپنے چچا کی چارپائی کے پاس کھڑے ہیں، چچا ابھی موت اور زندگی کی کشمکش میں ہے، فرمایا، چچا کلمہ پڑھ لو، کہنے لگا، میں نے نہیں پڑھنا، نبی پاک ﷺ کی آنکھوں سے آنسو گر پڑے، ہائے چچا محبت کرنے والا پیار کرنے والا، میری آنکھوں کے سامنے جہنم کا بالن بن رہا ہے، ایندھن بن رہا ہے، کیا ہوگا، جبرائیل علیہ السلام آ گئے، فرمایا،

﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ﴾ (القصص:٥٦)

ادھر بے بسی کی انتہاء ہے، ادھر بے پرواہی کی انتہاء ہے، کیا فرمایا ہے،

﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ﴾

(القصص:٥٦)

اے میرے محبوب ﷺ ، ہدایت میرے اختیار میں ہے، آپ ﷺ کے اختیار میں نہیں، نبی پاک ﷺ آنکھوں سے آنسو بہاتے بہاتے واپس پلٹ آئے، جب گھر آئے، تھوڑی دیر گزری ہے، چچا فوت ہو گئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے، واہ علی رضی اللہ عنہ اٹھایئے بخاری بخاری میں یہ الفاظ نہ ہوں، تو میں تمہارا مجرم، سیدنا مولانا علی رضی اللہ عنہ محبوب علی رضی اللہ عنہ سارے مومنوں کا محبوب علی رضی اللہ عنہ پیارا علی رضی اللہ عنہ ہے،

پوری امت کا محبوب علی رضی اللہ عنہ، پوری امت کا مولا علی رضی اللہ عنہ، مولا کا معنی محبوب، مومنوں کا

پیارا، رب کا محبوب جو علی رضی اللہ عنہ کا انکار کرے، وہ مسلمان نہیں، لیکن مانیئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہل حدیث کہتا ہے، کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا و آخرت کے بھائی ہیں، علی رضی اللہ عنہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، علی رضی اللہ عنہ پیارے ہیں، جنت کے وارث ہیں، خلیفہ چہارم ہیں، اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں، رب کے محبوب ہیں،

فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں، حسنین رضی اللہ عنہ کے باپ ہیں، جنت کے اعلیٰ درجات میں ہوں گے، لیکن مشکل کشا نہیں، حاجت روا نہیں، نفع ونقصان کے مالک نہیں،

کیوں؟ آیئے، عقیدہ سنیے!

میرے علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی پاس ہیں، اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بھی پاس ہیں، اور باپ کدھر جا رہا ہے،

﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ﴾

(القصص:٥٦)

ابو طالب فوت ہو گئے، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اور کیا فرمایا، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی، آپ کا گمراہ چچا فوت ہو گیا ہے، ابو کو کیا کہا ہے، یہ جرأت علی رضی اللہ عنہ کی ہو سکتی ہے، یہ الفاظ شیر خدا کے ہی ہو سکتے ہیں، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی، آپ کا گمراہ چچا فوت ہو گیا ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے علی رضی اللہ عنہ، معاملہ کو جانے دو، میرے دل کو دکھاؤ مت، چچا کی کیفیت بتا کر چچا کی حالت بتا کر، میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے ہیں،

فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم، میرے چچا ابو طالب کو جہنم میں ہلکا ترین عذاب ہوگا، اس کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی، دماغ کھول اٹھے گا، میں پوچھنا چاہتا ہوں، کون؟

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ﴾

(فاطر:١٥)

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ دعا کی ہے، اللہ فلاں فلاں قبیلہ ہلاک و برباد کر، فلاں فلاں نے بڑا ظلم کیا ہے، زیادتی کی ہے، میرے اصحاب رضی اللہ عنہ پر ہلاکت و برباد کر دے، جب

مہینہ قنوت نازلہ پڑھ چکے، تو جبرائیل علیہ السلام آ گئے، محبوب ﷺ جی، مہینہ بددعا کر لی ہے، جی، ان کے خلاف دعا کی ہے، جی فرمایا، اب رب کا فیصلہ سنو،

فلاں فلاں کو ہلاک کر دو، یہ دعا کرتے رہے ہو، جی،

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ.....﴾

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ﴾ (آل عمران:۱۲۸)

محبوب ﷺ جن کے خلاف دعا کرتے رہے ہو، ان کو کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ کا غلام بنا کر اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل کرنے کا فیصلہ فرما دیا ہے، فرمایا، یہ تو جنتی ہیں، جن کے بارے میں آپ ﷺ بددعا کر رہے ہیں، آج کافر سہی لیکن ان کی توبہ اللہ پاک، قبول کرے گا، کفر کو ختم کرے گا، اسلام پر آئیں گے،

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ﴾ (آل عمران:۱۲۸)

یہ تمہارے اختیار میں نہیں ہیں، جن کو چاہوں معاف کر دوں، جس کو چاہوں میں عذاب کروں،

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ﴾ (فاطر:۱۵)

کوئی کہہ سکتا ہے، نبیوں کو فقیر؟ توبہ توبہ، نبیوں کو؟ نبی ﷺ محتاج؟ ہمارے نہیں، کس کے محتاج ہیں؟ اور کون سی ہستی ہے، جو رب کی محتاج ہیں، نبیوں کے بارے میں لفظ فقیر، ہاں سورہ القصص خود نبی موسیٰ علیہ السلام نے کیا فرمایا ہے،

﴿رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ﴾ (القصص:۲٤)

اے اللہ! میں آپ کا فقیر ہوں، موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ نے کیا فرمایا ہے، اللہ جی، میں آپ کا فقیر ہوں، اپنے آپ ﷺ کو کہا ہے، ابوداؤد اٹھایئے، میرے محبوب ﷺ نے کیا فرمایا ہے،

((اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ، اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ، اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ،))

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ﴾ (فاطر:۱۵)

اگر ایسے سمجھ نہیں آئی، جاؤ طائف کی وادیوں میں میرے مصطفیٰ ﷺ زخمی ہوئے یا نہیں، اگر زخمی ہوئے، میں مشکل کشا، مختار کل کہوں،

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾ (فاطر:۱۵)

کہوں، اب فیصلہ تمہاری ذمہ داری ہے، کیا میرے مصطفیٰ ﷺ، جثہ والے، آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں، اگر اصحاب رضی اللہ عنہم نے ہجرت کی ہے، یا نہیں، اگر کی ہے، تو میں مختار کل، حاجت روا، کیوں؟

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾ (فاطر:۱۵)

کیوں کیا آپ ﷺ کے گلے میں کپڑا پہن کر آپ ﷺ کو گھسیٹا نہیں گیا، بتاؤ، میں مشکل کشا ہوں،

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کیوں کیا آپ ﷺ کے اوپر گندی اوجری نہیں، پھینکی گئی، بتاؤ، میں

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں یا آپ ﷺ کو حاجت روا، مشکل کشا کہوں، کیا آپ ﷺ نے مکہ شہر کو چھوڑتے وقت فرمایا نہیں تھا، اے بیت اللہ، میں تمہیں کبھی نہ چھوڑتا، اگر یہ مکہ کی قوم مجھے مجبور نہ کرتی، چھوڑنے پر، بتاؤ، میں مشکل کشا کہوں یا

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہو، اگر غار ثور میں چھپ کر راتیں گزاریں ہیں، بتاؤ، میں مشکل کشا کہوں یا

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں، اگر آپ ﷺ کا بیٹا ابراہیم علیہ السلام آپ کے ہاتھوں میں فوت ہوا ہے، بتاؤ، میں مشکل کشا کہوں یا

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں، جب آپ ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو نیزے مارے گئے، اور پھر شہید ہوئیں

حتی کہ آپ ﷺ قبر میں اترے فرمایا، بیٹی زینب رضی اللہ عنہا تمہیں میرے لیے تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں، تکلیفیں آئیں، بتاؤ، میں مشکل کشا کہوں، یا

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں، جب بلال رضی اللہ عنہ کے سینے پر پتھر رکھے گئے، بتاؤ، میں

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں یا مشکل کشا کہوں، جب سیّدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کے دو ٹکڑے کیے گئے، آپ ﷺ کو مشکل کشا کہوں یا

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں، اگر میرے مصطفیٰ ﷺ کے یاسر رضی اللہ عنہ صحابی کو شہید کیا گیا ہے، بتاؤ، میں مشکل کشا کہوں یا

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں، اگر میرے مصطفیٰ ﷺ کا چہرہ زخمی ہوا ہے، آپ ﷺ کے دندان مبارک زخمی ہوئے، شہید ہوئے، بتاؤ، میں مشکل کشا کہوں یا مختار کل کہوں، اگر آپ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے چچا سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی میت کی جناب بوٹی بوٹی کر دی گئی ہے، بتاؤ، میں مشکل کشا کہوں یا

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں، اگر آپ ﷺ کی زینب رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی فاطمہ رضی اللہ عنہا، پر دکھ آیا ہے، بتلاؤ میں

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں یا مشکل کشا کہوں، اگر خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئی ہیں، مصطفیٰ ﷺ کو تکلیف پہنچی ہے، بتلاؤ، میں مشکل کشا کہوں، یا

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں، جب آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر جناب دکھ آئے ہیں، میں آپ ﷺ کو

مشکل کشا کہوں یا

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں، جب آپ ﷺ پر جادو کے اثرات ظاہر ہوئے ہیں، بتاؤ، میں مختار کل کہوں یا،

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں، اگر آپ ﷺ کو زہر دیا گیا ہے، آپ ﷺ کو مشکل کشا کہوں، یا مختار کل کہوں یا

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں، بتاؤ، تو سہی جب پیغمبر ﷺ کے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کو شہید کیا گیا، دھوکہ سے لے جا کر، میں آپ ﷺ کو

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں یا مشکل کشا اور حاجت روا کہوں، اگر میرے مصطفیٰ ﷺ کو بخار ہوا ہے، مسجد میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے سہارے آرہے ہیں، بتاؤ، میں مشکل کشا، مختار کل کہوں، یا

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں، اگر صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہو رہے ہیں، گھر میں کفن کے لیے پیسہ موجود نہیں،

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

مختار کل ہیں یا مشکل کشا ہیں، میرے عمر رضی اللہ عنہ کا قاتل چھپ کر حملہ کرتا ہے، خنجر مار کر آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرتا ہے، آپ رضی اللہ عنہ مشکل کشا ہیں یا

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

ہیں، میرے عثمان رضی اللہ عنہ کا پانی بند، مظلوم مدینہ عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، بتاؤ، وہ

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

مختار کل ہیں یا مشکل کشا ہیں، میرے علی رضی اللہ عنہ کا قاتل چھپ کر حملہ کر کے عبد الرحمٰن

آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرتا ہے، بتاؤ، آپ رضی اللہ عنہ

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

ہیں یا مشکل کشا ہیں، میرے حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا ہے، بتاؤ، مشکل کشا ہیں،

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

مختار کل ہیں، میرا حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں مظلوم ہے، بتاؤ، پانی بند ہوا یا نہیں، علی رضی اللہ عنہ اصغر شہید ہوا یا نہیں، علی اکبر رضی اللہ عنہ شہید ہوا یا نہیں، قاسم رضی اللہ عنہ شہید ہوا یا نہیں، سیّدنا ضرار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے یا نہیں، میرے حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے یا نہیں، آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد ذبح ہوئی، یا نہیں، آل حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے یا نہیں، کربلا میں آپ رضی اللہ عنہ کا خاندان ذبح ہوا یا نہیں، بتاؤ میں

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں یا حاجت روا، مشکل کشا کہوں، بتاؤ، جناب علی ہجویری رحمہ اللہ کی کتاب پڑھو، کشف الاسرار میں فرماتے ہیں، مجھے لوگ گنج بخش کہتے ہیں، میں ایک کاکھ اور ذرہ کا بھی مالک نہیں، بتاؤ، میں مشکل کشا ہوں یا

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں، میرے علی ہجویری رحمہ اللہ کی اولاد نہیں ہے، بتلاؤ، تو سہی، میں مشکل کشا کہوں، یا میں جناب ان کو

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

کہوں، آدم علیہ السلام سے لے کر آخری انسان تک ساری انسانیت

﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾

ہے، مختار کل بھی اللہ ہے، مشکل کشا بھی اللہ ہے، حاجت روا بھی اللہ ہے۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



اہل سنت کون؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (النساء:٦٩)

وقال اللّٰه تعالیٰ فی مقام اٰخر

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (الاحزاب:٤٠)

وقال اللّٰه تعالیٰ فی مقام اٰخر

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء:١١٥)

ذی وقار علمائے کرام بزرگو اور دوستو!

رات کا کافی حصہ گزر چکا ہے، مجھ پر اتنا ظلم ہوا ہے کہ وعدہ انیس تاریخ کا تھا، اور بیس تاریخ ہو چکی ہے، اب میری مرضی ہے، میں تقریر کروں یا نہ کرو، کیونکہ اب انیس تاریخ تو ختم ہو گئی ہے، فیس میری کھری ہو گئی ہے، کر دوں تو یہ اب اوور ٹائم ہو گا، یا تمہارے ساتھ پیار و شفقت ہو گی،

توجہ فرمائیں!

خطیب چونکہ زیادہ تھے، اور ہم جلسہ والے بھی کوشش کرتے ہیں کہ اتنے خطیب بلا لیں

کہ جیسے کل قیامت آنی ہے، تا کہ قیامت سے پہلے پہلے سارا دین بیان ہو جائے، حکم پھر ساتھ ساتھ ہوتا ہے، کہ گھنٹہ دو گھنٹے سے پہلے پھر بس بھی نہیں کرنی، دو بجے بیان کرنے والا کا دماغ سو جاتا ہے، اور سننے والوں کا بھی سو جاتا ہے،

سوئے ہوئے دماغ کو سنایا نہیں جا سکتا، یہ الگ بات ہے کہ مولوی مردوں کو سناتے ہیں، یہ ان کا ہی حوصلہ ہے، بہر حال میں کوشش کرتا ہوں، کہ جو آیات قرآن پاک کے مختلف مقامات سے تلاوت کی ہیں، ان کی روشنی میں چند گزارشات کروں،

مسلک اہل حدیث کی دعوت کی مناسبت سے یہ کانفرنس رکھی گئی ہے، اور تمام مکاتب فکر کے احباب اور علماء اس کانفرنس میں تشریف فرما ہیں، میں پوری ذمہ داری سے چند گزارشات عرض کروں گا، کوئی ابہام، اشکال پیدا ہو، بات سمجھ نہ آئے، تو سوال پوچھا جا سکتا ہے، میں اپنی علمی حیثیت کے مطابق ان شاء اللہ جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں دوں گا، مسلک اہل حدیث، کوئی اس کائنات میں نیا مسلک نہیں، یہ الگ بات ہے، کہ تم نے اس کو سمجھا نہ ہو، پرکھا نہ ہو، اس کا مطالعہ نہ کیا ہو، جیسے ایک مثال مشہور ہے، نا کہ زمیندار جٹ آدمی فجر کی اذان کے وقت جاگ گیا، اور مؤذن اذان کہہ رہا تھا، اس نے الفاظ سنے،

((الصلوٰۃ خیر من النوم))

پریشان ہو گیا، اور کہنے لگا، کہ یہ مولوی نے نئی اذان بنا لی ہے،

((الصلوٰۃ خیر من النوم))

آج تک یہ کہا نہیں، سنا نہیں، یہ کہاں سے آ گیا، حیران ہوا، صبح اور بندے ملے، جٹ زمیندار کہنے لگا، ایک مولوی نے نیا کام کیا ہے، انہوں نے کہا، کیا ہوا ہے، اس نے کہا، فجر کی اذان میں وہ کہتا تھا،

((الصلوٰۃ خیر من النوم))

یہ کبھی آج تک سنا ہے، انہوں نے کہا، اے بے وقوف، یہ روزانہ کہتے ہیں، تم جاگے ہی پہلی بار ہو، تم فجر کے وقت زندگی میں پہلی بار جاگے ہو، تمہیں کیا پتہ ہے، تم ظہر و عصر کی اذان

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی﴾

وہ جدھر پھرنا چاہتا ہے، ہم اسے پھیر دیتے ہیں، اس کی آنکھیں ہوتی ہیں، لیکن دیکھ نہیں سکتا، دماغ ہوتا ہے، لیکن سوچ نہیں سکتا، اس کے کان ہوتے ہیں، لیکن وہ سن نہیں سکتا، دنیا کی ہر بات سنتا ہے، عقیدۂ توحید نہیں سن سکتا، ہر چیز دیکھتا ہے، لیکن قرآن وحدیث کو نہیں دیکھ سکتا، اللہ اس کی سوچ ہی مفلوج کر دیتا ہے، جو پیغمبر ﷺ کی حدیث کا اور اللہ کے قرآن کا احترام نہ کرے،

یہ ہے دنیا میں سزا اور آخرت کی سزا کیا ہے،

﴿وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾

ہم اسے جہنم میں پھینک دیتے ہیں، جو بہت برا ٹھکانہ ہے، آیئے کہیں تمہاری عقل مفلوج تو نہیں ہوگئی، اپنے گریبان میں جناب جھانکئے، دیکھئے، پڑھیے، مطالعہ کیجیے، کہ کہیں تمہارے سامنے، تمہارے گھر میں قرآن پڑھا ہے، تمہارے گھر میں قرآن موجود ہے، پیغمبر ﷺ کی حدیث موجود ہے، لیکن تم گمراہی میں کیوں ہو، تم شرک میں کیوں ہو، مشرک کی دلیل میں کیوں پھنسے ہو،

یقین جانو، مجھے تو اس طرح رحم آتا ہے، کہ گھر میں قرآن بھی موجود ہے، اور بہن سمیت بیٹیوں سمیت بندہ جناب سالانہ عرس پر قبر پر جا رہا ہے، تین تین چار چار دن وہاں چلہ کاٹ رہا ہے، گھر میں قرآن موجود ہے،

رب کعبہ کی قسم ہے!

اگر قرآن پڑھا ہوتا، قرآن کو سمجھا ہوتا، کبھی بھی دربار پر جا کر نہ جھکتا، کبھی بھی کسی قبر پر سجدہ ریز نہ ہوتا، وہ جناب کبھی اپنی معصوم بچیوں کو اپنی بیٹیوں کو اپنی عزت کو اپنی حرمت اور غیرت کو کسی دربار پر جا کر نیلام نہ کرتا، یہ کیوں ہو رہی ہے، اس لیے کہ جب بندہ قرآن کا حیاء نہ کرے، قرآن پر غور نہ کرے، اللہ پھر غیرت بھی چھین لیتا ہے، اور عزت بھی چھین لیتا ہے، پھر درباروں پر ہی بندہ پلماں ہو جاتا ہے،

جائیے، میں مبالغہ تو نہیں کر رہا، علی ہجویری رحمہ اللہ کے دربار پر جا کر دیکھئے، بتلائیے، دنیا کا کون سا گناہ ہے جو علی ہجویری رحمہ اللہ کے دربار پر نہیں ہو رہا، مجھے طعنہ مت دینا کہ میں اولیاء کا گستاخ ہوں، میں اولیاء کا گستاخ نہیں، میں حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ کا گستاخ نہیں، میں ان کی عزت کرتا ہوں، احترام کرتا ہوں،

لیکن علی ہجویری رحمہ اللہ کے دربار پر جو تم نے تماشہ رچایا ہے، وہ بتلاؤ، تو سہی ہے کیا، کیا جناب وہاں عزت نیلام نہیں ہوتی، کیا وہاں ہیروئن جناب بکتی نہیں، کیا شراب نہیں چلتی، کیا بدمعاشی نہیں ہوتی، کیا زنا کا اڈا نہیں، کیا وہ بدکاری کا اڈہ نہیں ہے، کیا وہاں شرک نہیں ہے، بے حیائی نہیں ہے، گانا نہیں ہے،

دنیا کا کون سا عیب ہے جو علی ہجویری رحمہ اللہ کے دربار پر نہیں کیا جا رہا، بتلائیے، تو سہی، جانے والے کون ہیں، میری جماعت کے نہیں ہیں، میری جماعت کے علماء تو نہیں ہیں، میری جناب مائیں تو نہیں ہیں، میری بہنیں تو نہیں ہیں، اہل حدیث کی مستورات تو نہیں ہیں،

کن کی مستورات ہیں، جن کی عزت نیلام ہو چکی، جن کی عزت برباد ہو چکی، جن کی عزت لاہور شہر کے چوک میں نیلام ہو چکی ہے، کس طرح سمجھوں کہ غیرت محفوظ ہے، جس کی بچی تین دن دربار پر رہ کر آئے، میں کس طرح تسلیم کروں، اس کی عزت محفوظ ہے، اس کی غیرت محفوظ ہے،

اہل حدیثو، اٹھو، سجدہ میں گر کر رویا کرو، رب کا شکر ادا کیا کرو کہ رب ذوالجلال جناب آپ کا احسان ہے، آپ کی نعمت ہے، آپ کا فضل ہے کہ اس گئے گزرے ملک میں بھی اللہ تعالیٰ نے غیرت بھی عطا فرمائی ہے، اور عقیدۂ توحید بھی عطا فرمایا ہے، کہ جو جناب قبر پر جوان بچی لے کر بیٹھا ہو، میں کیسے تسلیم کر لوں کہ اہل سنت ہے،

میں کیسے تسلیم کر لوں کہ اہل حدیث ہے، یا اہل سنت و الجماعت ہے، جو جناب عرس میلے لگاتے ہیں، میں کس طرح تسلیم کر لوں، کہ اہل سنت والجماعت ہیں۔

یاد رکھیئے!

اہل سنت پیغمبر ﷺ کی ساری سنت پڑھ جایئے، بتلایئے، کیا میرے پیغمبر ﷺ کی زندگی میں تیئس سال جو نبوت کا دور ہے، کیا میرے مصطفیٰ ﷺ نہیں پوچھ سکتے تھے، رب سے کہ یا اللہ! ابراہیم علیہ السلام کی قبر کہاں ہے، یا اللہ! حتی کہ موسیٰ علیہ السلام کی قبر آپ ﷺ کو مکہ شہر میں ہی معراج کی رات صحیح مسلم کی حدیث ہے، پیغمبر ﷺ نے فرمایا،

میں جا رہا تھا، معراج کے سفر میں مجھے موسیٰ علیہ السلام قبر میں دکھلائے گئے، جب موسیٰ علیہ السلام کی قبر مصطفیٰ ﷺ نے دیکھی ہے، آپ ﷺ نے جناب معراج سے اگلے دن فرمایا ہو کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم چلو، موسیٰ علیہ السلام کی قبر کو پختہ کرنا ہے، موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر چڑھاوا چڑھانا ہے، موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر عرس لگانا ہے، موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر لنگر تقسیم کرنا ہے، موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر جا کر سجدہ ریز ہونا ہے، میں اس مقام پر سالانہ خطاب بھی کروں گا، عرس بھی لگے گا، نہیں نہیں،

کہ تم کہو کہ پیغمبر ﷺ تو ساری کائنات سے اعلیٰ ہیں، پیغمبر ﷺ یہ کام نہیں کر سکتے تھے، چلو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب میرے مصطفیٰ ﷺ کی قبر بن گئی، سارے اولیاء کی قبریں اکٹھی کر کے میں محمد ﷺ کی قبر کی مٹی پر قربان کر دوں، صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ پاک میں موجود ہیں، پیغمبر ﷺ کی قبر پر عرس نہیں ہے،

پیغمبر ﷺ کی قبر پر میلہ نہیں ہے، پیغمبر ﷺ کی قبر پر چڑھاوا نہیں ہے، پیغمبر ﷺ کی قبر پر دودھ کی سبیل نہیں ہے، پیغمبر ﷺ کی قبر پر طواف نہیں ہے، پیغمبر ﷺ کی قبر کو پختہ نہیں بنایا ہے، پیغمبر ﷺ کی قبر پر میرا صدیق رضی اللہ عنہ نہیں جھکا ہے، جناب کوئی پتھر اٹھا کر اپنے وجود پر لگایا نہیں ہے،

میں کس طرح تسلیم کروں، کہ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ قبر پر سجدہ کرنا، اہل سنت کا عقیدہ ہے، قبر پر چڑھاوا چڑھانا اہل سنت کا عقیدہ ہے، نہیں نہیں اہل سنت کا عقیدہ تو نہیں ہے، تمہارے پیر و مرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا، آپ ﷺ نے ایک واقعہ بیان فرمایا

کہ دو بندے جا رہے تھے، دو بندے جا رہے ہیں، ایک بستی کے پاس سے گزرے بستی والوں نے دیکھا، دو نوجوان جا رہے ہیں، دونوں کو پکڑا، کہنے لگے، ہمارے

ایک بزرگ ہیں، اس مقام پر دفن ہیں، ہمارا ایک دربار ہے، ہمارا ایک معبود ہے، جو اس راستے سے گزرے، وہ چڑھاوا چڑھائے بغیر آگے نہیں جا سکتا، لہٰذا اس دربار پر اس بزرگ کے نام پر چڑھا دو، پھر آگے چلے جاؤ،

وہ نوجوان کہنے لگے، ہم توحید پرست ہیں، ہم موحد ہیں، ہم نے کبھی قبروں پر چڑھاوے نہیں چڑھائے، ہم کبھی غیر اللہ کے سامنے نہیں جھکے، کہنے لگے، پھر آگے نہیں جا سکتے، کہنے لگے، چڑھاوا چڑھانا ہمارے لیے جائز نہیں ہے، کہنے لگے، اگر جائز نہیں ہے، تو ایک مکھی ہی پکڑ کر چڑھا دو،

مکھی جناب کوئی کھانے والی چیز تو نہیں ہے، مکھی کوئی پینے والی چیز تو نہیں ہے، کوئی پاک چیز تو نہیں ہے، جس کے لیے ہمیں گناہ ملے، لیکن مشرک کتنا ڈھیٹ ہوا کرتا ہے، کتنا جناب اپنے عقیدہ پر پکا ہوا کرتا ہے،

اے اہل حدیث، اہل سنت کے لوگو!

میں سوال کرتا ہوں، جب کسی کے در پر بیٹھک پر پہنچتے ہو، جناب پتہ وہ کیا کرتا ہے، وہ جناب کہتا ہے، کہ فاتحہ پڑھو، تم جناب اہل حدیث ہو کر کے وہاں ہاتھ اٹھا کر بیٹھ جاتے ہو، میں تمہیں سوال کرتا ہوں، وہ ہاتھ اٹھا رہا ہے، اپنی مرضی سے، تم کیوں چپ رہے ہو، اس سے مفلوج ہو کر چپ رہے ہو، نا، تم برادری کی وجہ سے چپ رہے ہو، نا، تم رسم کی وجہ سے چپ رہے ہو، تمہیں ذرا شرم و حیاء نہیں آئی، وہ رسم پر پکا ہے، تم محمد ﷺ کی سنت پر پکے نہیں ہو سکتے؟

وہ غیرت مند نکلا، تم بے غیرت نکلے، وہ اہل بدعت اپنی بدعت پر پکا ہے، تم پیغمبر ﷺ کی سنت طریقے پر پکے نہ رہے، میں تمہیں کس طرح تسلیم کروں، تم اہل حدیث ہو، اہل حدیث، اہل سنت وہ ہوتا ہے، جو اپنی جان، اپنا مال، اپنی جناب اولاد سب کچھ قربان کر دے، اہل حدیث، اہل سنت وہ ہوتا ہے، جو اس آیت کا مشتاق ہو جائے، وہ آیت کون سی ہے، فرمایا،

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۠﴾

(التوبه:٢٤)

غور کرنا، قرآن پر، اللہ پاک فرماتے ہیں، ایک طرف والدین ہوں، ایک طرف اولاد ہو، ایک طرف بھائی ہوں، ایک طرف بیٹے ہوں، ایک طرف بیویاں ہوں، ایک طرف مال و متاع ہو، ایک طرف برادری ہو، ایک طرف سونوں کے محلات ہوں، دوسری طرف نبی پاک ﷺ کی حدیث ہو،

رب فرماتا ہے، مومن وہ ہوتا ہے، مسلمان وہ ہوتا ہے، اہل حدیث وہ ہوتا ہے، اہل سنت وہ ہوتا ہے، مسلمان وہ ہوتا ہے، اہل حدیث وہ ہوتا ہے، جو سب کچھ چھوڑ دے، اور نبی پاک ﷺ کی سنت سے پیار کرے، پیغمبر ﷺ کی حدیث سے پیار کرے،

جناب تم جاؤ، کسی کے در بیٹھک پر تعزیت کے لیے، تم ہاتھ اٹھاؤ، اس کا مطلب ہے، تم سنت پر پکا نہ رہے، وہ بدعت پر پکا رہا، تمہاری عزت تو ختم ہوگئی، نا، تمہارے مسلک کی اہمیت تو ختم ہوگئی، نا،

آیئے!

جس بات کی طرف میں تمہیں لے جانا چاہتا ہوں، میرے مصطفیٰ جناب محمد ﷺ

جاگ رہے ہو نا، ماء شا اللہ!

سب جاگ رہے ہو، ہاتھ کھڑے کرو، میں مدنی چوک میں آ جاؤں تو پتہ ہے مجھے کیا ہو جاتا ہے، حالانکہ میں آج تک بہت میٹھی میٹھی تقریریں کرتا ہوں، یہاں آ کر مجھے کڑوی کرنی پڑتی ہے،

جاگتے ہو ماشاء اللہ!

آج مجھے لگتا ہے، میں تمہارا بھی ان شاء اللہ آپریشن کروں گا، تمہارا ہو جائے تو ٹھیک ہے، باقی خیر ہے، ہمسائیوں کی خیر ہے، آج ان سے پیار کرنا ہے، کہ ہمارا جلسہ سننے آئے ہیں، آج میرا دل کرتا ہے، کہ میں تمہیں ایک طرف سے شروع کروں، دعا کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے، (آمین)

یہ تو بتاؤں گا، کہ اصل اہل سنت کون ہوتا ہے، لیکن پھر تم سے بھی تقاضا کروں گا کہ تم واقعی اصلی اہل سنت ہو یا ایسے ہی نام کے چکر میں، غور کرنا، میرے مصطفیٰ جناب محمد ﷺ کی قبر مبارک بن گئی، سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میرے مصطفیٰ ﷺ کی قبر پر سجدہ کیا ہے؟

چڑھاوا اور نذر و نیاز نہیں، جو تم دلائل آج پیش کرتے ہو، کہ نہیں نہیں، قبر پر سجدہ شرک نہیں، فلاں شرک نہیں، میں سوال کرتا ہوں، کہتا ہے میں دلائل دیتا ہوں، میں نے کہا، تم دلائل تو تب دو، جب دلائل ہمارے ذہن میں نہ ہوں، کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے دلائل نہیں تھے؟

اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان آیات واحادیث کا معنی جس سے تم جناب قبر پر سجدہ تعظیم ثابت کر رہے ہو، اگر یہ شرک نہ ہوتو، اللہ کی قسم صدیق مصطفیٰ ﷺ کی قبر پر کرتا، میرے عمر فاروق رضی اللہ عنہ صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر پر کرتے، عمر رضی اللہ عنہ کی قبر پر، عثمان رضی اللہ عنہ کرتے، عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر پر میرا علی رضی اللہ عنہ کرتا، میرے علی رضی اللہ عنہ کی قبر پر میرا حسن رضی اللہ عنہ کرتا،

میرے حسن رضی اللہ عنہ کی قبر پر حسین رضی اللہ عنہ کرتا، حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر زین العابدین رضی اللہ عنہ کرتا، زین العابدین رضی اللہ عنہ کی قبر پر امام باقر رضی اللہ عنہ کرتا، امام باقر رضی اللہ عنہ کی قبر پر جعفر صادق رضی اللہ عنہ کرتا،

جناب بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، میں جناب حدیث کی کتابوں میں بار بار آتا ہے، کہ قبر پر عرس کرنا، میلہ لگانا، چڑھاوا چڑھانا، نذر و نیاز یہ توحید نہیں ہے، یہ توحید نہیں ہے، یہ تمہاری عزت کی نیلامی ہے،

یہ توحید نہیں ہے، تمہاری غیرت کی نیلامی ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث کو محفوظ فرمایا ہے، ہمارے عقیدہ میں شرک موجود نہیں، جو مشرک ہو جاتا ہے، نا، ہمارے استاد

فرمایا کرتے تھے، جو مشرک ہو جاتا ہے، وہ اپنی عقل نکال کر نیچے رکھ کر خود اوپر بیٹھ جاتا ہے،

مشرک کی عقل اندر نہیں رہتی، وہ نیچے رکھ کر خود اوپر بیٹھ جاتا ہے، عقل کے اوپر خود بیٹھا ہو گا، پھر اسے سمجھ نہیں آتا، دنیا میں لیکن دیکھتا ہے، قرآن و حدیث نہیں دیکھتا، قرآن موجود ہے، لیکن دیکھتا نہیں،

اور تم نے کبھی لوگوں کے عقیدہ پر غور نہیں کیا، یقین جانو، ایسے ایسے کلمات ہیں کہ بندہ ڈر جاتا ہے، کہ یا اللہ! آپ کا ہی حوصلہ ہے کہ اس ناقص قوم پر عذاب نہیں آتا، کیا کہتے ہیں،

تیرا کھانواں تیرے گیت گانواں یا رسول اللہ

تیرا کھانواں

اچھا تم کس کا کھاتے ہو؟

اللہ کے نبی ﷺ کس کا کھاتے تھے؟ اللہ کا، اچھا اگر ساری دنیا حضور ﷺ کا کھاتی ہے، تو حضور ﷺ نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا تھا، حضور ﷺ کا دیا کائنات نہیں کھاتی،

ابوداؤد میں حدیث ہے، میرے، تمہارے محبوب جناب محمد ﷺ کو ایک دن بھوک نے بہت ستایا تو اپنے نو گھروں میں پیغام بھیجا، ساری بیویوں کی طرف سے جواب آیا، محبوب ﷺ جی نو گھروں میں سے کسی گھر میں بھی کھانے کے لیے کوئی چیز موجود نہیں، ان کے اپنے گھر میں کھانے کے لیے کوئی چیز موجود نہیں، تم جھوٹ بولتے ہو کہ

تیرا کھانواں تیرے گیت گانواں

نہیں جھوٹ بولتے ہو، اللہ کی غیرت کو تم چیلنج کرتے ہو، بلکہ حدیث میں ہے، جو شرک کرتا ہے، رب فرماتا ہے، میرا بندہ ہو کر مجھے گالیاں دیتے ہو،

اب غور کرنا!

نبی پاک ﷺ کو بھوک لگی، جب نو بیویوں کے گھر سے پیغام آیا، کہ گھر میں کچھ بھی نہیں، تو آپ ﷺ نے سوچا چلو، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر چلتے ہیں، کچھ چیز مل جائے، ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف چلے، تھوڑی دور آگے گئے، آگے سے صدیق رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں،

فرمایا، ابو بکر رضی اللہ عنہ کدھر جا رہے ہو؟ فرمایا، محبوب ﷺ جی، میرے گھر میں کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں، میں آپ ﷺ کے گھر آ رہا تھا، کہ نبی پاک ﷺ کے گھر سے کوئی چیز مل جائے گی، آپ ﷺ نے فرمایا، ابو بکر رضی اللہ عنہ میں بھی اس ارادے سے تمہارے گھر آ رہا تھا، میرے گھر میں کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں، فرمایا، ابو بکر رضی اللہ عنہ، چلو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گھر چلیں،

لوگو! یہ وہ ہیں، جن کی جان جناب پیغمبر ﷺ کی ذات ہے،

جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے،

﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ؁﴾ (الکوثر:۱)

یہ وہ ہستی ہے، جناب! میں کیسے مان لوں، کہ مختار کل ہیں، میں کیسے مانوں، حاجت روا ہیں، میں کیسے مانوں، مشکل کشا ہیں، میں کیسے مانوں دنیا کے رازق ہیں، میں کیسے مانوں کہ دنیا ان کا کھاتی ہے، اللہ کے پیغمبر ﷺ کی شان بہت ہے، اگر میں شان میں قرآن پڑھوں،

اللہ پاک فرماتے ہیں،

﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ؁﴾ (الکوثر:۱)

اگر نبی پاک ﷺ کی شان بیان کرنے اللہ تعالیٰ آیا ہے، تو کیا فرماتا ہے،

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ؁ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ؁ الَّذِىْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ؁ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؁﴾ (الانشراح:۱-۴)

اگر اللہ پاک نبی پاک ﷺ کی شان بیان کرنے پر آیا ہے،

غور کرنا!

اللہ کے قرآن پر، رب فرماتا ہے

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ؁ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ؁﴾ (الاحزاب:۴۵،۴۶)

اگر رب نبی پاک ﷺ کی شان بیان کرنے پر آیا ہے، رب فرماتا ہے،

﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ؁ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ؁ وَاِنَّ

لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ O وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ O﴾ (القلم:۱۔۴)

مصطفیٰ ﷺ کی شان بہت ہے، عظمت بڑی ہے، میرے پیغمبر ﷺ کی، لیکن حالت سننا، دیکھا، میرے مصطفیٰ ﷺ مختار کل نہیں، شان والے ہیں، لیکن حاجت روا مشکل کشا نہیں، میرے محبوب ﷺ کو بھوک لگی ہے، ابو بکر رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں، فرمایا، محبوب ﷺ جی، میرے گھر میں کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں، فرمایا، چلو، دونوں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں، تھوڑا آگے گئے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آ رہے ہیں، عمر رضی اللہ عنہ کدھر جا رہے ہو؟ محبوب ﷺ جی، میرے گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے، اور میں نبی پاک ﷺ کی طرف آ رہا ہوں، میں آپ ﷺ کی طرف آ رہا تھا، اور نبی پاک ﷺ، عمر رضی اللہ عنہ، اور ابو بکر رضی اللہ عنہ مدینہ کے چوک میں کھڑے ہیں، تینوں بھوکے ہیں، تینوں کے گھر میں کھانے کے لیے کوئی چیز موجود نہیں، میں کیسے کہوں کہ

تیرا کھانواں تیرے گیت گانواں

میں اس کے کیوں نہ گیت گاؤں جس کا میں کھاتا ہوں، وہ کون ہے،

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O﴾ (الفاتحہ:۱)

جس کا ہم کھاتے ہیں، وہ کون ہے،

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ O﴾ (آل عمران:۲۶)

جاؤ، غور کرتے جانا!

جناب جو بھی مشرک ہے، نبی پاک ﷺ کا دیا کھاتا ہے، اہل سنت وہ ہوتا ہے، وہ نبی پاک ﷺ کا دیا نہیں کھاتا، وہ کس کا دیا کھاتا ہے،

﴿اَلرَّحْمٰنُ O عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ O عَلَّمَهُ الْبَيَانَ O الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ O وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ O وَالسَّمَآءَ

رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ٥ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ٥ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ٥ وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ٥ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ٥ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ٥ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ٥﴾ (الرحمن:١-١٣)

جو مشرک ہوتا ہے، وہ اللہ کے نبی ﷺ کا دیا کھاتا ہوگا، جو اہل حدیث اہل سنت ہوتا ہے، وہ نبی ﷺ کا دیا نہیں کھاتا، وہ ولی کا دیا نہیں کھاتا، وہ موسیٰ علیہ السلام کا دیا ہوا نہیں کھاتا، وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا دیا نہیں کھاتا، وہ سیدنا آدم علیہ السلام کا دیا نہیں کھاتا،

جو اہل سنت ہوتا ہے، اہل حدیث ہوتا ہے، وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دیا نہیں کھاتا، وہ جناب نوح علیہ السلام کا دیا نہیں کھاتا، وہ کسی بابا کا دیا نہیں کھاتا، کسی ولی کا دیا ہوا نہیں کھاتا،

جو اہل حدیث ہوتا ہے، جو اہل سنت ہوتا ہے، جو قرآن وسنت کا عامل ہوتا ہے، جس کا عقیدہ قرآن وسنت کے مطابق ہوتا ہے، وہ کس کا دیا کھاتا ہے،

غور کرنا!

﴿إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ٥ حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا ٥ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ٥ وَكَأْسًا دِهَاقًا ٥﴾ (النباء:٣١-٣٤)

رب فرماتا ہے، دنیا میں ہی نہیں، جنت میں بھی، آخرت میں بھی، میرا دیا ہی دنیا کھائے گی، ہم کس کا دیا کھاتے ہیں، رب فرماتا ہے،

﴿قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ٥ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ٥ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ ٥ ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ ٥ ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ٥ ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ ٥ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ ٥ فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ ٥﴾

(عبس:١٧-٢٤)

رب فرماتا ہے، انسان کو چاہیے، اپنا کھانا دیکھے،

﴿فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ﴾ (عبس:١٧)

رب فرماتا ہے، انسان اپنا کھانا دیکھے، اس کو کون کھانا دیتا ہے،

﴿فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ ۝ أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ۝ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ۝ فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ۝ وَعِنَبًا وَقَضْبًا ۝ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ۝ وَحَدَائِقَ غُلْبًا ۝ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ۝ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ۝ فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ۝﴾ (عبس:۲۴-۳۳)

اللہ پاک فرماتے ہیں، زمین میں ہم اگاتے ہیں، اور کوئی اگانے والا نہیں، کھیتیاں ہم اگاتے ہیں، اور کوئی اگانے والا نہیں، لہٰذا جھوٹ بولتا ہے، مشرک کہتا ہے کہ

تیرا کھانواں تیرے گیت گانواں یا رسول اللہ

نہیں نہیں، ساری دنیا کس کا دیا کھاتی ہے؟

اگر عقیدہ پر غور کرو تو کہنے لگے، جناب کسی بندہ کو کہ جناب اللہ پاک نے رحمت کر دی، کاروبار چل گیا،

کوئی گیا، چوہدری صاحب سنا ہے، آپ کا بڑا کاروبار چلتا ہے، جی جی مرشد پاک کا کرم ہے، جناب کاروبار بڑا چلتا ہے، مرشد نے کرم کیا ہے؟ کہنے لگا، ہاں ہاں، مرشد کا کرم ہے، کاروبار چلا ہے، سنا ہے، گاڑی اپنی لے لی ہے، مرشد پاک کا کرم ہے، کوٹھی بھی اپنی ہے، گاڑی بھی اپنی ہے، جناب سنا ہے، اولاد بھی اللہ نے دی ہے، جی مرشد پاک کا کرم ہو گیا ہے، پندرہ سالوں پر بعد کرم ہوا ہے، تو اللہ نے؟

کہنے لگا نہیں، مرشد پاک نے کرم فرمایا ہے، اور جناب بیٹا بھی ہوا ہے، اچھا مرشد کا کرم ہوا ہے، دکان چلی ہے، مرشد کا کرم ہوا، کوٹھی ملی ہے، مرشد کا کرم ہوا تو جناب بیٹا ملا ہے، کہنے لگے، جی جی مرشد پاک کا کرم ہے،

میں نے کہا، کہ میں نے سنا ہے، آپ کے ابو کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے، ٹانگ ٹوٹ گئی ہے، جی اللہ کی مرضی ہے، ٹانگ ٹوٹی ہے، تو کس کی مرضی ہے، ٹانگ ٹوٹی ہے، تو کہتا ہے، اللہ کی مرضی ہے، بیٹا ہوا ہے تو کہتا ہے، مرشد کا کرم ہے،

نہیں نہیں، تمہارے پیدا ہونے سے لے کر تمہارے مرنے تک ہر حال میں کرم ہے تو تمہارے رب کا کرم ہے، اور کسی کا کرم نہیں، ہوسکتا، کہتے ہیں،

یہ سب تمہا کرم ہے، آقا
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے، آقا
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

نہیں نہیں،

یہ سب تمہارا کرم ہے اللہ
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

کرم کرنے والا کون ہے؟ اہل حدیث کے عقیدہ کی پہلی خوبی اہل سنت کے عقیدہ کی پہلی شرط یہی ہے، کہ جو اہل سنت ہوتا ہے، اس کے عقیدہ میں شرک موجود نہیں ہوتا، یہ دیکھنا، میرے تمہارے محبوب جناب محمد ﷺ جا رہے ہیں، کدھر؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف،

آگے سے ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں، محبوب ﷺ جی، ہمارے گھر میں کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں، فرمایا، چلو، سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کی طرف چلتے ہیں، سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کی طرف گئے، سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر کہ حضور ﷺ آ رہے ہیں،

بیوی سے کہنے لگے، کہ حضور ﷺ آ رہے ہیں، آج میرا دل کرتا ہے، کہ نبی پاک ﷺ بار بار ہمارے دروازے پر آ کر سلام کریں، اور اللہ ہم پر رحمتیں نازل کرے، ایسے دروازہ بند کیا، خود اندر جا کر بیٹھ گئے، بیوی کو ساتھ لے کر، نبی پاک ﷺ تشریف لائے، دروازہ کھٹکھٹایا، سلام کہا، تو سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے سلام کا جواب آہستہ سا دل میں دیا، نبی پاک ﷺ نے پھر سلام ارشاد فرمایا، میں نے پھر آہستہ سا دل میں جواب دیا، حضور ﷺ نے تیسری بار سلام ارشاد فرمایا، میں نے پھر آہستہ جواب دیا، نبی پاک ﷺ نے

فرمایا، اے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما لگتا ہے، سعد رضی اللہ عنہ گھر پر نہیں ہے، ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ نے نہیں فرمایا، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی، ذرا مہربانی کر کے اندر نظر ڈالیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر ہیں، ذرا اندر نظر ڈالیں ہے یا نہیں،

باہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، اندر سعد رضی اللہ عنہ موجود ہے، درمیان میں ایک دروازہ ہے، ایک دیوار ہے، اندر سعد رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں، سلام کہہ بھی رہے ہیں، جواب بھی دے رہے ہیں، اس کا مطلب ہے، جھوٹ بولتا ہے جو کہتا ہے،

((اُنْظُرْ حَالَنَا وَاسْمَعْ قَالَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم))

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے حال پر رحم کریں، میرا حال دیکھیں، اہل حدیثوں سے میرا کیا حال ہو رہا ہے،

((اُنْظُرْ حَالَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم))

میرا حال دیکھو، مجھ پر رحم فرمائیں،

((وَاسْمَعْ قَالَنَا))

میری بات سنیں، تم یہاں سے پکارتے ہو، اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دروازے کے باہر کھڑے ہیں، موت پاک کے بعد نہیں، وفات پاک کے بعد نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ باہر کھڑے تشریف فرما، اندر سعد رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلام کہہ رہے ہیں، سعد رضی اللہ عنہ جواب دے رہے ہیں، لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں سنا، وہ آہستہ جواب دے رہا ہے، سنا نہیں،

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لگتا ہے، سعد رضی اللہ عنہ گھر میں نہیں ہے،

توجہ میری طرف رہے!

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر سلام کا جواب دے رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا نہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سعد رضی اللہ عنہ گھر میں نہیں ہے، چلو واپس چلیں، واپس چلے، پیچھے سے سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا،

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی، کدھر تشریف لے کر جا رہے ہیں؟

فرمایا، سعد رضی اللہ عنہ سلام کہتا رہا، تم نے جواب کیوں نہیں دیا؟

محبوب ﷺ جی، جواب دیا ہے، کیسے ہوسکتا ہے، کہ نبی ﷺ سلام دے اور امتی جواب نہ دے، میں نے جواب دیا ہے،

اے سعد رضی اللہ عنہ، میں نے تمہارے سلام کا جواب سنا نہیں، فرمایا، محبوب ﷺ جی، آپ کیسے سنتے، میں نے سنایا ہی نہیں، میں آہستہ جواب دیتا رہا ہوں، آپ ﷺ آہستہ نہیں جانتے، آہستہ کون سنتا ہے،

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾

(المجادلہ:۱)

فرمایا، دل کی پکاریں، دل کی حالت کو کون جانتا ہے، اللہ جانتا ہے، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا،

اب غور کرتے جانا!

اہل حدیث کے عقیدے کا میں پہلا وصف بیان کر رہا ہوں، اہل سنت کون ہوتا ہے، اہل حدیث کون ہوتا ہے، جس کے عقیدہ میں شرک موجود نہ ہو،

یہ دیکھو، اللہ کے نبی ﷺ جب تک زندہ رہے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف مواقع پر حضور ﷺ سے دعا کرواتے رہے، لیکن جب اللہ کے نبی ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے ہیں، پھر نبی پاک ﷺ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے دعا نہیں کروائی،

حضور ﷺ کے لیے دعا کی ہے، یہ دیکھتے رہنا،

صحیح البخاری میں روایت آتی ہے،

نبی پاک ﷺ کے زمانہ پاک کے بعد بارش کی ضرورت پڑ گئی، قحط سالی پڑ گئی، بارش نہیں ہو رہی تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان ہو گئے، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ہیں، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے، اے امیر المؤمنین دعا کریں، اللہ رحمت کی بارش برسا دے،

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، چلو عباس رضی اللہ عنہ کی طرف چلتے ہیں، سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے، فرمایا، اے عباس رضی اللہ عنہ آپ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی ہیں، بزرگ بھی ہیں، ہمارے لیے دعا کریں، کہ اللہ رحمت کی بارش برسا دے،

میرے عباس رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھائے، فرمایا، میرے اللہ پہلے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوتے تھے، ہم ان کی دعا کے وسیلہ سے آپ سے رحمت کی بارش مانگتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے تھے، آپ رحمت کی بارش ڈال دیتے تھے، آج ہمارے درمیان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں،

آیئے، میں سوال کرنا چاہتا ہوں، تم یہاں کہتے ہو،

((یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدد))

تم یہاں کہتے ہو،

((یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدد))

تم یہاں کہتے ہو،

((یا علی رضی اللہ عنہ مدد))

تم یہاں کہتے ہو،

((یا شیخ عبد القادر جیلانی مدد))

تم یہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے ہو، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں موجود ہیں، مدینہ پاک میں موجود ہیں، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے گئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا، چند سال ہوئے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دعا سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ سے کیوں کروائی ہے؟

روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تشریف کیوں نہیں لائے، کیوں نہیں عرض کیا، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی، جب زندہ ہوتے تھے، دعا کرتے تھے، آج بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر حاضر ہیں، دعا کر دیں، رب رحمت کی بارش ڈال دے، نہیں نہیں،

صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ کیا تھا؟

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ موجود ہو، صحابہ رضی اللہ عنہم زندہ موجود ہوں، اللہ کا ولی زندہ موجود ہو، تب

ان سے دعا کروانا، اہل سنت کا طریقہ ہے، ان سے دعا کروانا اہل حدیث کا طریقہ ہے، ان سے دعا کروانا، اہل حق کا طریقہ ہے،

اور جب نبی ﷺ فوت ہو جائے، ولی فوت ہو جائے، اس سے مانگنا اہل سنت کا عقیدہ نہیں، اہل شرک و بدعت کا عقیدہ ہے،

رب کی رحمت ہے، میری جماعت پر کہ ہماری جماعت کے عقیدہ میں شرک موجود نہیں،

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ (النساء:۱۱۵)

رب فرماتا ہے، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے، مومن کا راستہ چھوڑ دیتا ہے، اہل سنت کا راستہ چھوڑ دیتا ہے، اہل حدیث کا راستہ چھوڑ دیتا ہے، محدثین کا راستہ چھوڑ دیتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کا راستہ چھوڑ دیتا ہے،

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾

اللہ کی قسم ہے، قبر پر سجدہ کرنا جناب شرک ہی نہیں، تم پر اللہ کا عذاب ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر عذاب مسلط کیا ہے، تم نے رب کی توحید کی بغاوت کی ہے، رب نے تم پر قبریں مسلط کر دی ہیں، بدعات مسلط کی ہیں، شرک مسلط کیا ہے، اور تمہیں نظر بھی نہیں آتا، کیوں نظر نہیں آتا۔

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۚ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء:۱۱۵)

کہنے لگے، ایک بزرگ تھے، وہ کنویں میں الٹے لٹکے رہے، کنویں میں کتنے سال؟ بارہ سال، بارہ سال الٹے لٹکتے رہے، ٹانگیں اوپر اور سر نیچے کو، میں نے کہا، بزرگ تھے؟ کہنے لگے جی، میں نے کہا، اس نے کیا قصور کیا تھا؟

میں نے کہا، کوئی سزا تو ہوگی، الٹا جو لٹکایا تھا، اور کچے دھاگے سے۔ حالانکہ پکے دھاگے سے مولوی قابو نہیں آتا، کچے دھاگے سے بزرگ الٹا لٹکا رہا، میں نے کہا، اس کا جرم قصور؟ میں نے کہا، ہم نے قرآن اور حدیث پڑھی، آج تک ہمیں تو کوئی ایسا جرم نہیں ملا جس کی

سزا بارہ سال الٹا لٹکنا ہو،

میں نے کہا، بزرگوں نے کیا کرتوت کی تھی؟ کہتے، پتہ نہیں الٹے لٹکے رہے، بارہ سال، میں نے کہا، نماز نہیں پڑھی؟ کہتے پڑھی ہوگی۔ میں نے کہا، کیسے؟ کہتے الٹے لٹک کر، میں نے کہا، وضو نہیں کیا ہوگا؟ میں نے کہا، نماز ہوگئی ہوگی؟ کہتے بزرگوں کی ہو جاتی ہے،

ہمارے بزرگ تھے، وہ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر پڑھتے رہے ہیں، میں نے کہا، اس طرح پھر گوجرانوالہ میں ہی ہوسکتا ہے، یا کوفہ میں ہوسکتا ہے، اور تیسرا شہر مجھے نظر نہیں آتا، کہتے، جناب وہ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز، میں نے کہا، یا اللہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز، ایک رات تو ہوسکتا ہے، چلو دو راتیں، تین راتیں، چالیس سال آخر گھر بھی ہے، بیوی بھی ہے، نیند بھی ہے، آنکھ بھی لگ سکتی ہے، تو اس طرح کیسے ہوسکتا ہے؟

میں نے کہا، یار یہ ہوسکتا ہے، کہتا ہو تو نہیں سکتا، میں نے کہا، پھر؟ کہتے ہوا تو ہے،

میں نے کہا، ہوا کیسے؟ کہتے، بزرگوں نے لکھا ہے،

میں نے کہا، بزرگوں سے غلطی ہوگئی ہوگی، کہتا نہیں غلطی بھی بزرگوں سے نہیں ہوسکتی، میں نے کہا، پھر یہ بات عقل نہیں مانتی، کہتا عقل تو میری بھی نہیں مانتی، میں نے کہا، پھر یہ کیا ہے، کہتے، کچھ بھی نہیں، بس ہوا ہے، بزرگوں نے ایسے پڑھی ہے،

میں نے کہا، یا اللہ! اس کی عقل بھی نہیں مانتی، پھر بھی کہتا ہے کہ یہ ہے، آواز آئی ہے، اس کا قصور نہیں،

﴿نُوَلِّهٖ﴾

ہم نے اس کی عقل مفلوج کر دی ہے، یہ ایسے ہی کہتا ہے،

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء:۱۱۵)

﴿نُوَلِّهٖ﴾

ہم ایسے ہی پریشان کرتے ہیں، جو قرآن اور حدیث کو سمجھ کرامت کے سامنے بیان نہ کرے، قرآن اور حدیث کو چھوڑے، پھر جو بیان کیے جائے، آواز آتی ہے،

﴿نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء:۱۱۵)

لوگو! اہل حدیث کو اللہ تعالیٰ نے عقیدہ توحید کا انعام عطا فرمایا ہے،

جائیے، کوئی ہے، ماں کا لال جو شرک شروع کروائے تمہیں،

اہل حدیث شرک نہیں کرے گا، جناب جتنا مرضی زور لگا لو، شرک نہیں کرے گا،

اللہ تعالیٰ نے ہمارے عقیدہ کو شرک سے پاک کیا ہے، اللہ کی رحمت ہے، ہم پر، کہ رب فرماتا ہے، قرآن پاک میں کہ جو پیغمبر ﷺ کی اطاعت کرتا ہے، اللہ اس کی دنیا بھی بہتر کر دیتا ہے، جو پیغمبر ﷺ کی اطاعت کرتا ہے، اللہ اجر عظیم عطا کرتا ہے،

جو پیغمبر ﷺ کی اطاعت کرتا ہے، اللہ چہرے کا نور عطا کرتا ہے، جو پیغمبر ﷺ کی اطاعت کرتا ہے، جو پیغمبر ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے،

﴿نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا٥﴾ (النساء:۱۱۵)

غور کیجیے!

جدھر میں تم کو، لے جانا چاہتا ہوں،

اہل حدیث کے عقیدہ کا یہی پہلا وصف بیان کر رہا ہوں کہ ہمارے عقیدہ میں شرک موجود نہیں، اگر شرک موجود نہیں، اگرچہ جناب شرک کرنا ہو، بڑے بڑے ولی بزرگوں کی قبریں ہمارے پاس موجود ہیں، لیکن ہم شرک نہیں کرتے، رب نے ہمارے دماغ میں ہماری فطرت میں اپنا عقیدہ توحید داخل کر دیا ہے، ہماری کیا مجال ہے،

اللہ پاک نے ہمیں شرک سے بچایا ہے، ربّ فرماتا ہے،

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْۤا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ٥﴾ (الانعام:۸۲)

قرآن کہتا ہے، کہ ہدایت والے وہی ہے، اہل حدیث، اہل سنت وہی ہے، ایک بندہ مجھے کہنے لگا، آپ اہل حدیث ہو، میں نے کہا، جی، کہتا، آپ اہل حدیث کیوں ہو؟ میں نے کہا، کیوں کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ کہتا، آپ اہل حدیث کیوں ہیں؟

مجھے اب سمجھ نہ آئے کہ کیوں پوچھتا ہے، میں نے کہا، اہل حدیث ہوں، کہتا، اہل حدیث کیوں ہو، میں نے کہا، اگر یہ سوال میں آپ سے پوچھ لوں کہ آپ؟ کہتا کیا؟ میں نے کہا، آپ بریلوی ہو؟ کہتا جی، میں نے کہا، کیوں؟ آپ بریلوی کیوں ہو؟

آپ بریلی شریف میں پیدا ہوئے ہو؟ کہتا نہیں، میں نے کہا، وہاں پڑھے ہو،؟ کہنے لگا، نہیں، میں نے کہا، وہاں گئے ہو؟ کہتا نہیں، میں نے کہا، آپ انڈیا کے ہیں، کہتا نہیں، میں نے کہا، پھر آپ بریلوی کیوں ہو؟ کہنے لگا، ویسے ہی، نہ بریلی شہر میں گیا، نہ وہاں پیدا ہوا، نہ وہاں پڑھا، نہ وہ شہر دیکھا، اور نہ اس ملک کا، آپ کیوں ہو؟

میں نے کہا، ویسے ہی، کہتا، اچھا، میں نے کہا، آپ بتاؤ، کہتا ہم دیوبندی ہوتے ہیں، میں نے کہا، تم دیوبندی کیوں ہو، بھئی وجہ؟ دیوبند شہر میں پڑھے ہو؟ کہتے نہیں، پیدا ہوئے ہو؟ کہتا نہیں، میں نے کہا، وہ شہر دیکھا ہے؟ کہنے لگا، نہیں آپ انڈیا کے ہو؟ کہتا نہیں، پاکستانی ہوں، میں نے کہا، دیوبندی کیوں ہو؟ کہنے لگا، ویسے،

کہتا آپ ہمیں چھوڑیں، آپ بتائیں، آپ اہل حدیث کیوں ہیں؟ میں نے کہا، ویسے ہی، کہنے لگا، ویسے کیوں؟ میں نے کہا، جیسے، کہتا، جیسے کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا، ویسے، ویسے کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا، جیسے؟ میں نے کہا، تم دیوبندی، بریلوی ہو، میں ویسے ہی اہل حدیث ہوں، تمہارا ویسا سونے کا ہے،

بس تم دیوبندی، بریلوی کیوں ہو، وجہ؟ کہتا میں بتاتا ہوں، میں نے کہا، بتاؤ، کہتا، میں بریلوی اس لیے ہوں کہ میں احمد رضا خان بریلوی کے عقیدہ منہج پر قائم ہوا ہوں، میں اس لیے بریلوی ہوں، میں دیوبندی کیوں ہوں؟ اس لیے کہ علمائے دیوبند کے عقیدہ، منہج کے مسلک پر قائم ہوں، میں اس لیے دیوبندی ہوں،

میں نے کہا، میں اہل حدیث اس لیے ہوں کہ میں محدثین کرام اہل حدیث محدثین کے عقیدہ پر قائم ہوں، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا، وہ میرا عقیدہ ہے، میں اس عقیدہ پر قائم ہوں، لہٰذا میں اہل حدیث ہوں، کہنے لگا، اہل حدیث تو وہ ہوتا ہے، جس کو لاکھ لاکھ احادیث

یاد ہوں، میں نے کہا، دیو بندی وہ ہوتا ہے، جو دیو بند میں پیدا ہوا ہو،

دیو بندی وہ ہوتا ہے، جو دیو بند میں پڑھا ہو، بریلوی وہ ہوتا ہے، جو بریلی میں پیدا ہوا ہو، بریلوی وہ ہوتا ہے، جو بریلی شہر میں پیدا ہوا ہو، تم ان کے مسلک پر قائم ہو کر بریلوی ہو سکتے ہو، علمائے دیو بند کے مسلک پر قائم ہو کر کے بندہ دیو بند بھی ہو سکتا ہے،

تو بندہ محدثین جو اہل حدیث محدثین پہلے گزرے ہیں، ان کے عقیدہ پر جو قائم ہو جائے، تو وہ بندہ اہل حدیث کیوں نہیں ہو سکتا،

ہم اہل حدیث کیوں ہیں؟ ہم جناب اس آیت کے مشتاق ہیں، کون سی آیت؟

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (النساء:١١٥)

ہم نے مومنوں کا راستہ چھوڑا نہیں، ہم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا راستہ نہیں چھوڑا، پیغمبر ﷺ کی حدیث کی جان بوجھ کر مخالفت نہیں کی، جنہوں نے مخالفت کی ہے، رب فرماتا ہے، ہم محدثین کے منہج سے ہٹا دیں گے، ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کے راستے سے ہٹا دیں گے، اور کدھر لگا دیں گے،

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾

وہ جدھر پھریں گے، پھیر دیتے ہیں،

﴿وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء:١١٥)

فرمایا، دنیا میں بھی ہم ذلیل کر رہے ہیں، اور آخرت میں بھی،

سنو!

اہل حدیث جو ہے، جناب ان کا وصف یہ ہے، ان کے عقیدہ میں اللہ کی رحمت سے شرک موجود نہیں، شرک موجود؟ لوگوں نے بڑے بڑے سلسلے بنائے ہوئے ہیں، بیعت کے سلسلے، یہ جناب سلسلہ چشتی ہے، اجمیری ہے، قادری ہے، بیعت ضروری ہے، جو بیعت نہ کرے، وہ مسلمان نہیں،

حضور ﷺ کے زمانے میں بیعت نہیں ہوتی تھی، میں نے کہا، ہوتی تھی، کس چیز کی؟ لوگ آتے تھے، حضور ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے تھے، بیعت ہو گئی، حضور ﷺ کی، حضور ﷺ کے جانے کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کی بیعت ہوتی تھی، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ، وسیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ وسیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی،

ان کی خلافت کو ہم نے تسلیم کیا، آپ کی امارت کو تسلیم کیا، آپ کے ایجنڈے کو تسلیم کر کے، آپ کے ایجنڈے کے نیچے جہاد کا سلسلہ جاری رکھیں گے، یہ تو ہے، بیعت، کہنے لگا، آپ نے بیعت کی ہے؟ میں نے کہا، ہم نے کی ہے، کیسے؟

میں نے کہا، جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کی تھی، انہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور کلمہ پڑھا اور جب ہم پیدا ہوئے تو ہمارے کانوں میں پڑھا گیا،

((اشهد ان لا اله الاّ اللّٰه واشهد ان محمد رسول اللّٰه))

کیا تم مسلمان کے گھر میں پیدا ہوئے ہو؟ تمہاری بیعت ہوگئی، جب تمہارے کان میں محمد رسول اللہ ﷺ کا نام آیا ہے، جب تم نے زبان کھولی، تم نے پڑھا،

((لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه ﷺ))

تم بک گئے، بیعت کا معنی بکنا ہوتا ہے، تم بک گئے، مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھوں بک گئے، تمہیں بیچ دیا گیا، مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھوں بیچ دیا گیا، اب تم اپنی مرضی نہیں کر سکتے، جو غلام ہوتا ہے، وہ اپنی مرضی نہیں کرتا، جو نوکر ہوتا ہے، اپنی مرضی نہیں کرتا،

ساری دنیا غلام ہے، آقا ایک ہی ہے، جناب محمد ﷺ، یہ سارے سلسلے جعلی ہیں، یہ سلسلہ چشتیہ، اجمیری، قادری، دیوبندی، یہ سارے سلسلے جعلی ہیں، یہ میرے مصطفیٰ ﷺ جناب ان سلسلوں کی مصنوعیت کی کوئی دلیل نہیں، یہ اللہ تعالیٰ نے سلسلے چلائے ہیں، یہ سلسلہ مسلک ہونا دلیل نہیں، شریعت نہیں، یہ جناب سلسلے بعد میں بنائے گئے،

اپنی روٹی کے لیے اپنے کھانے کے لیے، اپنے پینے کے لیے،

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے پیغمبر ﷺ کا ایک ہی سلسلہ چلایا ہے، باقی ساری کائنات غلام ہے،

جو غلام ہے، اس کا سلسلہ نہیں ہوتا، جو غلام ہے، اس کا آستانہ نہیں ہوتا، عجیب بات ہے، غلام بھی ہے، آستانہ عالیہ بھی ہے، غلام بھی ہے، سلسلہ بھی ہے، نہیں نہیں، سلسلہ آقا کا ہوا کرتا ہے، سلسلہ مرشد کا ہوا کرتا ہے،

سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر آخری مسلمان تک ساری کائنات غلام ہے، آقا ایک ہے، جس کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے، وہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور کوئی سلسلہ ہے؟ اور کوئی سلسلہ ہے ہی نہیں، سلسلہ ایک ہی ہے، جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا،

انہوں نے کہا، تمہارا مرشد پھر کوئی نہیں، میں نے کہا، مرشد ہیں، میں نے کہا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کہتے اور کوئی مرشد نہیں، میں نے کہا، اور پھر بنانے کی ضرورت کیا ہے؟ کہنے لگا، آخر پھر بھی ہم نے بیعت کی ہے، میں نے کہا، کس کی؟ کہتے، ملتان والی سرکار کی، میں نے کہا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توڑ دی ہے؟ کہتے نہیں، توڑی تو نہیں، میں نے کہا، پھر نئی کیوں کی ہے؟ کہتے، ویسے ہی،

یہ ویسا کام بہت خوب ہے، کہنے لگا، ایسے ہی، میں نے کہا، ویسے کیوں یار؟

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت توڑ دی گئی ہے، توڑی نہیں، میں نے کہا، اگر توڑی نہیں تو پھر نئی بیعت کیوں کی ہے؟ عجیب بات ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس موجود بھی ہیں، تمہارے گھر میں موجود ہیں، ہر جگہ موجود ہیں، ہر جگہ پر حاضر ناظر، بیعت کسی اور کی، تقلید کسی اور کی، یہ تمہاری محبت ہے؟

ہل سنت اہل حدیث کی محبت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس موجود نہیں ہیں، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں ہیں، جنت میں زندہ ہیں، دنیا میں نہیں ہیں، دنیا سے وفات پا چکے ہیں، موت پاک آ چکی ہے، دنیا سے جا چکے ہیں، برزخ کی زندگی میں زندہ ہیں، پوری دنیا میں زندہ نہیں ہیں، وہ جنت میں، برزخ میں زندہ ہیں، کائنات میں موجود نہیں ہیں،

لیکن میرا عقیدہ دیکھو، میرے پاس بھی موجود نہیں، اس دنیا میں بھی موجود نہیں، لیکن میری عقیدت، محبت دیکھو، قیامت والے دن بیعت بھی چلے گی، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی

چلے گی مصطفیٰ ﷺ کی تمہاری بیعت اوروں کی اطاعت اوروں کی، رب سچ فرماتا ہے،

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ﴾ (النساء:۱۱۵)

جو جو باہر کو جا رہا ہے، پڑھو، ذرا پیچھے منہ کرو، پڑھو،

﴿نُوَلِّهٖ﴾

جو جو جا رہا ہے،

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء:۱۱۵)

اہل حدیث کے عقیدہ کا پہلا وصف یہ ہے کہ ہمارے عقیدہ میں شرک موجود نہیں، اہل حدیث کے عقیدہ میں دوسرا وصف بیان کرنا چاہتا ہوں، کہ ہمارے عمل میں بدعات موجود نہیں، ہر عقیدہ میں، ہر گروہ میں، بدعات موجود ہیں، اہل حدیث کے عمل میں بدعات موجود نہیں، اللہ تعالیٰ نے خالص سنت عطا فرمائی ہے، اللہ نے ہمیں تو خالص سنت عطا فرمائی ہے، جس کے پاس پیغمبر ﷺ کی سنت ہو، وہ اہل سنت ہوتا ہے،

جس کے عقیدہ میں بدعت آ جائے، وہ کون ہوتا ہے؟ وہ تو سنت کے مقابلے میں آ گیا نا، سنت کے مقابلے میں کیا ہے؟ بدعتِ اور بدعت کے مقابلے میں کیا ہے، سنت، جس کے عمل میں بدعت آ گئی ہو، وہ اہل سنت نہ رہا، وہ اہل بدعت ٹھہرے گا،

اب اہل حدیث کے عمل میں بدعت نہیں، اگر ہے، تو پیش کیجیے، کہ ہمارے فلاں عمل میں بدعت ہے، ایک بدعت بھی نہیں ہے، کہنے لگا، جی ہمارے پاس،

میں نے کہا، تمہارے پاس ایک نہیں، لاکھوں، اور سینکڑوں، بدعات موجود ہیں، نماز میں، روزہ میں، حج میں، زکوٰۃ میں، وضو میں، نیت میں، اور رات میں، دن میں، دفن میں، کفن میں، جناب جنازہ میں، جنازہ کے بعد نماز میں، نماز سے پہلے، نماز کے بعد، میت کو دفن سے پہلے، دفن کے بعد، دوران دفن بعد، کون سا عمل ہے، تمہارا جو سنت کے مطابق ہے، ایک عمل بھی سنت سے ثابت نہیں ہے،

میں کس طرح تسلیم کروں، کہ تم اہل سنت ہو، اہل سنت وہ ہوتا ہے، جس کا ایک ایک عمل سنت کے مطابق ہے، تمہارے عمل وضو میں جناب گردن پر الٹے ہاتھ سے مسح ہے، پیغمبر ﷺ کی سنت سے ثابت نہیں ہے، تمہارے جناب نماز سے پہلے صلوٰۃ ہے، جو پیغمبر ﷺ کی سنت میں نہیں ہے،

تمہارے جناب اذان کے بعد دعا میں ولــدَّرَجَكَ الــرَّفِيْـعَ کے الفاظ ہیں، جو پیغمبر ﷺ کی سنت میں نہیں ہے، تمہارے جنازہ میں وَجَـلَّ ثَنَاؤُكَ ہے، جو پیغمبر ﷺ کی سنت میں نہیں ہے، تمہاری سحری کی دعا جعلی ہے، جو پیغمبر ﷺ کی سنت میں نہیں ہے،

((وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ))

تمہاری افطاری کی دعا میں،

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ))

یہ الفاظ تمہارے خود ساختہ ہیں، جو یہ پڑھتا ہے، وہ اہل سنت نہیں ہے، جو اذان سے پہلے مروجہ صلوٰۃ پڑھتا ہے، وہ اہل سنت نہیں ہے، وہ اہل سنت نہیں ہوسکتا، تمہارے اعمال میں اہل بدعت ہے، تمہارے اعمال میں بدعات موجود ہیں، جو جناب میت کو دفن کرنے کے بعد جو قل ساتواں چالیسواں کرتا ہے، میرے مصطفیٰ ﷺ کے عمل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل میں تو نہیں ہے،

کہنے لگا، حدیث دکھلا دو، منع دکھا دو، میں نے کہا،

سنو!

حدیث پاک صحیح البخاری میں حدیث پاک ہے،

میرے تمہارے پیر و مرشد جناب محمد ﷺ کی مسجد نبوی میں جھاڑو دینے والی خادمہ عورت فوت ہوگئی، کئی دن گزر گئے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم، وہ جو مسجد نبوی میں جھاڑو دیتی تھی، عورت نظر نہیں آرہی، یا رسول اللہ ﷺ کئی دن ہو گئے ہیں، وہ

فوت ہوگئی، فرمایا،

((دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِھَا))

فرمایا، مجھے اس کی قبر پر لے چلو، کئی دن گزر گئے، حالانکہ حضور ﷺ کو پتہ چل جانا چاہیے تھا، موت کے اگلے دن کیسے؟ رات کو فوت ہوئی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے دفن کی، صبح جب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کی چھت پر چڑھ کر اعلان کر کے حضرات رات کو مسجد نبوی ﷺ کی خادمہ فوت ہوگئی ہے، آٹھ بجے قل شریف ہوگا، حضور ﷺ دعا فرمائیں گے، سارے تشریف لاؤ،

کئی دن گزر گئے، کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے نہیں کہا، یا رسول اللہ ﷺ! آؤ چلیں، فاتحہ پڑھائیں؟ نہیں نہیں، ساتواں چالیسواں، اکیسواں سب گزر گئے، پیغمبر ﷺ نے عمل نہیں کیا، ماننا پڑے گا، نبی پاک ﷺ کی سنت؟

کہنے لگا جی، قل، ایک مولوی ہمارے، علاقے، گاؤں میں آیا، ایک بار، کافی عرصہ کی بات ہے، منڈی بہاؤ الدین کا مولوی تھا، کہنے لگا یہ وہابی کہتے ہیں، قل شریف نہیں، میں قرآن پاک میں سے کئی جگہ پر قل شریف ثابت کر سکتا ہوں؟ ہم حیران ہوئے، کہ قرآن پاک میں قل؟ کہتا لکھا نہیں،

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ٥﴾ (الاخلاص:۱)

کہ قل کرو، قل سے تو قرآن بھرا ہے، میں نے کہا، مولوی جی، اس سے مراد یہ قل نہیں، کہنے لگا، یہی ہے اور کون سا ہے؟ میں نے کہا، ایک اور جگہ پر بھی قل آتا ہے؟ کہتا، کہاں، میں نے کہا،

﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ٥﴾ (الکافرون:۱)

اے کافرو! قل کرو، کہتا یہ قل وہ نہیں، میں نے کہا، اگر یہ نہیں تو بیٹا وہ بھی نہیں، اگر یہ قل نہیں تو پھر وہ قل بھی نہیں،

مولوی دلیلیں اس طرح کی گھڑتے ہیں، اللہ کی پناہ،

ایک مولوی کہنے لگا، جی رفع الیدین کرتے ہو، میں نے کہا، جی کرتے ہیں، کیوں؟

کہنے لگا، وہ تو نبی پاک ﷺ نے شروع شروع میں کروایا تھا، میں نے کہا، کب؟ کہتا جب لوگ بغلوں میں بت رکھتے تھے، میں نے کہا، جی بالکل ٹھیک ہے، میں مانتا ہوں، کہتے ہے نا روایت، میں نے کہا، جی بالکل ہے، کہتے کہاں ہے؟ میں نے کہا، یہ تو میں بعد میں بتاؤں گا، ہے، تھی، کہتے پھر، میں نے کہا، پھر مسئلہ سمجھاؤ تو سہی، کہتے، بتاؤ،

میں نے کہا، بغلوں میں بت رکھتے تھے، کہتے جی، میں نے کہا، کون؟

کہتے، حضور ﷺ کے پیچھے جو منافق نماز پڑھتے تھے، وہ بت رکھتے تھے، جو صحابہ رضی اللہ عنہم تھے، وہ تو نہیں رکھتے تھے، جو منافق تھے، وہ رکھتے تھے، میں نے کہا، مکہ پاک میں یا مدینہ پاک میں کون سے شہر میں؟

کہنے لگا، مکہ پاک میں، میں نے کہا، اللہ کے بندے، مکہ میں تو کوئی منافق نہیں تھا، کہنے لگا، نہیں غلطی لگ گئی ہے، مدینہ میں، میں نے کہا، مدینہ میں تو کوئی بت پرست نہیں تھا، کہتے پھر پتہ نہیں کہاں؟ میں نے کہا، پھر کوفہ ہی ہو گا،

میں نے کہا، پوری روایت بیان کیوں نہیں کرتے؟ ادھوری کیوں کرتے ہو؟ کہنے لگا، پوری کیسے؟ میں نے کہا، پوری روایت اس طرح ہوتی ہے کہ لوگ بغلوں میں بت رکھتے تھے، تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا، رفع الیدین کرو، تاکہ منافقوں کی بغلوں سے بت گر جائیں، ایسے ہی ہے؟ کہتے، جی، میں نے کہا، آگے روایت پڑھو، آگے کیا لکھا ہے؟

میں نے کہا، آگے لکھا ہے، کہنے لگا جو خالص مومن تھے، انہوں نے شروع کر دیا، جو منافق تھے، جو منافق تھے، انہوں نے نہ کیا، انہوں نے نہ کیا، جو سچے تھے، انہوں نے کر دیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ! دیکھ لیں، ہماری بغلوں میں بت نہیں ہیں،

اور جو منافق تھے، انہوں نے نہ کیا، انہوں نے آج تک نہیں کیا،

کہنے لگا، نہیں نہیں، یہ روایت میں نہیں ہے، میں نے کہا، ٹھیک ہے، جب گھر کو آئی ہے، تو روایت نہیں، کہنے لگا نہیں نہیں، یہ روایت نہیں ہے، کہنے لگا، جی رفع الیدین

حضور ﷺ نے کیا ہے؟ میں نے کہا، جی، کہنے لگا، دلیل کیا ہے؟

میں نے کہا، دیکھ لو، جہاں جہاں حضور ﷺ گئے ہیں، وہاں وہاں آج بھی ہوتا ہے، حضور ﷺ جدہ گئے، حدیث میں آتا ہے،

((جدّہ))

حدیث میں، حضور ﷺ جدہ گئے، جدہ میں رفع الیدین ہوتا ہے، نبی پاک ﷺ مکہ گئے، رفع الیدین ہوتا ہے، مدینہ میں رہے، رفع الیدین ہوتا ہے، تبوک گئے، رفع الیدین ہوتا ہے، طائف گئے، رفع الیدین ہوتا ہے، جہاں جہاں گئے، رفع الیدین ہوتا ہے، طائف گئے، رفع الیدین ہوتا ہے، جہان جہاں

وہی وہی بہار ہوئی
جہاں جہاں شفیع عاصیاں گزر گئے

گزر گئے، جہاں جہاں حضور ﷺ گئے، وہاں آج بھی رفع الیدین ہوتا ہے، اور جہاں جہاں حضور ﷺ نہیں گئے، ہمارے پاس تو آئے نہیں؟ پاکستان میں، جہاں حضور ﷺ نہیں گئے، وہاں آج بھی نہیں ہوتا، اور جہاں جہاں حضور ﷺ گئے ہیں، وہاں ان شاء اللہ آج بھی ہوتا ہے، جہاں جہاں حضور ﷺ اپنی زندگی پاک میں گئے ہیں، وہاں رفع الیدین آج بھی ہوتا ہے، کہنے لگا نہیں جی، آپ نا، میں نے کہا، کیا ہم نا؟

کہنے لگے، نبی پاک ﷺ نے آخری نماز میں کیا تھا؟ آخری نماز میں؟ میں نے کہا، آخری؟ حضور ﷺ فوت ہو گئے ہیں، یا زندہ ہیں، تمہارے عقیدہ کے مطابق تو زندہ ہیں، میں نے کہا، ابھی آخری پڑھی نہیں، جب آخری پڑھیں گے، پھر رابطہ کرنا،

کہنے لگا، میں عجیب پھنسا ہوں، میں نے کہا، کیا ہوا ہے؟ کہنے لگا، اگر آخری مانوں تو موت بنتی ہے، اگر موت نہ مانوں، تو پھر آخری کا انکار کرنا پڑتا ہے، یہی حال ہوتا ہے، کہتا، کس کا؟ میں نے کہا،

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء:۱۱۵)

کہنے لگا، رفع الیدین ثابت تو ہے، لیکن حضور ﷺ نے ہمیشہ نہیں کیا نا، میں نے کہا، اللہ کے بندے، ہمیشہ کے لیے ثابت کرنے کا کوئی طریقہ بھی ہے، اسلام میں بتلا تو سہی،

کہنے لگا، ہاں ہاں ہے، میں نے کہا، بتلاؤ، ہمیں تو چار طریقے سمجھ میں آتے ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر ﷺ نے عمل کیا ہے، اگر اس میں چار صورتیں پائی جائیں، اس کا معنی ہے کہ یہ کام حضور ﷺ نے کیا ہے، کہنے لگا، بتلاؤ، کون سے ہیں؟ میں نے کہا، نبی پاک ﷺ کی حدیث آجائے کہ پیغمبر ﷺ نے یہ عمل کیا ہے، آخر میں آجائے،

((حتی مات نبی اللّٰه))

کہ نبی پاک ﷺ یہ کام کرتے رہے، حتی کہ اللہ کے حضور چلے گئے، اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے وہ کام ہمیشہ کیا ہے،

((حتی فارق الدنیا))

یہاں تک کہ دنیا سے جدا ہو گئے، تیسرا طریقہ یہ ہے کہ حدیث میں لفظ آتا ہے، کہ حضور ﷺ نے دائما، ہمیشہ کیا ہے، اور چوتھا طریقہ یہ ہے، جو کام حضور ﷺ کے جانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا ہو، اس کا معنی ہے کہ حضور ﷺ نے چھوڑا نہیں، نہیں چھوڑا، حضور ﷺ نے اس کو چھوڑا نہیں،

اگر نبی پاک ﷺ نے چھوڑ دیا ہوتا، رب کعبہ کی قسم ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ کرتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کرنا، اس بات کی دلیل ہے، کہ مصطفیٰ ﷺ نے چھوڑا نہیں،

اس لیے جناب سنیئے!

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میرے مصطفیٰ ﷺ نے رفع الیدین کیا ہے،

یہی نماز رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پڑھائی تھی، حضور ﷺ کے جانے کے بعد نماز سکھلا رہے ہیں، میرے علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ابوداؤد میں کہ مصطفیٰ ﷺ کی سنت حضور ﷺ کے پیچھے میں نے نماز فجر پڑھی، آپ ﷺ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے،

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے، سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے،

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے، سیّدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے،

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے،

دس صحابہ رضی اللہ عنہم پاک موجود ہیں، وہ فرماتے ہیں، انہوں نے سچ فرمایا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی رفع الیدین فرمایا کرتے تھے،

سنو سنو!

اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا ہوتا، رب کعبہ کی قسم ہے، میرا عمر رضی اللہ عنہ نہ کرتا، اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا ہوتا، میرا علی رضی اللہ عنہ نہ کرتا، اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا ہوتا، میرا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نہ کرتا، اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا ہوتا، وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کرتے، اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا ہوتا، سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نہ کرتے،

اگر میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا ہوتا، دس صحابہ رضی اللہ عنہم ابو حمید رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر گواہی بیان نہ کرتے کہ ہاں ہاں یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، جناب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کرنا، حتی کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جو رفع الیدین کے بارے میں دعویٰ کیا ہے،

((وَلَمْ يَثْبُتْ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ اِنَّهٗ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ))

ایک بھی ایسا صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے، جو نماز میں رفع الیدین نہ کرتا ہو، بلکہ میں آگے بڑھوں، میں تمہیں ثابت کروں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری میں جھگڑا بھی ختم ہو جائے، ہمیشہ کے لیے جھگڑا ختم ہو جائے،

جایئے، سنن الکبریٰ البیہقی، دوسری جلد کا صفحہ تہتر اٹھا کر دیکھئے،

سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑا کون ہے، لایئے، پورے اہل سنت، اہل حدیث کے لوگو!

سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بڑا سچا کون ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بڑا فقہیہ کون ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بڑی شخصیت کون ہے؟

ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی ہے، جس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہو کر آخری نماز پڑھی ہے، ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نماز کا گواہ، ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی ہے، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نماز کا گواہ، میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ایک ایک لمحہ کا گواہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہے، اگر میرے صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا ہو، ماننا پڑھے گا، پھر میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں چھوڑا ہے، روایت تمہارے سامنے میں عرض کرنے لگا ہوں،

سنن الکبریٰ بیہقی، دوسری جلد، صفحہ تہتر اٹھا کر دیکھئے، حدیث پاک موجود ہے، ایک لڑی میں تمہارے سامنے رکھوں، ایک پوری زنجیر تمہارے سامنے رکھوں، اگر پھر بھی تمہیں سمجھ نہ آیئے، میں ہدایت کی دعا کروں گا،

حضرت امام محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں نے اپنے استاد ابونعمان، محمد بن فضل کے پیچھے نماز پڑھی، وہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے، میں نے اپنے استاد ابونعمان سے سوال کیا، اے میرے استاد! آپ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین کیوں فرماتے ہیں؟

آپ فرمایا کرتے تھے، میں نے اپنے استاد حماد بن زید کے پیچھے نماز پڑھی، استاد حماد بن زید جب نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین کرتے تھے، میں اس لیے کرتا ہوں، اور جو سوال ابونعمان تم نے مجھ سے کیا ہے، یہ سوال میں نے اپنے استاد ایوب یوسف سختیانی سے کیا تھا،

میرا استاد ایوب سختیانی رحمہ اللہ جب نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع

الیدین کرتے تھے، میں اس لیے کرتا ہوں، میں نے اپنے استاد ایوب سختیانی رحمہ اللہ سے سوال کیا تھا، اے میرے استاد، ایوب سختیانی رحمہ اللہ آپ نماز میں رفع الیدین کیوں کرتے ہو؟

وہ فرمایا کرتے تھے، کہ میں نے اپنے استاد عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کو دیکھا، وہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے، لہٰذا میں اس لیے کرتا ہوں، حضرت عطاء فرماتے ہیں، اے ایوب سختیانی رحمہ اللہ، میں رفع الیدین اس لیے کرتا ہوں، جو سوال تم نے مجھ سے کیا ہے،

میں اس لیے کرتا ہوں، کہ میرا استاد عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے، جب ہم نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے، میں اس لیے کرتا ہوں، اے عطاء جو سوال تم نے مجھ سے کیا ہے، عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ یہ سوال عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کرتا ہے، کہ آپ کیوں کرتے ہیں،

فرماتے ہیں، میں اس لیے کرتا ہوں، کہ میں نے اپنے نانا ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین فرمایا کرتے تھے، اور میں نے اپنے نانا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ اے میرے نانا، ابوبکر رضی اللہ عنہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ کا ساتھی بھی ہے، غار کا ساتھی بھی ہے، نماز کا ساتھی بھی ہے، سفر کا ساتھی بھی ہے، ہجرت کا ساتھی بھی ہے، سفر کا ساتھی بھی ہے، حوض کوثر کا ساتھی بھی ہے، جنت کا ساتھی بھی ہے،

﴿مِّنَ النَّبِيِّنَ وَالصِّدِّيقِينَ﴾

نبوت کے بعد صداقت ہی تو ہے،

سنیئے!

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں رفع الیدین، اومیرے نواسے، اللہ کی قسم ہے،

صدیق رضی اللہ عنہ کے الفاظ پر غور کرنا!

تمہاری ہدایت کا سبب بن جائے، میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے، میرے صدیق رضی اللہ عنہ نے، ساری امت سے سچا، سے زیادہ سچے، صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، افضل اور

((اَفضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنبِیَاءِ))

انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین انسان کے جملے سنو، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میرے نواسے، اے میرے نواسے، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ میں، نماز میں، رفع الیدین کیوں کرتا ہوں،

((صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ))

میں نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، میں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، رفع الیدین کرتے دیکھا ہے، میں اس لیے رفع الیدین کرتا ہوں، اور اس بستی کے رہنے والو، اہل سنت اہل حدیث کے لوگو، تمہیں اللہ کا واسطہ ڈال کر عرض کرنا چاہتا ہوں، امام بیہقی رحمہ اللہ اس روایت کو بیان کر کے کہتے ہیں:

"وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ"

کہہ کر کے آگے تڑپ کر کے کیا فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، یہ رفع الیدین والی نماز سیکھی ہے، امام محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ نے کس سے، حضرت ابونعمان محمد بن فضل رحمہ اللہ سے، انہوں نے رفع الیدین والی نماز سیکھی ہے، حضرت حماد بن زید رحمہ اللہ سے انہوں نے رفع الیدین والی نماز سیکھی ہے، ایوب سختیانی سے،

انہوں نے رفع الیدین والی نماز سیکھی ہے، حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے، انہوں نے رفع الیدین والی نماز سیکھی ہے، سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رفع الیدین والی نماز سیکھی ہے، سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رفع الیدین والی نماز سیکھی ہے، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیکھی ہے، جبرائیل علیہ السلام سے، جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے ہیں، رب ذوالجلال سے،

ماننا پڑے گا، کہ میرے مصطفیٰ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، دائمی ہے، ہمیشہ کی سنت ہے، میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بغیر نماز پڑھی؟ بولو بولو پڑھی؟

زور سے بولو، پڑھی؟ یہ طرۂ امتیاز ہے، اہل حدیث کا،

ایک بندہ سے میں نے کہا،

سنیئے!

ایک بندہ سفر میں ہو، اس نے نماز پڑھنی ہو، آگے امام کھڑا ہے، وہ سوچ رہا ہے، میں نے نماز پڑھنی ہے، ایسے امام کے پیچھے جو عقیدہ توحید کا حامل ہو، جس کا عقیدہ منہج ہو، بتلاؤ، تو سہی، اس کی نشانی کیا ہے؟ امامت امام کروارہا ہے، جناب وہ کھڑا ہے،

اس کے ہاتھ بھی ناف سے نیچے، جس نے نماز پڑھنی ہے، اس کے ہاتھ بھی ناف سے نیچے، جناب وہ بھی رفع الیدین نہیں کر رہا، وہ بھی رفع الیدین نہیں کر رہا، مماتی ہے، تو تب حیاتی ہے، تو تب بریلوی ہے، تو تب رفع الیدین نہیں کر رہا،

بتلاؤ، تو سہی! کس طرح پتہ چلے گا، کہ آگے امام مواحد ہے، توحید پرست ہے یا شرک کرنے والا ہے؟

اللہ ذوالجلال کی قسم ہے، جب اہل حدیث نے نماز پڑھنی ہو، جب امام کو دیکھے، جب امام ہاتھ اٹھاتا ہے، پتہ چل جاتا ہے کہ امام وہ ہے، جس کو اللہ نے عقیدہ توحید عطا فرمایا ہے، جو مشرک ہے، اللہ اسے پیغمبر ﷺ کی سنت کے مطابق رفع الیدین کی توفیق ہی نہیں بخشتا،

یا جناب ہاتھ دیکھتا ہے، اہل حدیث ہاتھ سینے پر باندھتا ہے، تب بھی تصور ہوتا ہے، عقیدۂ توحید والا کھڑا ہے، جب رفع الیدین کرتا ہے، تب بھی علامت ہے، یہ اہل حدیث کی علامت ہی نہیں ہے، بلکہ عقیدۂ توحید کی دلیل بھی ہے، عقیدہ توحید کی علامت بھی ہے،

دوسرا پہچانتا ہے، کہ واقعی، اہل حدیث کھڑا ہے، اہل التوحید کھڑا ہے، اہل حدیث کے عقیدہ کی تیسری خوبی ہے، فرمایا،

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۚ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء:۱۱۵)

جو پیغمبر ﷺ کی سنت کا حیاء نہیں کرتا، وہ دنیا میں بھی تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور آخرت میں بھی،

آؤ، سنت حدیث سے پیار دیکھو!

اہل حدیث کا پیار سنت سے، جب مغرب کی نماز کا وقت ہوتا ہے، اذان ہوگئی، اذان

کے بعد اہل حدیث مسجد میں دو رکعت نفل پڑھنے جاتے ہیں، بخاری کی حدیث ہے، حضور ﷺ نے فرمایا، دو رکعت پڑھو، دو رکعت پڑھو، تیسری مرتبہ فرمایا، جو چاہے وہ پڑھے،

اب بعض اہل حدیث پڑھ رہے ہیں، بعض نہیں پڑھ رہے، دونوں اہل حدیث ہیں، مسلک ایک ہے، عقیدہ ایک ہے، بعض پڑھتے ہیں، بعض نہیں پڑھتے، جو پڑھ رہا ہے، اس سے پوچھو، کیوں پڑھتے ہو، کہتا ہے نبی پاک ﷺ کا حکم ہے، جو بیٹھا ہے، اس سے پوچھو، تم بھی اہل حدیث ہو، تمہیں نبی پاک ﷺ کا حکم یاد نہیں، وہ کہتا ہے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، جو چاہے؟

آج میرا دل نہیں کیا، تو نہ سہی، میں کل پڑھ لوں گا، وہ بیٹھا ہے، اور حدیث کی روشنی میں اور جو پڑھ رہا ہے، وہ بھی حدیث کی روشنی میں، مجھے ایسا لگتا ہے، جو بیٹھا ہے، اللہ اسے بھی ثواب دیتا ہے، جو پڑھ رہا ہے، اسے بھی ثواب دیتا ہے، کیونکہ جو بیٹھا ہے، وہ اپنی مرضی سے نہیں بیٹھا، رسول اللہ ﷺ کی مرضی سے بیٹھا ہے، جو پڑھ رہا ہے، رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کر رہا ہے،

ایک دوسرا ہے، وہ مسجد اہل حدیث میں آیا، مغرب کی اذان ہوگئی، جب دیکھا، نا، لوگ سنتیں شروع کر رہے ہیں، اب دیکھتا ہے، دائیں بائیں، کہتا ہے، یہاں جماعت نہیں ہوتی، یہاں جماعت نہیں ہوتی، جماعت تو ہوتی ہے، تو پھر یہ کیا پڑھ رہے ہیں، یہ دو نفل ہیں، میں نے تو آج تک سنا ہی نہیں، میں نے تو آج تک نہیں دیکھا،

ہمارا قصور ہے، کہتا ہے، میں نے سنا، دیکھا نہیں، یہ باہر نکلا، جوتے اٹھائے، بڑے عجیب نمازی ہیں، عجیب مسجد ہے، یہاں نماز نہیں ہوتی، میں نے کہا، تمہارا قصور نہیں،

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء:۱۱۵)

پڑھے، اہل حدیث نے بھی نہیں، پڑھے، اس نے بھی نہیں، یہ بیٹھا ہے، رسول اللہ ﷺ کی مرضی سے، وہ باہر گیا ہے، اپنی مرضی سے، اب درمیان میں کھڑے ہو کر پڑھو، کیا؟

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾

اور ادھر کون ہے؟

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (النساء:٦٩)

لوگو! اللہ ثواب عطا کرتا ہے، پیغمبر ﷺ کی اطاعت میں، اگر اس طرح سمجھ نہیں آئی، تو اس طرح سمجھو، اہل حدیث وتر کتنے پڑھتے ہو، وہابیوں؟ ایک ہی پڑھتے ہو، تین کے نزدیک نہیں جاتے ہوگے، پڑھتے ہو، اچھا ماشاء اللہ، میں نے کہا، بس کبھی پڑھے ہی نہیں، ایک وتر، ہمارے پاس ایک مولوی سرگودھا میں مسجد کے قریب ہی، اس کی مسجد کا نام ہے، معاویہ، جامع مسجد معاویہ اس نے جمعہ پڑھایا، اس نے کہا، ایک وتر بھی بھلا نماز ہوتی ہے، ایک وتر بھی کوئی نماز، دو تین جناب سات چار یہ تو نماز سنی ہے، ایک وتر بھی نماز؟

مجھے پتہ چلا، میں نے پیغام بھیجا، میں نے کہا، حضرت یا مسجد کا نام بدل دو، یا ایک وتر پڑھ لو، میرا معاویہ رضی اللہ عنہ ساری زندگی میں ایک ہی وتر پڑھتا تھا، میں نے کہا، مسجد کا نام معاویہ رضی اللہ عنہ ہے،

بخاری میں روایت ہے، میرے معاویہ رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی میں کتنے وتر پڑھے ہیں، کٹر وہابی، کٹر وہابی تھا، میرا معاویہ رضی اللہ عنہ کہو، رضی اللہ عنہ، ساری زندگی ایک وتر پڑھا،

اب اہل حدیث جب ایک وتر پڑھتا ہے نا، اللہ کی قسم ہے، تین وتر کا انکار کرتا؟ یہ سنت ہے، پڑھو، تین بھی سنت، پانچ بھی سنت، سات بھی سنت، جناب نو بھی پیغمبر ﷺ کی حدیث سے ثابت ہے، پڑھو، جب ہم ایک وتر پڑھتے ہیں، باقی تعداد کا انکار کرتے، جب تین پڑھتے ہیں، ایک کا انکار، نہیں کرتے، جب سات پڑھتے ہیں، تین کا انکار نہیں؟

دوسری طرف جاؤ، ان کی، جب تین پڑھتا ہے، ایک والی حدیث کا انکار کر کے پڑھتا ہے، کہتا ہے، حدیث ہے ہی نہیں، یہ جائز ہی نہیں، اس طرح ہو ہی نہیں سکتا، وہ ایک وتر کا

انکار کر کے پڑھتا ہے، جب جناب تین وتر کو ثابت سمجھ کر ایک وتر پڑھے، ثواب ملے گا، اور جب بندہ تین پڑھے، ایک کا انکار کر کے تب ثواب نہیں؟

ثواب تو ملتا ہے، پیغمبر ﷺ کی حدیث پر عمل کرنے سے، تین کیوں پڑھے، اس وجہ سے نہیں، اس وجہ سے نہیں کہ پیغمبر ﷺ کی حدیث ہے، اس لیے کہ اس کو امام نے قبول کیا ہے، اگر حدیث سمجھ کر پڑھے، اور ایک کا بھی انکار نہ کرے،

اس لیے تو لوگ کہتے ہیں، کہ رفع الیدین کرنا اہل حدیث کا کمال نہیں، یہ شافعی رحمہ اللہ، مالکی رحمہ اللہ، حنبلی رحمہ اللہ بھی رفع الیدین کر رہے ہیں اور جعفری رحمہ اللہ بھی کرتے ہیں، تھوک کے حساب سے کرتے ہیں، ہم سے زیادہ کرتے ہیں، اٹھتے بیٹھتے جاتے آتے رفع الیدین کر رہے ہیں،

لیکن فرق ہے، اہل حدیث کے رفع الیدین میں، باقی سارے رفع الیدین میں، جعفری رحمہ اللہ کیوں رفع الیدین کرتے ہیں، حدیث کی وجہ سے نہیں، بلکہ اپنے امام جعفر صادق کی وجہ سے، شافعی امام شافعی رحمہ اللہ کی وجہ سے، مالکی رفع الیدین کرتا ہے، امام مالک رحمہ اللہ کی وجہ سے، حنبلی کرتا ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی وجہ سے،

اور اہل حدیث کیوں کرتا ہے؟

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًاo﴾ (النساء : ٦٩)

اہل حدیث کرتا ہے، پیارے حبیب جناب محمد ﷺ کی وجہ سے،

اب آیئے، جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں!

اہل حدیث کا دوسرا وصف ہے، ہمارے عمل میں بدعات موجود نہیں، سنت موجود ہے، جس کے عمل میں بدعات موجود ہوں، کبھی وہ اہل سنت نہیں ہوسکتا، اہل سنت وہ ہوتا ہے، جس کا عمل سنت کے مطابق ہو، پیغمبر ﷺ کے طریقے کے مطابق ہو،

آیئے!

اہل حدیث کا تیسرا وصف یہ ہے کہ ہمارے امام ساری کائنات سے اونچے جناب محمد ﷺ ہے، ہمارا کائنات میں کوئی اور امام نہیں ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ لیکن وہ فقہ کا امام ہے، مسلک کا امام نہیں ہے، فقہ کا امام ہے، شریعت کا امام نہیں ہے، وہ فقہ کا امام ہے، دین کا امام نہیں ہے، ان کے نام پر مذہب اور مسلک نہیں بنے گا، کیوں؟

اس لیے کہ وہ فقہ کے امام ہیں، پورے مسلک کے امام نہیں، پورے عقیدے، شریعت کے امام نہیں، اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ حدیث کے امام تو ضرور ہیں، علم کے امام تو ضرور یں، لیکن شریعت کے امام نہیں،

اسی طرح دیگر علمائے کرام محدثین کرام شریعت کے امام، دین کے امام، جناب محمد ﷺ ہیں، ہمارے مسلک کی نسبت کسی ہستی شخصیت کی طرف نہیں ہے، اس لیے کہ ہم نے ساری کائنات میں چنا ہے، تو مصطفیٰ ﷺ کو چنا ہے، نسبت کے لیے، مسلک کی نسبت کے لیے، کہ وہ اہل وصف ہے، مصطفیٰ ﷺ کہ آپ غلطی سے پاک ہیں، اور نسبت اس کی طرف ہو جو غلطی سے پاک ہو،

اور دوسری آپ ﷺ کی خوبی یہ ہے کہ آپ ﷺ سے اعلیٰ اس کائنات میں کوئی اور نہیں ہے، مسلک کی نسبت اس کی طرف ہونی چاہیے، جس سے اونچا کائنات میں کوئی نہ ہو، وہ کون ہے، جناب محمد ﷺ،

لہٰذا پھر کہنے لگا، قیامت والے دن پھر آپ بہت پریشان ہو گے، میں نے کہا، کیوں؟ کہنے لگا، آپ کو قیامت والے دن کس کے نام سے آواز دی جائے گی، میں نے کہا، تم کو کس کے نام سے دی جائے گی، کہنے لگا، ہمیں تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نام سے دی جائے گی،

میں نے کہا، چلے جاؤ، ہم اپنی مسجد میں بیٹھ کر دعا کرتے ہیں، تم ذرا آمین کہنا، یا اللہ! ان کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نام سے آواز دو، اونچی کہو، آمین، یا اللہ! شافعی کو شافعی رحمہ اللہ کے نام سے آواز دو، مالکیو کو امام مالک رحمہ اللہ کے نام پر آواز دو، ہم تمہارے لیے دعا کرتے ہیں،

تم اپنی مسجد میں بیٹھ کر ہمارے لیے دعا کرو،

یا اللہ!

اہل حدیثو کو مصطفیٰ ﷺ کے نام سے آواز دو، کیسا پیار محبت ہے، دو طرفہ پیار، پیار کو پیار، جی کو جی، میں نے کہا، ہم تمہارے لیے دعا کر کے جا رہے ہیں، تم ہمارے لیے دعا کرنا، کہ یا اللہ! ان کو نبی پاک ﷺ کے نام سے آواز دینا، قیامت کو ان شاء اللہ ہمیں آئے گی، ان شاء اللہ میں نے کہا،

﴿يَوْمَ نَدْعُوْا اللّٰهَ كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ﴾ (الاسراء : 71)

کا معنی یہی ہے کہ ہمیں اپنے امام کے نام سے آواز دی جائے گی، میں نے کہا، چلے جاؤ گے؟ کہتے جی، میں نے کہا، کدھر؟ کہتے، جنت میں اور کدھر، میں نے کہا، جاؤ، ان شاء اللہ جاؤ، جاؤ، دیکھو، تمہارے ساتھ ہوتا کیا کہتے ہم نے چلے جانا ہے،

میں نے کہا، کس کے ساتھ، کہتے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ، میں نے کہا، شافعی کدھر جائیں گے، کہتے، امام شافعی رحمہ اللہ کے ساتھ، میں نے کہا، مالکی، کہتے، امام مالک رحمہ اللہ کے ساتھ، میں نے کہا، حنبلی، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ساتھ، میں نے کہا، جعفری، کہتے، امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے ساتھ، میں نے کہا، نبی پاک ﷺ کے ساتھ کس نے جانا ہے؟

کہتے، کوئی پتہ نہیں، میں نے کہا، نبی پاک ﷺ نے جب دیکھنا ہے، نا، نبی پاک ﷺ نے آواز لگانی ہے، اہل حدیثو، آ جاؤ، میرا تمہارے سوا کوئی نہیں، تمہارا میرے سوا کوئی نہیں،

آ جاؤ، آؤ، مل کر چلیں، کدھر،

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًاؕ﴾ (النساء:٦٩)

تم آ جاؤ، کدھر؟ وہ جا رہے ہیں،

﴿نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى﴾

ان کو جانے دو، تم آ جاؤ، میں نے کہا، پھر جاؤ، جی، میں نے کہا، کدھر؟ جنت میں، میں نے کہا، دروازہ کھٹکھٹاؤ گے؟ کہتے جی، میں نے کہا، کون؟ امام کھٹکھٹائے گا، آگے سے آواز آئے گی، کون؟ امام صاحب کہاں سے آئے ہو، کون سے تمہارے ساتھ کون ہے؟ کچھ انڈیا کا مال ہے، کچھ پاکستان، کچھ افغانی ہیں، کچھ افغان سے آئے ہیں، افغانی آئے ہیں، پٹھان آئے ہیں، پٹھان بھی، ایسے، اللہ کی رحمت سے نماز پڑھتے ہیں، دیکھ کر بندہ کو ترس آتا ہے، کہ یا اللہ! ان پر رحم فرما، کچھ افغان سے آئے ہیں، کچھ بنگلہ دیشی، کچھ انڈیا کے، کچھ پاکستان کے، پھر کدھر آئے ہو؟ جنت میں اور کدھر دروازہ کھولو، اندر سے آواز آئے گی، دروازہ نہیں کھلنا، جب تک انہوں نے آنا نہیں،

"هُوَ شَرَفُ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ"

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ میں نہیں کہہ رہا، امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے تفسیر ابن کثیر میں پندرھویں پارہ کی آیت کو تفصیل سے لکھا ہے،

﴿يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ﴾ (الاسراء: ۷۱)

فرمایا، اہل حدیثو، تمہیں مبارک ہو، تمہارا شرف ہے، قیامت والے دن تمہیں آواز دی جائے گی، تو رسول اللہ ﷺ کے نام سے دی جائے گی، تمہارا امام جو محمد ﷺ ہے اور تمہارا کوئی امام نہیں ہے، تمہیں آواز آئے گی،

ہمیں نبی پاک ﷺ کے نام سے آواز، ہم نے پھر جانا ہے؟ کہتے؟ کدھر، میں نے کہا، جنت میں، پھر نبی پاک ﷺ نے جانا ہے، نا، جنت کا دروازہ کھٹکھٹانا ہے، اندر سے آواز آتی ہے، کون؟ آپ ﷺ فرمائیں گے، میں محمد ﷺ، فرشتے کہیں گے، محبوب ﷺ آپ ﷺ کو تعارف کے محتاج ہیں،

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝﴾ (الانشراح: ٤)

آپ ﷺ کوئی تعارف کے محتاج نہیں، کوئی فرشتہ ایسا نہیں، جس نے یہ کہا ہو، کیا،

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاO﴾ (الاحزاب: ٥٦)

محبوب ﷺ جی، آپ کا پہلے دیدار کر چکے ہیں، کب،

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُO﴾ (الاسراء:١)

محبوب ﷺ جی، آپ تعارف کے محتاج ہیں، آپ ﷺ رات کو آئے تھے، کب، جس کے بارے میں رب فرماتا ہے،

﴿وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی O مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی O وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی O اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰیO﴾ (النجم:١-٤)

آپ ﷺ معراج پر تشریف لائے تھے، آپ ﷺ کا دیدار زیارت ہو چکی ہے، آپ ﷺ تعارف کے محتاج نہیں، محبوب ﷺ جی، آپ ﷺ کے ساتھ کون ہیں، بتائیں، آپ ﷺ کے پیچھے کون آیا ہے؟ نبی پاک ﷺ فرمائیں گے،

﴿وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ﴾ (النساء: ٦٩)

میرے ساتھ وہ آئے ہیں، جو دنیا میں خالص میری ہی اطاعت کرتے تھے، میرے غلام آئے ہیں، آستانہ منسلک آئے، میرے مسلک کے منسلک آئے، محمدی ﷺ آئے، جو چشتی، اجمیری، نہیں کہلایا، محمدی ﷺ آئے، میرے سلسلہ منسلک آئے،

وہ آئے، جن کا اللہ کے سوا داتا کوئی نہیں، مصطفیٰ ﷺ کے سوا ان کا کوئی راہنما نہیں، وہ خالص لوگ آئے، آواز آئے، دروازہ کھلے گا، آواز آئے گی،

﴿سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَO﴾ (الزمر:٧٣)

اور اہل حدیث کے عقیدہ کا چوتھا وصف یہ ہے، پہلا وصف عقیدۂ توحید، دوسرا وصف پیغمبر ﷺ کی خالص سنت، تیسرا آپ ﷺ ہمارے امام ہیں،

جیسا امام کائنات ہیں، اور کوئی نہیں، اور چوتھا وصف یہ ہے کہ ہماری نماز وہ ہے، جو نماز رسول اللہ ﷺ کی ہے، ہماری نماز وہ ہے، جو نماز رسول اللہ ﷺ کی ہے، ہم نے جناب اپنے پاس سے نماز میں طریقہ دین میں داخل نہیں کیا، ہماری خالص نماز ہے، رسول اللہ ﷺ والی نماز ہے،

لوگو، آیئے!

اگر چاہتے ہو، کہ دنیا و آخرت میں کامیابی ہو جائے؟

اہل سنت اہل حدیث سے منسلک ہو جایئے، یعنی قرآن وسنت سے محبت کیجیے، قرآن کو مانیے، پیغمبر ﷺ کی حدیث کو مانیے، ان شاء اللہ قرآن وسنت میں اللہ نے نجات رکھی ہے، ساری پیچیدگیوں سے نکل جایئے، ساری نسبتوں سے نکل جایئے، سارے جعلی سلسلوں کو توڑ دیجئے، اور آگے بڑھیے،

اہل حدیث کے جوانو!

ان توحید پرستو کو عام کر دو، دعوت کو عام کر دو، ہر جگہ پر، ہر چوک میں بوڑھا ہے تو تب، جوان ہے تو تب اپنے اپنے حلقۂ احباب تک قرآن وسنت کے پیغام کو عام کر دو، ان شاء اللہ وقت آ رہا ہے، اور کسی مسلک کا مت شکار ہو جایئے، تمہارے مسلک کے لیے، تمہارے اسلاف نے بڑی قربانیاں پیش کی ہیں،

حضرت یزدانی شہید رحمہ اللہ ہیں، حضرت علامہ شہید رحمہ اللہ نے قربانیاں پیش کی ہیں، لہٰذا اس مسلک کو عام کر دیجئے، ان شاء اللہ پورے ملک کی فضا جو ہے، تمہارے حق میں ہموار ہو چکی، تمہارے اندر میرے اندر کمی ہے، مت پیغام دیجئے کہ نہیں نہیں، اس طرح میٹھا بیان کرو، اس طرح بیان کیا کرو، نہیں،

ہمارے علم میں ہے، اپنی ذمہ داری، احساس کیجیے، اپنی اپنی ذمہ داری کا احساس کر کے اہل حدیث یوتھ فورس کے حق کا، مرکزی جمعیت، ہر آدمی کا یہ حق بنتا ہے، کہ اٹھ کر جناب میدان میں آئے، اور قرآن وسنت کے پیغام کو اپنے سینے پر سجائے، دلائل کے ساتھ، اپنے

عقیدہ کو مزین کرے،

جس طرح ہے، ایسے یاد کرے، بتلائے، اور پھر اپنے اپنے حلقہ احباب تک پہنچایئے، اپنے دوستوں تک پہنچایئے، اگر وکیل ہے، تو پرستار تک، اگر مستورات ہیں، تو مستورات تک، اگر طالب علم ہے، تو طلباء تک، زمیندار ہے، تو اپنے احباب تک، اگر دوکاندار ہے، تو اپنے احباب تک، اس پیغام کو عام کر دیجئے،

ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ نے تمہیں عقیدۂ توحید غیرت عزت پیغمبر ﷺ کی سنت اور جناب صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت اہل سنت کی محبت عطا فرمائی ہے،

اس عقیدہ کو لے کر نکلیے!

ان شاء اللہ وقت آئے گا، ضرور آئے گا، ہماری زندگی میں نہ آئے، ہماری موت کے بعد آئے، وقت آئے گا، ضرور آئے گا،

اس ملک میں اللہ کا قرآن پیغمبر ﷺ کی حدیث بھی مسلک اہل حدیث غالب آ کر رہے گا، ان شاء اللہ،

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



عقیدہ نور و بشر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

﴿لَقَدۡ جَآءَ کُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ○﴾ (التوبہ:۱۲۸)

ذی وقار علمائے کرام بزرگو اور دوستو!

مرکز سراج اہل حدیث کی عظیم الشان، سالانہ پیغام قرآن کتنا مبارک ہے، اس کا اشتہار اگر حدیث کا لفظ بھی ساتھ آ جاتا، پیغام قرآن و حدیث کا، اگرچہ اشتہار، چھپوانے والے احباب کا ذہن صحیح تھا، لیکن بعض ایسے گروہ موجود ہیں، جنہوں نے حدیث کو قرآن پاک سے جدا کرنے کی کوشش کی ہے،

لیکن یاد رکھیئے!

قرآن حدیث سے اور حدیث قرآن پاک سے جدا نہیں ہو سکتی، جب نبی رحمت ﷺ نے فرمایا،

((تَرَکۡتُ فِیۡکُمۡ اَمۡرَیۡنِ))

تو ہمیں قائم رہنا چاہیے،

کچھ عرصہ پہلے فیصل آباد شہر میں درس قرآن تھا، اشتہار چھپتا ہے، درس قرآن، میں جا کر کرسی پر بیٹھا، گفتگو شروع ہونے لگی، میں نے کہا، درس قرآن کا اشتہار چھپا ہے، بتاؤ، کہاں سے شروع کروں، بندے بڑے پریشان ہوئے، حیران ہو کر کہنے لگے، تقریر شروع کرو، میں نے کہا، کہاں سے شروع کریں، کہتے خطبہ پڑھو، میں نے کہا، قرآن میں تو ہے نہیں، اگر خطبہ سے شروع کروں، وہ تو قرآن میں نہیں ہے اور ہے، درس قرآن،

خطبہ تو پیغمبر ﷺ کی حدیث میں ہے، اس لیے اہل حدیث کو قرآن سے حدیث کو الگ نہیں کرنا چاہیے، قرآن اور حدیث دونوں لازم وملزوم، اسی طرح ہیں، جیسے

((لا اله الا الله محمد رسول الله))

لہٰذا بعض لوگوں نے کوشش کی ہے، لیکن اہل حدیث زندہ ہیں، ان شاء اللہ قرآن کو ایسے سمجھے گے، جیسے حدیث نے سمجھایا ہے،

آیئے غور فرمائیں!

انتظامیہ نے وعد فرمالیا ہے کہ آئندہ سال ان شاء اللہ پیغام قرآن وحدیث ہوگا،

آگے بڑھیں، جو آیت مبارکہ میں نے پڑھی ہے، اس کی روشنی میں سرور کائنات جناب محمد ﷺ کی عظمت، شان اور مقام، اور عفت کا ایک پہلو عرض کرنے کی کوشش کروں گا،

تمہاری توجہ میری طرف رہے!

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

تم پاس ہو گئے ہو، سند لے کر جا رہے ہو، اب یہ فارغ ہیں، اب یہ سمجھتے ہیں، کہ ہم فارغ ہو گئے ہیں، جب ہم مدینہ سے نکلے تھے، تو ہمارے شیخ تھے، انہوں نے ایک بڑی پیاری بات بیان فرمائی تھی، فرمایا تھا، تم مدرسہ میں پڑھ کر ابھی تم علم شہر میں دروازے میں، گھر میں، داخل بھی نہیں ہوئے،

ابھی تو اتنے سالوں میں تمہیں علم کے دروازے کھولنے کا اور تالا کھولنے کا طریقہ بتایا ہے، اور چابی ہم نے یہ سند دی ہے کہ دروازہ کیسے کھولنا ہے، علم کا اس میں ہے، جب اس اصول وضوابط میں آٹھ سال پڑھ کر اس مدرسہ سے بچہ فارغ ہوتا ہے، وہ قرآن وسنت کو سمجھنے کی صلاحیت کو لے کر چابی علم کی لے کر باہر نکلتا ہے، دروازہ علم اور مطالعہ آگے،

دعا کیجیے، اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وحدیث کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے،

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

﴿لَقَدْ﴾

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میرے پیارے حبیب جناب محمد ﷺ، اس بات کی، اللہ تعالیٰ قسم اٹھاتے ہیں،

﴿جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

کہ تمہارے رسول ﷺ تم میں سے آئے، اس آیت مبارکہ میں جو مسئلے حل ہو رہے ہیں، میں ان شاء اللہ کچھ حل آج کر دوں گا، جو رہ گئے، ان شاء اللہ، وہ تیرہ تاریخ کو جمعہ کو چیچہ وطنی آنا ہے، ان شاء اللہ وہاں حل ہو جائیں گے،

سمجھئے غور فرمائیں! توجہ میری طرف رہے!

﴿لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

یقیناً اس بات کی اللہ قسم اٹھاتے ہیں،

﴿جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

کہ تمہارے رسول ﷺ، جناب محمد ﷺ تم میں سے ہی آئے ہیں، یا اللہ! اس کا کیا معنی ہے؟ فرمایا، ہم نے پیغمبر ﷺ کو بھیجا ہے، لیکن وہ جنات میں سے نہیں، وہ نوری مخلوق میں سے نہیں،

﴿مِّنْ اَنْفُسِکُمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

انسانیت میں سے، تم میں سے ہیں، ہم نے ان کو رسول ﷺ بنا کر بھیجا ہے، غور کیجیے، مسئلہ انتہائی اہم ہے، کیونکہ میں اور تم سرور کائنات جناب محمد ﷺ کی نبوت کو، تسلیم کرتے ہیں، آپ ﷺ کی نبوت کو تسلیم کرنے سے پہلے آپ ﷺ کو رسول ﷺ ماننے سے پہلے، آپ ﷺ کا کلمہ اسلام پڑھنے سے پہلے لازم وضروری ہے، کہ آپ ﷺ کی ذات کا تعین کیا جائے، کہ آپ ﷺ نوریوں سے ہیں یا ناریوں سے ہیں، یا انسانوں میں سے ہیں،

جب تک ذات کا تعین نہ ہو، کلمۂ اسلام صحیح ہو سکتا؟ نہیں ہو سکتا،

مثلاً ایک بندہ آپ ﷺ کو اللہ کے نور میں سے نور مان کر کلمہ پڑھتا ہے، کہ آپ ﷺ

بشر نہیں، آپ ﷺ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں، یہ سمجھ کر کلمہ پڑھتا ہے، کہ میرا وہ رسول ﷺ ہے، جو اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہے، انسانوں سے بشروں سے نہیں،

تو گویا، اگر وہ قیامت والے دن آپ ﷺ انسانوں میں سے ثابت ہوئے، تو جس نے نور من نور اللہ سمجھ کر کلمہ پڑھا ہے، اس کا کلمہ ہی صحیح نہیں، وہ پیغمبر ﷺ کی ذات کا ہی تعین نہ کر سکا، اور جس نے آپ ﷺ کو بشر سمجھ کر کلمہ اسلام پڑھا ہے، اگر آپ ﷺ قیامت والے دن نور من نور اللہ نکلے تو گویا اس شخص کا کلمہ صحیح نہ ہوا،

اس مسئلہ پر اسلام کی اساس و بنیاد ہے، پہلے پیغمبر ﷺ کی ذات کا تعین کیا جائے، آپ ﷺ کی ذات کس جنس میں سے ہے، نوری سے ہے یا ناری سے ہے، اور یا انسانوں میں سے ہے،

یہ عقائد و نظریات سے ہٹ کر اہل حدیث کا نقطہ نظر یہ ہے، کہ آپ ﷺ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے صرف آپ ﷺ کو ہی نہیں، آدم علیہ السلام سے لے کر جناب محمد ﷺ تک سارے انبیاء و رسل علیہم السلام بشروں میں سے ہی، انسانوں میں سے ہی اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمائے ہیں، نہ کوئی نوریوں میں سے رسول بنا ہے، نہ کوئی جنات میں سے رسول بنا ہے، نہ ہی جناب کوئی نوریوں میں سے رسول ﷺ بنا ہے،

جتنے رسول بھی آئے، اللہ تعالیٰ نے انسانیت میں سے ہی رسالت کا انتخاب فرمایا ہے، اگر اس طرح سمجھ نہیں آئی، تو جاؤ، عقیدہ کی کوئی کتاب اٹھاؤ، یا عقیدہ طحاویہ اٹھا کر دیکھ لو، رسول لفظ رسول کی تعریف دیکھ لو، رسول اس کو ہی کہا جاتا ہے، رسول کی تعریف میں یہ بات لکھی ہے، رسول اس بشر کو کہا جاتا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ انسانیت کی ہدایت کے لیے اپنی وحی کے لیے منتخب کرے، اپنے پیغام کے لیے منتخب کرے، اس کو رسول کہا جاتا ہے،

لہٰذا جائیے!

دیگر کتب پڑھ کر دیکھئے، بریلوی مکتبہ ہائے فکر کے عالم مولانا احمد یار گجراتی کی کتاب جاء الحق پڑھ کر دیکھئے، اس میں بھی یہی بات ہے، کہ جناب ہمیشہ رسول ﷺ بشر ہوتے ہیں،

جن یا نوری نہیں ہوتے،

لہٰذا جناب لفظ رسول کی تعریف میں ہی یہ بات طے شدہ ہے، کہ رسول کہا ہی اس کو جاتا ہے، جو انسانیت کی ہدایت کے لیے کائنات کی ہدایت کے لیے، اپنی وحی کے احکامات کے لیے چن لے، لہٰذا رسول بشر ہوتا ہے،

میرا دعویٰ ہے، میرا ایمان اور میرا عقیدہ ہے، اگر اس دعویٰ میں اختلاف ہو تو اپنی تسلی کے لیے، وہ رقعہ بھیج سکتا ہے، میں ان شاء اللہ جواب عرض کروں گا، جب تک تسلی نہ ہو، وہ ہمارے اجتماع کو چھوڑ کر نہ جائے،

ہمارے اجتماعات کا مقصد انتشار و اختلاف نہیں ہوتا، رب اکبر کی قسم ہے، ہمارے اجتماعات کا مقصد، تمہاری ہدایت کا پیغام جناب لے کر کے آتے ہیں، کہ لوگو جہنم کے عذاب سے بچ جاؤ، قبر کے عذاب سے بچ جاؤ،

اپنے عقیدے کی اصلاح کیجیے، اس لیے اپنا سب کچھ چھوڑ کر سفر کر کے آتے ہیں، تاکہ تمہیں قرآن وسنت کا پیغام تمہارے سامنے رکھیں، اہل حدیث کے خطابات کاروبار نہیں ہے، بلکہ قرآن وسنت کا پیغام لانے کے لیئے، تمہیں جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے، تمہارے سامنے پیغام رکھتے ہیں،

لہٰذا پورے درد دل سے میں چند گزارشات عرض کرتا ہوں!

کبھی کبھی میں یہ بات سوچتا ہوں، کہ بندہ جناب سفر کر رہا ہوگا، گاڑی میں تو بعض دفعہ کوئی پرندہ، کوئی جانور اچانک گاڑی کے آگے آجائے، تو ڈرائیور کوشش کرتا ہے، کہ میری گاڑی کے نیچے کتا بھی آکر نہ مرے، یا بلی بھی آکر نہ مرے، حتی کہ بعض دفعہ وہ بریک لگاتا ہے، اپنی گاڑی کا نقصان کر لیتا ہے، حتی کہ گاڑی کے سواروں کا بھی نقصان ہو جاتا ہے، سواریوں کو بعض دفعہ موت کے منہ میں پہنچا دیتا ہے، لیکن جانور کتے کو بچانے کے لیے،

ذرا سوچیئے!

اگر ڈرائیور سیٹ پر بیٹھ کر کتے پر اتنا رحم کرتا ہے، کہ وہ میری گاڑی کے نیچے نہ آئے،

اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے، تو میں ممبر پر بیٹھ کر اتنا بھی ترس نہ کھاؤں، کہ جناب بندے جہنم میں نہ جائے، میں ترس کھا کر تمہیں، اس جہنم سے نہ ہٹاؤں، پیغمبر ﷺ کا راستہ نہ دکھاؤں، جنت کا راستہ بیان نہ کروں،

آیئے! اہل حدیث جنت کے راستے کے تعین کے لیے قرآن وسنت کا پیغام پہنچانے کے لیے، تمہاری اصلاح کے لیے پروگرام کا انعقاد کرتا ہے، لاکھوں روپے خرچ کرتا ہے، اس لیے کہ جناب تم قرآن وسنت کے پیغام کو سمجھو، آیئے، غور فرمائیں، ایک پیغام لے کر جایئے، ایک درس لے کر جایئے، ایک سبق لے کر جایئے، کہ اگر تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبر ﷺ نوریوں میں سے ہیں، پھر تمہارا یہ عقیدہ قرآن کے مطابق نہیں، حدیث کے مطابق نہیں، آپ ﷺ اللہ کے نور سے پیدا نہیں ہوئے، کیونکہ اہل سنت، اہل حدیث کا عقیدہ ہے، کہ رب میں سے کوئی پیدا نہیں ہوا،

﴿لَمْ يَلِدْ ۵ وَلَمْ يُوْلَدْ﴾ (الاخلاص:۳)

اللہ کی کوئی اولاد نہیں، اللہ کے والدین بھی نہیں، اللہ سے کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی، جو کہتا ہے،

((نور من نور اللّٰه))

کہ پیغمبر اللہ سے پیدا ہوئے ہیں، اللہ کے نور سے پیدا ہوئے، گویا، اس آیت کا انکار کرتا ہے،

یاد رکھیئے!

میں سوال کرتا ہوں کہ ان کو مغالطہ تو لگ گیا، لیکن ان کے مغالطے کی بات تو سمجھ میں آتی ہے، کہ جناب عزیر علیہ السلام کو یہودیوں نے اللہ کا بیٹا کیوں کہا، اس لیے کہ اپنی بستی چھوڑ کر سفر پر گئے، راستے میں جناب موت آ گئی، سو سال موت میں رہے، بستی میں تذکرہ ختم ہو گیا، ایک پیغمبر ﷺ تھے، گئے واپس نہیں آئے،

لیکن گئے جنگل میں اور فوت ہو کر سو سال موت کی حالت میں رہے، سو سال بعد زندہ

ہو کر جب واپس اپنی بستی میں آئے، لوگوں نے کہا، آپ ﷺ تو گزر گئے تھے، فرمایا، میں فوت ہو گیا تھا، فرمایا، پھر فرمایا، سو سال موت کے بعد میں دوبارہ زندہ ہو کر آ گیا ہوں،

جناب کہنے لگے، اس کا مطلب ہے،

وہی تھا جو مستوی تھا عرش پر خدا ہو کر
وہی اتر پڑا مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر

کہنے لگے، عزیر علیہ السلام نعوذ باللہ! اللہ کے بیٹے تھے، جو سو سال بعد آئے ہیں، ان کو تو مغالطہ لگ گیا، اس وجہ سے،

عیسائیوں کو مغالطہ اس وجہ سے لگا ہے کہ ماں مریم علیہا السلام کے بطن پاک سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہا السلام پیدا ہوئے، لیکن ان کا کوئی باپ نہیں، بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں، اس لیے عیسائیوں کو مغالطہ لگ گیا، عیسیٰ علیہ السلام کا چونکہ باپ نہیں، اس لیے،

میرے تمہارے پیر و مرشد جناب محمد ﷺ کے سامنے ایک دفعہ عیسائی آئے، کہنے لگے، آپ ﷺ کا کیا عقیدہ ہے، کہ عیسیٰ بن باپ کے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں ہاں، بغیر باپ سے پیدا ہوئے ہیں، ان کا کوئی باپ نہیں، کہنے لگے، نہیں نہیں، اللہ کے بیٹے ہیں، فرمایا، نہیں، نہیں، اللہ اولاد سے پاک ہے، کہنے لگے، بھلا بیٹا باپ کے بغیر پیدا ہو سکتا ہے، عقل نہیں مانتی،

جب یہودیوں، عیسائیوں نے سوال کیا، نا، نبی پاک ﷺ کے سامنے کہ بغیر باپ کے بچہ بیٹا کس طرح پیدا ہو سکتا ہے، یا تو کوئی دلیل دو، اللہ پاک کے پیغمبر ﷺ پریشان ہوئے، آسمان سے وحی آئی، میرے محبوب ﷺ جی، جواب دو، یا اللہ کیا جواب ہے، فرمایا،

﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ﴾ (آل عمران: ۵۹)

اے میرے محبوب ﷺ، ان عیسائیوں سے پوچھو، کہ آدم علیہ السلام کا باپ بتاؤ، تو ہم عیسیٰ علیہ السلام کا بتا دیتے ہیں، آدم علیہ السلام کا باپ کون ہے؟ کوئی ہے؟ نہیں، فرمایا، اگر آدم علیہ السلام کو اللہ بغیر باپ کے پیدا کر سکتا ہے، تو عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ بغیر باپ کے پیدا کر سکتا ہے،

عیسائیوں کوتو مغالطہ لگ گیا، اس لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا باپ نہیں،

یہودیوں کو مغالطہ لگ گیا، اس لیے کہ سو سال بعد زندہ ہو کر واپس آئے، حضرت جی، آپ کو کیا مغالطہ لگا ہے، آپ نے پیغمبر ﷺ کو عیسیٰ علیہ السلام کا اللہ کا جز کیوں کہا ہے، آپ کو مغالطہ کس لیے لگا ہے، کیا پیغمبر ﷺ موت پاک کے بعد زندہ ہو کر چودہ سو سال سے زائد عرصہ بیت چکا ہے، کیا واپس تشریف لائے؟ نہیں تشریف لائے، صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ کے پاس لوگوں نے دعویٰ کیا ہے،

ایک مولوی نے کہا، میرے پاس لاہور میں تشریف لائے، دوسرے نے کہا، نہیں دارالعلوم دیوبند کی جناب لکیر لگانے کے لیے آئے، تیسرا بولا، نہیں، چکوال میں تشریف لئے، چوتھا، بولا، نہیں جناب کربلا کے میدان میں تشریف لائے، حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو بچانے کے لیے میں نے کہا چاروں نے جی بھر کر جھوٹ بولا ہے، چاروں نے مل کر جھوٹ بولا ہے،

اگر پیغمبر ﷺ دنیا میں آئے، موت پاک کے بعد تو سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آتے، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس، سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے پاس نہیں آئے، کیوں؟

قرآن پاک کیا اعلان کرتا ہے، فرمایا،

﴿اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَO﴾ (الزمر: ۳۰)

جو دنیا سے چلا جائے، وہ کبھی واپس نہیں آیا، فرمایا، میرے محبوب ﷺ، آپ نے دنیا سے چلے جانا ہے، اور دنیا والے دوسروں نے بھی چلے جانا ہے،

دوسرا مقام:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْئًا وَسَیَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَO﴾ (آل عمران: ۱۴۴)

اور تیسرا مقام، قرآن پاک کا،

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O﴾

(الانعام:١٦٢)

فرمایا، میرے پیارے حبیب جناب محمد ﷺ اعلان فرما دیجئے،

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O﴾

(الانعام:١٦٢)

محبوب ﷺ جی، اعلان فرما دیجئے،

﴿اِنَّ صَلَاتِیْ﴾

کہ میری نماز،

﴿وَنُسُکِیْ﴾

اور میری قربانی،

﴿وَمَحْیَایَ﴾

اور میری زندگی،

﴿وَمَمَاتِیْ﴾

اور میری زندگی، سمجھ گئے ہو؟

﴿وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ﴾

میری زندگی اور میری زندگی،

کہاں یاد آئے، شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمتیں فرمائے، (آمین) فرمایا کرتے، مولویوں جب جنازہ پڑھاتے ہو، پیروں کا، فقیروں کا، بزرگوں کا، ملنگوں کا، مولویوں کا تو کیا کہتے ہو؟ ہم تو زبان سے نیت کرتے ہیں،

اللّٰہ اکبر کہہ کر جنازہ شروع کر دیتے ہیں، تم تو زبان سے نیت کرتے ہو، کہتے ہو، چار تکبیریں فرض نماز جنازہ کفایۃ ثناء اللّٰہ تعالیٰ کے لیے، درود پیغمبر ﷺ کے لیے، اور دعا واسطے حاضر میت کے، حضرت شیخ القرآن نے فرمایا، اب کہو نا، حاضر زندہ کے، نہیں کیا

کہا، آگے پیر کا جنازہ پڑا ہے، کہتا ہے، دعا کے لیے حاضر میت ہے، مان لیا، ہے نا کہ سامنے کیا پڑا ہے، میت پڑی ہے، یا تو کہو، دعا کے لیے حاضر زندہ ہے،

نہیں، اگر دعا حاضر میت کے لیے، میت مان لیا، تسلیم کرلیا، اہل حدیث تو زبان سے نیت نہیں کرتا، دل کے ارادے کو نیت سمجھتا ہے، اللّٰــہ اکبر کہہ کر کہنے لگے، پھر بھی نیت تم کرتے نہیں ہو، جنازہ میں، میں نے کہا، نہیں کہتے، کیوں نہیں کرتے؟

بتانا تو چاہیے تھا کہ تکبیریں کتنی ہیں، اور منہ کس طرف ہے، اور کتنی تکبیریں ہیں،

میں نے کہا، کس کو؟ کہتے، اپنے آپ کو،

میں نے کہا، اپنے آپ کو تو پتہ ہوتا ہے، کہتے نہیں، اللہ پاک کو،

میں نے کہا، اللہ پاک کو تو پہلے ہی پتہ ہے، کہتے، پتہ نہیں، پھر بھی کسی کو بتانا چاہیے،

آپ زبان سے نیت کیوں نہیں کرتے، تو میں نے کہا، تم کانوں سے کیوں نہیں دیکھتے؟ تم کانوں سے کیوں نہیں دیکھتے، دیکھنے لگو، تو کس سے دیکھتے ہو؟ کہتے، آنکھوں سے، میں نے کہا، ایک سال کے لیے آنکھ کو ریسٹ دو بھلا، کہتے، آنکھوں سے، میں نے کہا، ایک سال کے لیے آنکھ کو ریسٹ دو بھلا، اس کو بند کرو، اور کانوں سے دیکھا کرو، کہتے،

اللہ نے کان کوئی دیکھنے کے لیے بنائے ہیں؟ میں نے کہا، اللہ نے زبان کوئی نیت کے لیے بنائی ہے، جھوٹ بولتے ہو، زبان نیت کے لیے ہیں، دل نیت کے لیے ہے، زبان اقرار کے لیے ہے،

((اقرار باللسان))

زبان سے اقرار ہوتا ہے، زبان سے نیت نہیں ہوتی، ہم دل سے نیت کرتے ہیں، تم کرتے ہو، زبان سے، تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں، ہمارے پاس دلیل موجود ہے،

((انما الاعمال بالنیات))

''ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔''

نیت دل کے ارادے کو کہا جاتا ہے، تم کہتے ہو، زبان سے کہو، میں کہتا ہوں، پیغمبر ﷺ

سے ثابت کرو، کہنے لگا، پیغمبر ﷺ سے ثابت نہیں، میں نے کہا، صدیق رضی اللہ عنہ سے ثابت کرو،
میرے عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ سے ثابت کرو،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل حدیث سے ثابت کرو، یا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، مالک رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے باسند صحیح الفاظ نیت کے جنازہ کے لیے، جو تم نیت کرتے ہو، وہ الفاظ ثابت کرو، یا امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، یا پیر عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ سے ثابت کرو، کہنے لگا، کسی بزرگ سے ثابت نہیں،

یاد رکھیئے! جو چیز صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی ثابت نہیں، آل رسول ﷺ سے بھی ثابت نہیں، میرے مصطفیٰ ﷺ سے بھی ثابت نہیں، تم دین سمجھ کر کرتے رہو، تمہیں نصیب ہو، ہم نہیں کر سکتے، کیونکہ ہم غلام ہیں، ہم غلام ہیں، اور غلام اپنی مرضی نہیں کرتا، غلام کس کی مرضی کرتا ہے، فرمایا،

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ (آل عمران:۳۱)

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ.....﴾

توجہ ہے، میری طرف؟

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (آل عمران:۳۱)

پھر آگے سامنے میت پڑی ہے، جنازہ، اندر کیا کہا ہے،

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا))

مان لو جو سامنے پڑی ہے، میت پڑی ہے، جو میں پوچھنا چاہتا ہوں، پھر انکار کیوں کرتے ہو؟ جیسے اللہ کے ولی، دنیا سے گئے ہیں، ایسے اللہ کے پیارے نبی ﷺ بھی دنیا سے گئے ہیں، حتیٰ کہ امام الانبیاء جناب محمد ﷺ کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے،

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (الانعام:۱۶۲)

سنیے! اہل حدیث کا عقیدہ ہے،

میرے تمہارے محبوب ﷺ نہ نوریوں میں سے ہیں، نہ ناریوں میں سے ہیں، انسانیت میں سے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا انتخاب فرمایا ہے، کیونکہ قرآن نے قسم اٹھائی ہے، فرمایا،

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

اے میرے محبوب ﷺ! اعلان فرما دو، کہ رب قسم اٹھاتا ہے، کہ تمہارے رسول ﷺ تم میں سے آئے ہیں، اور کسی جنس میں سے نہیں آئے، اور کسی مخلوق میں سے نہیں آئے، انسانیت میں سے، میں نے انتخاب فرمایا ہے،

بڑی حیرانگی کی بات ہے، قرآن مجید میں ایک بڑے پیارے مقام پر، بڑے پیارے الفاظ میں، مغالطہ دور کیا ہے، فرمایا، جو کہتے ہیں، نبی ﷺ نوری ہونا چاہیے، جو کہتے ہیں، نبی ﷺ نوری ہونا چاہیے، بتاؤ، نوری اصل شکل میں ہو، نوری نبی ﷺ جو چاہتے ہو تو اصل شکل میں نوری چاہتے ہو، کہ نوری اپنی اصل شکل میں نبی بن کر آئے،

کہنے لگے، جی اللہ پاک فرماتے ہیں، اگر نوری اپنی اصل شکل میں نبی بن کر آئے، تو انسانوں تمہیں کیا فائدہ، تمہیں نظر ہی نہیں آئے گا، تمہیں تو اس نے نظر نہیں آنا، اگر جنات، اپنی اصل شکل میں نبی بن کر آجائیں، تو تمہیں نظر نہ آئے، تو تمہیں اس کو نبی بنانے یا ماننے کا فائدہ؟

یا اللہ! پھر کیسے آئے، فرمایا، بتاؤ، کیا چاہتے ہو، اللہ جی، نوری، نبی ﷺ بنا کر بھیجو، لیکن انسان کی شکل میں،

رب فرماتا ہے، پھر بھی انسان بنا کر بھیجنا ہے، تو میں انسان کو یہی کیوں نہ بنا دوں، فرمایا،

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ O﴾ (التوبہ:۱۲۸)

میرے پیغمبر ﷺ، نوریوں میں سے نہیں، ناریوں میں سے نہیں، پیغمبر رحمت جناب محمد ﷺ انسانوں میں سے آئے ہیں، اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے ہیں،

میں پوچھنا چاہتا ہوں، آخر بشریت مصطفیٰ ﷺ کا انکار کس بنیاد پر کیا ہے، کوئی دلیل تو لائیے، کہتے ہیں، ہم آپ ﷺ کو نور مانتے ہیں، تم پیغمبر ﷺ کو بشر مانتے ہو، میں کہتا ہوں، جھوٹ بولتے ہو، تمہار ہمارا اختلاف نور و بشر کا نہیں، تم کہتے ہو،

((نور من نور الله))

ہیں، ہم کہتے ہیں، نہیں نہیں،

((نور من نور الله))

نہیں، اگر صرف نور تک بات آتی، تو اختلاف نہ ہوتا، اہل حدیث کا عقیدہ ہے، ذات کے لحاظ سے پیغمبر ﷺ بشر ہیں، صفات کے لحاظ سے پیغمبر ﷺ امت کے لیے نور ہیں، آپ ﷺ کی حدیث امت کے لیے نور ہے، اللہ کا قرآن امت کے لیے نور ہے، آپ ﷺ کی ایک ایک ادا، امت کے لیے نور ہے،

اور حیرانگی کی بات ہے، تم جب بھی بیان کرتے ہو، میلاد مصطفیٰ ﷺ بیان کرتے ہو، میں نے کہا، میلاد تو پیغمبر ﷺ کی بشریت ہے، کبھی کملی کا ذکر کرتے ہو، یہ کملی تو بشریت ہے، کبھی آپ ﷺ کے حسن کا تذکرہ کرتے ہو، یہ تو بشریت ہے، کبھی آپ ﷺ کی زلفوں کا ذکر کرتے ہو، یہ تو آپ ﷺ کی بشریت ہے،

کبھی آپ ﷺ کے حلیہ کا ذکر کرتے ہو، یہ آپ ﷺ کی بشریت ہے، کبھی آپ ﷺ کے جوتے پاک کا ذکر کرتے ہو، یہ تو آپ ﷺ کی بشریت ہے، کبھی نعلین کا ذکر کرتے ہو، یہ تو آپ ﷺ کی بشریت ہے،

کبھی آپ ﷺ کی پگڑی کا ذکر کرتے ہو، یہ تو پیغمبر ﷺ کی بشریت ہے، امت کو دھوکہ دیتے ہو، کہ میں اللہ کے نور میں سے نور سمجھتا ہوں، لیکن جب بیان کرتے ہو، تب تو بشریت بیان کرتے ہو،

میلاد تو بشر کی ہوتی ہے، پگڑی تو بشر کی ہوتی ہے، زلفیں تو بشر کی ہوتی ہیں، حسن و جمال کے تذکرے تو بشریت کے ہوتے ہیں، جبہ پاک تو بشریت کا ہوتا ہے، جوتے نعلین تو بشریت کے، ساری صفات تو پیغمبر ﷺ کی تم بشریت کرتے ہو،

اور اہل حدیث جب بھی بیان کرتا ہے، پیغمبر ﷺ کی نورانیت بیان کرتا ہے، رفع الیدین پیغمبر ﷺ کی نورانیت ہے، آمین بالجہر پیغمبر ﷺ کی نورانیت ہے، ہاتھ سینے پر باندھنا پیغمبر ﷺ کی نورانیت ہے، دوسری اذان کہنا، پیغمبر ﷺ کی نورانیت، اکہری تکبیر کہنا پیغمبر ﷺ کی نورانیت ہے،

حمداً کثیراً پڑھنا، پیغمبر ﷺ کی نورانیت ہے، امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا، پیغمبر کی نورانیت ہے، پیغمبر کی ہر سنت امت کے لیے نور ہے، تم جب بھی بیان کرتے ہو، بشریت بیان کرتے ہو، فیصلہ کیجیے، نورانیت کون تسلیم کرتا ہے؟

سنیئے قرآن! فرمایا،

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

رب کا قرآن کیا کہتا ہے، محبوب ﷺ جی، میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں، میرے پیغمبر ﷺ انسانوں میں سے ہیں،

﴿مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾

انسانیت میں سے ہیں، اس کا، کوئی ہے ماں کا لال جو انکار کرے، کیا میرے محبوب ﷺ کی والدہ صاحبہ کا نام آمنہ رضی اللہ عنہا نہیں، اگر آپ ﷺ کی والدہ سیدہ آمنہ ہیں، کیا سیدہ آمنہ بشر نہیں، جی بشر ہیں، پھر میں پوچھنا چاہتا ہوں، آپ ﷺ کی ماں بشر ہے، پھر میرا مصطفیٰ ﷺ بشر کیوں نہیں، آپ ﷺ کا باپ عبداللہ بشر ہے یا نہیں؟

کہنے لگے، جی بشر ہے، پھر میں نے کہا، مصطفیٰ ﷺ بشر کیوں نہیں؟ کیا میرے مصطفیٰ ﷺ کی بشریت سے انکار کیوں ہے، آپ ﷺ کی بیویاں بشر نہیں، اگر بشر ہیں، پھر

میرے مصطفیٰ ﷺ کی بشریت سے انکار کیوں ہے، آپ ﷺ کی بیٹیاں بشر نہیں، آپ ﷺ کا سسرال بشر نہیں، آپ ﷺ کے داماد بشر نہیں؟

آپ ﷺ کے رشتہ دار بشر نہیں،؟ آپ ﷺ کے چچا بشر نہیں، آپ ﷺ کی پھوپھو بشر نہیں، آپ ﷺ کی اولاد بشر نہیں، اماں فاطمہ رضی اللہ عنہا بشر نہیں، حسین رضی اللہ عنہ بشر نہیں، کیا زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بشر نہیں، حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ بشر نہیں، حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کیا بشر نہیں، حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کیا بشر نہیں؟

اگر امام آج بھی پیغمبر ﷺ کی اولاد ہوں، اس کائنات میں موجود ہیں، کیا وہ انسان ہیں یا نہیں، بشر ہیں، یا نہیں، اگر آج بھی آپ ﷺ کی اولاد موجود ہے، اور آپ ﷺ کی اولاد میں سے سیدنا مہدی علیہ السلام نے پیدا ہونا ہے، اور انہوں نے بھی بشر ہونا ہے، پھر پیغمبر ﷺ کی بشریت کا انکار کیوں؟ کیا آپ ﷺ کا سلسلۂ نسب موجود نہیں؟

جی آپ ﷺ کا سلسلہ نسب موجود ہے، پھر پیغمبر ﷺ کی بشریت کا انکار کیوں؟ کیا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے نہیں؟ پھر پیغمبر ﷺ کی بشریت کا انکار کیوں، کوئی ہے، پوری دنیا میں عالم جو یہ بات لکھ کر دے، کہ میرا محبوب ﷺ جناب محمد ﷺ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، آپ ﷺ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں یا نہیں؟

آپ ﷺ آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہی پیدا ہوئے، کوئی ہے، دنیا میں انسان جو کہے کہ نہیں، آپ ﷺ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے نہیں، ایک مولوی ایک دفعہ کہنے لگا، یہ کہتے ہیں، آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں،

سنو!

ہمارا تو عقیدہ ہے، ابھی آدم علیہ السلام بھی نہیں تھے اور نبی پاک ﷺ پہلے تھے،

میں نے کہا، مولوی صاحب نبی پاک ﷺ کے لیے کاش اگر ہمارے ملک میں اسلام ہوتا تو تمہیں یہ کہنے کی جرأت نہ ہوتی کہ نبی پاک ﷺ آدم علیہ السلام سے پہلے ہیں، سوچا ہے، کیا کہہ رہے ہو؟ کہتے کیسے؟

میں نے کہا، اگر میں تمہارے بارے میں کہوں؟ کہتے کیا؟ میں نے کہا، تم اپنے ابو سے پہلے ہو؟ کہتا، توبہ توبہ یہ ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا، تو نبی پاک ﷺ کے لیے تمہارا کوئی قانون ضابطہ نہیں ہے، تمہیں کوئی شرم و حیاء نہیں، کہ تم پیغمبر ﷺ کے بارے میں کیا کہہ رہے ہو؟ آدم علیہ السلام انسانیت کے باپ ہیں،

میرے مصطفیٰ ﷺ کی شان، عزت، مقام ساری کائنات سے پہلے اللہ نے لکھی ہوئی تھی لیکن میرے مصطفیٰ ﷺ کا وجود پہلے نہیں، آپ ﷺ کی شان پہلے لکھی ہے،

قرآن پاک کیا کہتا ہے، فرمایا،

﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝﴾ (القلم:١-٤)

یہ تو ایسے جیسے ایک مولوی نے ایک بار کہا، اہل حدیث سو سال پہلے نہیں تھے، ہم بہت پرانے ہیں، میں وہاں گیا، میں نے کہا، تم پرانے ہو؟ کہتے جی، میں نے کہا کتنے سو سال پرانے ہو؟ پھر بھی بتاؤ، تو سہی کتنے سال پرانے ہو؟ کہتے جی، ہم بہت پرانے ہیں، اہل حدیث تو سو، ڈیڑھ سو سال پہلے تو تھے ہی نہیں، میں نے کہا، تم پرانے ہو؟

کہتے، جی پرانے ہیں، میں نے کہا، کب سے؟ حنفی پرانے ہیں؟ کہتے جی، میں نے کہا، کب سے؟ شاباش بیان کرو، کہنے لگے، ہمیں سمجھ آ گئی ہے، جو آپ نے کہنا ہے کہ بس ہم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے شروع ہوئے ہیں، نہیں، نہیں، ایسی کوئی بات نہیں، ہم امام صاحب سے بھی پہلے کے ہیں،

میں نے کہا، اچھا پہلا بیٹا دیکھا ہے، جو ابو سے بھی پہلے کا ہے، ابا پیدا بھی نہیں ہوا اور بیٹا چھت پر بھی چڑھتا پھرتا ہے، یہ پہلا بیٹا ہے، جو کہتا ہے، میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پہلے ہوں،

سنو! حنفی، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پہلے ہو سکتے ہیں؟ نہیں، شافعی، امام شافعی رحمہ اللہ سے پہلے نہیں، حنبلی، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پہلے نہیں، مالکی، امام مالک رحمہ اللہ سے پہلے نہیں،

جعفری، جعفر صادق رحمہ اللہ سے پہلے نہیں، بریلوی، احمد رضا خان سے پہلے نہیں، دیو بندی، دیو بند دار العلوم سے پہلے نہیں، اہل حدیث، حدیث سے پہلے نہیں،

جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں، تب سے حنفی ہیں، جب سے شافعی رحمہ اللہ ہیں، کہنے لگا، ایک حدیث ہے، میں نے کہا، بتاؤ، کہنے لگا، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، سواد اعظم کے پیچھے لگو، سواد اعظم کے، یہ حدیث ہے، میں نے کہا، جی، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، سواد اعظم، بڑی جماعت کے پیچھے لگ جاؤ،

آپ تھوڑے ہو، ہمارے پیچھے لگو، نبی پاک ﷺ فرما گئے ہیں، میں نے کہا، واقعی حدیث ہے، کہنے لگے جی، میں نے کہا، صحیح ہے، کہنے لگے، جی، ہمارے ہاں صحیح ہے، میں نے کہا، ایک دن تھا، کہتے، کون سا؟ میں نے کہا، جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ دنیا میں نہیں تھے؟ کہتے، جی، ایک وقت ایسا بھی تھا، کہ امام شافعی رحمہ اللہ، مالک رحمہ اللہ، احمد بن حنبل رحمہ اللہ، دنیا میں نہیں تھے؟ کہتے، جی، بالکل نہیں تھے،

میں نے کہا، تو پھر تب سب کیا ہوئے تھے؟ کہتے، غیر مقلد ہی تھے، میں نے کہا، تب سارے غیر مقلد تھے؟ کوئی بھی مقلد نہیں تھا؟ کہتے جی، پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پیدا ہوئے؟ کہتے جی، پھر جناب پیدا ہونے کے بعد جوان ہوئے، پھر جناب پڑھا لکھا، پھر منصب امامت پر آئے، پھر پہلا حنفی بنا؟ کہتے جی،

میں نے کہا، ایک وقت تھا، جب دنیا میں صرف ایک حنفی تھا، جب پہلا حنفی بنا ہے، حدیث تب بھی موجود تھی، کہ بڑی جماعت کے پیچھے لگو، تم نہیں سمجھے، جب دنیا میں ایک ہی حنفی تھا، یہ حدیث تب بھی تھی کہ بڑی جماعت کے پیچھے لگو، اگر پہلا حنفی اس حدیث پر عمل کرتا، تو دوسرا نہ ہوتا، اگر دو ہوتے، تو جناب اس حدیث پر عمل کرتے، تو تیسرا؟

اگر تب ہی تم حدیث مان لیتے تو، اگر تم تب ہی یہ حدیث مان لیتے کہ بڑی جماعت کے پیچھے لگو، تو جھگڑا ہی نہ ہوتا، بات ہی ختم ہو جاتی، اس کا مطلب ہے، یہ معنی نہیں، اس کا یہ مطلب ہے، عظمت والی جماعت جس جماعت کے پاس دلائل ہوں، اس جماعت کے پیچھے

لگو، جو اللہ کی وحی پر قائم ہو، اس جماعت کے پیچھے لگو،

آیئے سنیئے!

جو پیغام میں دینا چاہتا ہوں، فرمایا،

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

اے میرے پیارے حبیب ﷺ! مجھے اس بات کی قسم ہے، کہ میرا پیغمبر ﷺ تم میں سے ہی ہے، کسی اور جنس مخلوق میں سے نہیں آیا، میں پوچھنا چاہتا ہوں، قرآن پاک کی آیات بے شمار ہیں، کہ پیغمبر ﷺ کی بشریت میں کوئی شک وشبہ نہیں،

قرآن کے الفاظ، قرآن کی آیت کتنی واضح ہے، فرمایا،

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ.....﴾

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (الکھف:۱۱۰)

اے میرے محبوب ﷺ، جی فرما دیجئے، میں ایک بشر رسول ہوں، لیکن میں ایک بشر رسول ﷺ ہوں، میں بشر ہوں،

﴿يُوْحٰى اِلَيَّ﴾

میری طرف وحی آتی ہے، میرا یہ مقام، میری یہ عظمت اور شان ہے، کہ میری طرف اللہ تعالیٰ آسمان سے وحی فرماتا ہے،

ایک اور مقام سننا!

پندرہویں پارے میں اللہ پاک نے فرمایا ہے، جب مشرکین مکہ میرے نبی پاک ﷺ کے پاس آئے، اور آکر چند سوالات پیش کیے،

اے محمد ﷺ! اگر آپ نبی ہو، ہمارے سامنے آسمان پر چڑھو، اللہ آپ ﷺ کو کتاب دیں، پکڑو، ہم آپ ﷺ کو پکڑتے ہوئے دیکھیں، پھر آپ ﷺ نیچے لے آؤ، ہم وہ پڑھیں، پھر نبی ﷺ مانیں گے، آپ ﷺ کے لیے باغات، سونے چاندی، کے محل، بناؤ، پھر ہم نبی ﷺ مانیں گے،

یا ایسے انگلی پھیرو، زمین پر چشمے جاری ہوں، پھر نبی ﷺ مانیں گے، جب مشرکین نے اعتراض، معیار نبوت پیش کیا، نبی پاک ﷺ پریشان ہو گئے، تو اللہ کی طرف سے وحی آئی، محبوب ﷺ جی، پریشان کیوں ہو؟ یا اللہ! یہ تو اعتراض کر رہے ہیں، کہ جناب نبی ﷺ تب مانیں گے، اگر یہ اوصاف ہوں،

تو اللہ پاک نے فرمایا، محبوب ﷺ جی، اعلان کرو، کس بات کا، فرمایا،

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۝﴾ (الاسرا:۹۳)

فرمایا، محبوب ﷺ جی، اعلان فرما دو، یہ سب کام کرنے میں میرا رب قادر ہے، میں کیا ہوں؟

﴿هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۝﴾ (الاسرا:۹۳)

میں بشر رسول ﷺ ہوں، نبی پاک ﷺ نے، جب فرمایا، میں بشر رسول ﷺ ہوں، مشرکین مکہ بول اٹھے، ہاں ہاں، ہمیں پتہ تھا، آپ ﷺ نے یہی کہنا ہے، تو نبی پاک ﷺ اور پریشان ہو گئے، اللہ جی، یہ کیا کہہ رہے ہیں؟

فرمایا، میرے محبوب ﷺ پریشان نہ ہو، جب بھی میرا کوئی نبی آیا ہے، جب بھی میرا کوئی نبی رسول آیا ہے، آگے سے مشرکوں نے یہی کہا ہے، کافروں نے یہی کہا ہے، ہم بشر کو نبی نہیں مانتے، بشر کو رسول نہیں مانتے، آپ ﷺ کو پہلی بار نہیں، سب نبیوں کو اسی طرح دکھایا گیا ہے، ایسے تکلیف پہنچائی گئی ہے،

یا اللہ! اگر ہر نبی کو دکھایا گیا ہے، جناب دکھ پہنچایا گیا ہے، ہم بشر کو نبی نہیں مانتے، تو پھر کون سا نبی مانتے تھے، فرمایا، محبوب ﷺ جی، کہتے تھے، نوری نبی آئے، یا اللہ! پھر آپ نے ان کا مطالبہ پورا کیوں نہ کیا، نوری نبی کیوں نہیں بھیجا؟ اگر پہلی قومیں بھی انکار کرتی رہی ہیں، اور اس قوم نے بھی انکار کیا ہے، یا اللہ! آپ نے نوری نبی کیوں نہیں بھیجا؟

تو کیا آواز آئی ہے، قرآن پاک کے الفاظ،

﴿قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ

مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا۝﴾ (الاسراء:۹۵)

اے میرے محبوب ﷺ اگر زمین میں رہنے والے نوری ہوتے، میں آسمان سے نوری نبی بھیجتا، اگر نوری نبی آ جاتا، وہ کھانا نہ کھاتا، یہ کس کو دیکھ کر کھانا کھاتے، اگر نوری نبی آ جاتا، وہ جناب شادیاں نہ کرتا، تو یہ کس کو دیکھ کر شادی کے آداب سیکھتے، اگر نوری نبی آ جاتا، اس کی اولاد، بیوی، بچے نہ ہوتے،

یہ کس کو دیکھ کر ساری سنتیں پوری کرتے؟ میں نے بشر رسول ﷺ کیوں بھیجا ہے؟

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الممتحنة:٦)

کہ نبی ﷺ پہلے کام کرتا جائے، پھر امت سے کہتا جائے کہ میری سنت تمہارے لیے نمونہ ہے،

سنیئے!

جو پیغام میں دینا چاہتا ہوں، فرمایا،

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (التوبه:١٢٨)

کہنے لگے، سرور کائنات جناب محمد ﷺ بشر نہیں، میں نے کہا، اللہ کے بندو، آپ ﷺ کی بشریت میں کوئی شک نہیں، اللہ کے نور سے پیغمبر ﷺ پیدا نہیں ہوئے، جو آپ ﷺ کو

((نور من نور اللّٰه))

کہتا ہے، وہ

﴿لَمْ يَلِدْ ۵ وَلَمْ يُوْلَدْ﴾ (الاخلاص:٣)

کا انکاری ہے، جو آپ ﷺ کو

((نور من نور اللّٰه))

کہتا ہے، وہ اللہ کی عظمت کا انکاری ہے، جو آپ ﷺ کو،

((نور من نور اللّٰه))

کہتا ہے، وہ پیغمبر ﷺ کی بے شمار احادیث کا اور قرآن کی بہت ساری آیات کا انکار

کرتا ہے، جب قرآن پاک نے واضح کہہ دیا ہے،

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

کہنے لگے، نہیں مولوی جی، میں نے کہا، بتاؤ، کیا ہوا ہے، کہتے، اگر پیغمبر ﷺ انسان تھے، بشر تھے، آسمان پر کیسے گئے ہیں، بشر ہو کر، کوئی آسمان پر نہیں جا سکتا،

سنو، اہل حدیث کا عقیدہ!

کہنے لگے، بشر ہو کر کوئی آسمان پر نہیں جا سکتا، اوکاڑہ کے قریب ایک گاؤں میں ایک مولوی روزانہ کہے، بشر ہو کر کوئی آسمان پر نہیں جا سکتا، بشر ہو کر کوئی آسمان پر نہیں جا سکتا، جیسے مولوی کو بہت غصہ ہوتا، اہل حدیثوں پر،

کہاں یاد آئے، مناظر اسلام حافظ عبد اللہ شیخو پوری رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمتیں فرمائیں، (آمین) ایک دفعہ فرمانے لگے، یہاں ہمسائے میں ایک مولوی تھا، وہ روزانہ فجر کے وقت اذان کہے، لاؤڈ اسپیکر لگائے، اور پتہ کیا کہے،

تانگاں لگیاں مدینے نوں جاندیاں
میری واری نہ آوے تے میں کی کراں

روزانہ نعت پڑھے، نظم پڑھے،

تانگاں لگیاں مدینے نوں جاندیاں
میری واری نہ آوے تے میں کی کراں

حافظ صاحب فرمانے لگے، کچھ دن تو میں خاموش رہا، کہ پتہ نہیں، کس سے پوچھتا ہے، آنڈی گوانڈی کس سے پوچھتا ہے،

میری واری نہ آوے تے میں کی کراں

جب چند دن تک وہ لگاتار جاری رہا، تو میں نے سوچا، لگتا ہے، مجھ سے ہی پوچھ رہا ہے، حافظ صاحب فرمانے لگے، جب اس کی نظم جناب بند ہوئی، میں نے لاؤڈ اسپیکر لگا کے میں نے کہا، مولوی جی، آپ بہت مشکل میں ہو، روزانہ پوچھتے ہو،

تانگاں لگیاں مدینے نوں جاندیاں
میری واری نہ آوے تے میں کی کراں

حافظ صاحب فرمانے لگے، میں نے کہا، میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں، اہل حدیث ہو جاؤ، کیا کروں، اہل حدیث ہو جاؤ، تمہارا زندہ بھی مشکل میں ہے، ہمارا شہید ہو کر بھی گیا ہے، آ جاؤ، اہل حدیث ہو جاؤ، مسلک اہل حدیث کو اپنا لو،

سنیئے!

روزانہ مولوی کہے، اوکاڑہ کے ایک گاؤں میں، بستی میں، بشر ہو کر آسمان پر نہیں جا سکتا، اہل حدیث کہتے ہیں، نبی پاک ﷺ بشر ہیں، آسمان پر گئے ہیں، پھر کیسے گئے ہیں؟ بشر آسمان پر نہیں جا سکتا، میں گیا، انہوں نے کہا، جی مولوی صاحب نے بڑا تنگ کیا ہوا ہے، میں نے کہا، ان شاء اللہ آج کے بعد تنگی ختم ہو جائے گی،

میں نے تقریر شروع کی، میں نے کہا، مولوی صاحب، آپ کو کس نے کہا ہے کہ بشر جا سکتا ہے، ہم تو صلح والے لوگ ہیں، ہمارا تو وہی عقیدہ ہے، جو آپ کا ہے، کہتا، وہ کون سا؟ میں نے کہا، بشر ہو کر آسمان پر نہیں جا سکتا، مولوی نے کان اچکائے، کہ لگتا ہے، اندر سے مولوی یہاں ساتھ ہے، کہتا، بشر آسمان پر نہیں جا سکتا،

میں نے کہا، نہیں جا سکتا، کہتا، نبی پاک ﷺ بشر ہیں، میں نے کہا، جی، کہتا، آسمان پر گئے ہیں، میں نے کہا، جی، کہتا بشر جا سکتا ہے، میں نے کہا، نہیں، کہتا، بشر جا سکتا ہے، میں نے کہا، نہیں جا سکتا، کہتا، نبی پاک ﷺ بشر ہیں، میں نے کہا، جی بشر ہیں، کہتا، آسمان پر گئے ہیں؟ میں نے کہا، جی گئے ہیں، بشر جا سکتا ہے،

میں نے کہا، توبہ توبہ، نہیں جا سکتا، کہتا، پھر نبی پاک ﷺ کیسے گئے ہیں؟ میں نے کہا، آپ کہہ دو، اللہ بھی نہیں لے جا سکتا؟ کہتا، توبہ توبہ اللہ تو لے جا سکتا ہے، میں نے کہا، تو ہم کب کہتے ہیں، کہ خود گئے ہیں، اللہ لے کر گیا ہے، بشر آسمان پر نہیں جا سکتا،

اور اگر اللہ لے جائے، تو کوئی مولوی، اب قرآن پاک سے پوچھتے ہیں، کہ بشر خود گیا

ہے، یا رب لے کر گیا ہے، قرآن کے الفاظ:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ﴾ (الاسراء:۱)

واہ، قرآن تیری عظمت پر قربان جاؤں، کہاں کہاں تم نے مسئلہ حل نہیں کیا، فرمایا،

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ﴾ (الاسراء:۱)

اللہ اس طرح بھی تو کہہ سکتے تھے نا،

"سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بنور...."

"سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بنبیه..."

"سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی برسوله......"

نہیں نہیں،

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ﴾ (الاسراء:۱)

اللہ جی،

﴿بِعَبْدِہٖ﴾

کیوں فرمایا ہے، فرمایا، پندرہویں صدی کا مولوی بہت خطرناک ہے، اس نے کہنا ہے، کہ بشر آسمان پر نہیں جا سکتا، لہٰذا میں لے جانے لگا ہوں، بتایا، کس کو لے کر گیا ہوں، نوری کو نہیں لے کر گیا، کس کو لے کر گیا ہوں،

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ﴾ (الاسراء:۱)

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾O (الاسراء:۱)

آسمان پر بشر کو لے کر گیا، مولوی پھر چیخ اٹھے، کہتے نہیں، جب گئے بشر تھے، اوپر سے نوری ہو کر آگئے، واہ قرآن تیری عظمت پر قربان جائیں، جب معراج کا تذکرہ فرمایا ہے، فرمایا، جانے والا عبد ہے، عبد ہے، میرا بندہ ہے، جب آسمان سے واپس آنے لگے، فرمایا،

﴿فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ.....﴾

﴿فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰیO﴾ (النجم:۱۰)

گئے بھی، عبد کی حیثیت سے واپس بھی، عبد کی حیثیت سے آئے، اگر آپ ﷺ کی عبدیت کا انکار کرنا، ایمان عقیدہ میں داخل ہوتا، کسی کلمہ میں یہ الفاظ نہ آئے۔

((اشھدا ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمد نورہ ورسولہ))

ایک سال بعد، کہاں یاد آئے، یزدانی رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ اس کی قبر پر رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

فرمایا کرتے تھے، مولوی صاحب، سال میں کبھی ایک بار پڑھ لیا کرو،

((محمدا نورہ ورسولہ))

اگر نہیں پڑھتے، تو مانو،

((اشھد ان محمدا اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ))

نماز، نماز نہیں، جب تک محمد ﷺ کی عبدیت کا اقرار نہ کرو، ہر بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث، کوئی بھی نماز پڑھتا ہے، اس وقت تک نماز نہیں، جب تک نہ کہے،

((اشھدِ ان محمداً عبدہ ورسولہ))

جو پیغمبر ﷺ کی بشریت کے انکاری ہیں، تم نماز میں ایسے کہا کرو،

((اشھد ان محمداً نورہ))

تمہارا تو

((نور من نور اللّٰہ))

ہے نا،

((اشھد ان محمدا نورہ ورسولہ))

اگر نہیں کہتے،

((عبدہ ورسولہ))

کہتے ہو، پھر مانو،

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

قرآن کا دعویٰ، ثابت ہوا ہے، کہ پیغمبر ﷺ کی بشریت میں کوئی شک و شبہ نہیں، جو آپ ﷺ کو بشر نہیں مانتا، وہ مسلمان مومن نہیں ہوتا، جب کئی مولویوں پر بیت اللہ جانے کی پابندی لگی، تو انیس سو چھیاسی، پچاسی کی بات ہے،

جب میرا قاعد زندہ تھا، مولویوں کے ائیر پورٹ پر فوٹو لگے تھے، جیسے اشتہاریوں کے لگتے ہیں نا، تھانے، کئی مولویوں کے جدہ ائیر پورٹ پر فوٹو لگے اوپر پتہ کیا لکھا تھا، یوں لائن لگی، مولویوں کے فوٹو کی، اوپر پتہ کیا آیت مبارکہ بڑی پیاری لکھی تھی،

﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ﴾

(التوبہ:۲۸)

یہ پاکستانی مشرک ہیں، یہ ادھر نہیں آ سکتے، اب بھی پچھلے سال گیا تھا، وہ کوئی مشہور نعت قوال، جب گیا نا، گیا گیا گیا، مدینہ پاک گیا، پہنچا سیکورٹی گارڈ نے دیکھا، جب نماز کا ٹائم ہو وہ باتھ روم میں جب نماز کا ٹائم ہو، وہ لیٹرین کی طرف جائے،

سیکورٹی گارڈ کہنے لگے، کہ مسئلہ کوئی خطرناک ہے، انہوں نے پکڑ لیا، انہوں نے پوچھا، بھئی، کون ہو آپ، مدینہ، آپ کا نام کیا ہے، مدینہ، کہاں سے آئے ہو، مدینہ، انہوں نے کہا، اس کو پکڑو، یہ کوئی خطرناک لگتا ہے، دو چار جوتے، لگائے،

کہنے لگا، جی میں بتاتا ہوں، میں پاکستان میں فلاں نعت خواں ہوں، انہوں نے کہا، اچھا، جب نماز کا ٹائم ہوتا ہے، تم ادھر کیوں جاتے ہو، جب نماز کا وقت ہوتا ہے، کئی آ کر فخر سے بتاتے، مدینہ کے امام کے پیچھے، ایک بھی نہیں پڑھی، میں نے کہا، اچھا، میں نے کہا، کیوں، کہتا، ہماری ان کے پیچھے نہیں ہوتی، میں نے کہا، پاگل، تم اتنے پلید ہو،

اللہ پاک فرماتے ہیں،

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء:۱۱۵)

سنیئے !

جب پکڑا گیا تو انہوں نے کہا، اچھا، تمہاری امام مدینہ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ؟ جی نہیں ہوتی، انہوں نے کہا، پاسپورٹ ہے، جی ہے، انہوں نے کہا، پکڑاؤ پاسپورٹ، پکڑایا، انہوں نے اوپر پھر، اوپر پتہ کیا لکھا،

﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ﴾

(التوبہ:۲۸)

وہی پر پہنچا، جہاں کا خبیث تھا، وہی پر پہنچا جہاں کا خبیث تھا،

﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ﴾

(التوبہ:۲۸)

سبزیوں کو دیکھا ہے، لیکن مدینہ کے امام کو نہیں دیکھا، تم مدینہ کی سبزیوں کو سلام کیا کرو، میں مدینہ کے امام کو سلام دیتا ہوں، جس کے پیچھے ایک نماز پڑھیں، اللہ ایک ہزار نماز کا ثواب عطا کر دیتا ہے، میں تو مدینہ کے امام کو سلام پیش کرتا ہوں، مدینہ کی فضاؤں، ہواؤں کو بھی سلام دیتا ہوں، لیکن مدینہ پاک کے امام کو بھی سلام دیتا ہوں،

سنیئے ! جو میں پیغام دینا چاہتا ہوں، فرمایا،

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

میرے تمہارے پیر و مرشد جناب محمد ﷺ سننا، ذرا غور کرنا، یہ جناب اہل حدیث کا پیار ہے، مدینہ پاک کے ساتھ،

لیکن سنیئے، میرا پیغام سنیئے !

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

میرے محبوب ﷺ، تم میں سے انسانوں میں سے مبعوث فرمائے گئے ہیں، آپ ﷺ نوری بھی ہیں، آپ ﷺ نوری مخلوق میں سے نہیں،

"نور من نور اللہ"

نہیں، جب علماء کے دو لو لگائے گئے، ایئر پورٹ پر تو، پھر انہوں نے جناب شاہ فہد صاحب کو خط لکھا، انیس سو چھیاسی ہیں، علامہ شہید رحمۃ اللہ زندہ تھے، آج بھی وہ خط موجود ہے، ضیاء حرم رسالہ لاہور سے چھپنے والا، انیس سو چھیاسی، فروری کا اعلیٰ حضرت نمبر، اس میں وہ پورا خط لکھا گیا ہے، کس کو شاہ فہد کو، اس میں پتہ کیا لکھا ہے؟

یہ اہل حدیث تم کو کہتے ہیں، کہ ہم پیغمبر ﷺ کو بشر نہیں مانتے، ہمارا عقیدہ ہے، جو پیغمبر ﷺ کو بشر نہ مانے، وہ کافر ہے، مسلمان ہے ہی نہیں، میں نے کہا، سعودیہ کی پابندی کھلوانے کے لیے مان جاتے ہو، اللہ سے نہیں ڈرتے ہو، سعودیہ کی پابندی ختم کروانے کے لیے تم نے خط چوری چھپے لکھا، شاہ فہد پھر تمہارا، وہ خط عربی زبان میں چھپ بھی گیا، ضیاء حرم رسالہ میں کہ ہم پیغمبر ﷺ کو بشر مانتے ہیں،

ہمارا یہ عقیدہ اور ایمان ہے، ہمارے خلاف یہ پروپیگنڈا کیا گیا ہے، ادھر پروپیگنڈا کہتے ہو، ادھر اہل حدیثو کے ساتھ اس موضوع کے خلاف مناظرے کرتے ہو، اور اس موضوع پر کتابیں لکھتے ہو، اور کہتے ہو، کہ نہیں پیغمبر ﷺ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے، جب کچھ بھی نہیں تھا، تو پیغمبر ﷺ کائنات میں موجود تھے، اور آپ ﷺ کا نور قطبی ستارے میں تھا،

جب آسمان نہ تھا، زمین نہ تھی، تو پیغمبر ﷺ کا نور قطبی ستارے میں تھا،

میں کہتا ہوں، سنو!

جب زمین نہ تھی، سوچو، قطبی ستارہ کہاں تھا، جھوٹ بولتے ہو، رب کے قرآن کے بارے میں، پیغمبر ﷺ کی حدیث کے بارے میں،

قرآن کیا کہتا ہے، حدیث کیا کہتی ہے، اس وقت مسلمان نہیں ہوسکتا، جب تک ان الفاظ کا اقرار نہیں کرتا، کون سے الفاظ؟

((اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ))

کہنے لگے، اگر نبی ﷺ بشر ہیں، پھر سنو، پھر نبی پاک ﷺ کا سایہ پاک کیوں نہیں تھا، کہتے ہیں، نبی پاک ﷺ کا سایہ پاک نہیں تھا، اگر پیغمبر ﷺ بشر ہوتے، آپ ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ پاک ہوتا، میں نے کہا، تم کو کس نے کہا ہے، پیغمبر ﷺ کا سایہ نہیں تھا، کہنے لگے نہیں، نہیں یہ بات طے شدہ ہے کہ پیغمبر ﷺ کا سایہ پاک نہیں تھا،

میں نے کہا، کیوں؟ کہتے، اگر نبی پاک ﷺ کا سایہ پاک ہوتا تو وہ زمین پر پڑتا، تو آگے نہ کوئی بندہ کھڑا ہوتا، وہ سایہ کے اوپر پاؤں رکھتا، تو سایہ پاؤں کے نیچے آجاتا، اس لیے اللہ پاک نے نبی پاک ﷺ کا سایہ نہیں بنایا، میں نے کہا، حضرت جی، کہتے جی، میں نے کہا، جو سایہ ہوتا، وہ پاؤں کے نیچے آتا ہی نہیں، پاؤں کے نیچے سایہ نہیں آتا،

کہتا، اچھا اچھا، میں نے اب دیکھا ہے، میں نے کہا، پاؤں کے نیچے تو سایہ آتا ہی نہیں، نبی پاک ﷺ کا سایہ پاک ہے، کہتے، دلیل کیا ہے؟

میں نے کہا، سنو!

حدیث پاک، صحیح ابن حزیمہ میں دوسری جلد صفحہ اکیاون (۵۱) میں حدیث پاک ہے،

نبی پاک ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی ہے، فجر کی نماز پڑھاتے پڑھاتے، نبی پاک ﷺ نے اپنا قدم مبارک آگے کو اٹھایا، پھر پیچھے کرلیا ہے، جب نماز کا سلام پھیرا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، محبوب ﷺ جی، آج آپ ﷺ نے نماز میں کیوں اپنا قدم مبارک آگے لیا ہے، پھر پیچھے کیا ہے، خیر تو تھی نا، خلاف معمول آپ ﷺ نے یہ عمل کیا ہے،

آپ ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم جب میں نماز پڑھا رہا تھا، میرے سامنے جنت آگئی، اور ساری جگہ روشن ہوگئی، ساری جگہ روشن ہوگئی، اتنی روشن ہوگئی کہ

((رَأَيْتُ ظِلِّي وَظِلَّكُمْ))

اس روشنی میں، میں نے اپنا بھی سایہ دیکھا، اور تمہارا بھی سایہ دیکھا،

لہٰذا حدیث ابن حزیمہ سے ثابت ہوا ہے، کہ نبی پاک ﷺ کا سایہ مبارک بھی تھا، اور فجر کی نماز نبی پاک ﷺ اندھیرے میں پڑھتے تھے، نبی پاک ﷺ کی بشریت میں کوئی شک

وشبہ نہیں، یہ اتنا عام عقیدہ ہے کہ قرآن پاک میں بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا اور پیارے حبیب جناب محمد ﷺ نے حدیث میں بھی بیان فرمایا ہے،

حدیث صحیح البخاری میں ہے!

نبی پاک ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی ہے، رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا ہے، مسجد سے باہر تشریف لے گئے ہیں، پھر سیّدنا ذوالیدین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، یار آج نبی پاک ﷺ بھول گئے ہیں، یا نماز کم ہوگئی ہے، نبی پاک ﷺ سے پوچھنا چاہیے، آج دو رکعت کیوں پڑھائی ہیں، ذوالیدین رضی اللہ عنہ گئے، فرمایا، محبوب ﷺ جی، آپ بھول گئے ہو، یا نماز کم ہوگئی ہے،

فرمایا، میں بھولا بھی نہیں، اور نماز کم بھی نہیں ہوئی، فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ! پھر دو رکعت کیوں پڑھائی ہیں، آپ ﷺ واپس تشریف لائے، فرمایا، میر یصحابہ رضی اللہ عنہم،

((اَصَدَقَ ذُوالْیَدَیْنِ))

ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ میں نے آج دو رکعت پڑھائی ہیں، جی ہاں، محبوب ﷺ جی، دو پڑھائی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، اچھا، پھر اٹھو، دو رکعت نماز پڑھیں، پھر دو رکعت پڑھیں، سلام پھیرا اور کیا فرمایا ہے؟ فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم

﴿اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰی کَمَا تَنْسَوْنَ﴾ (الکھف:۱۰)

میں ایک بشر وں، میں بھول جاتا ہوں، جیسے تم بھول جاتے ہو، جب میں بھول جایا کروں تو پیچھے سے سبحان اللہ کہہ کر یاد کروا دیا کرو، لہٰذا پیغمبر ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ میں بشر ہوں،

کہنے لگے، رب کہتا ہے، بشر پیغمبر ﷺ کو، نبی ﷺ بشر کہتا رہے، اپنے آپ کو کوئی بات نہیں، امتی کو نبی پاک ﷺ کو بشر نہیں کہنا چاہیے، ہم امتی ہیں، غلام ہیں، ہمیں نبی پاک ﷺ کو بشر نہیں کہنا چاہیے،

میں نے کہا، اللہ کے بندو، حدیث، ترمذی میں نبی پاک ﷺ کے پاس، آپ ﷺ کی

زوجہ محترمہ، ام المومنین، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا موجود ہیں، آپ ﷺ کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئے، فرمایا، ماں جی، نبی پاک ﷺ کے گھر کے معمولات بتائیں،

آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، نبی پاک ﷺ گھر میں رہ کر بکریوں کا دودھ خود دوہ لیتے ہیں، گھر میں جوتا مبارک ٹوٹ جائے، ٹانکہ خود لگا لیتے ہیں، کیوں؟ فرماتیں ہیں،

((كَانَ بَشَرٌ مِنَ الْبَشَرِ))

میرے نبی پاک ﷺ بشر جو ہوئے، آپ ﷺ کی بشریت میں کوئی شک نہیں، ماں جی نے بھی مصطفیٰ ﷺ کو بشر کہا ہے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑا ادب کرنے والا کون ہے، انہوں نے بھی میرے مصطفیٰ ﷺ کو بشر کہا ہے،

حدیث صحیح البخاری میں ہے، آپ ﷺ کے گلے میں رسی ڈال کر کپڑا ڈال کر جناب مکہ کی گلیوں میں گھسیٹا جا رہا ہے، اور میرے صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو کیا فرمایا،

((اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّىَ اللّٰهُ))

اس بشر کو کیوں قتل کرتے ہو، جو کہتے ہیں، میرا رب اللہ ہے، ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی فرما رہے ہیں کہ میرے مصطفیٰ ﷺ بشر ہیں، سنیئے سنیئے! حدیث پاک ہے، میرا تو ایمان ہے، اس وقت تک جناب قبر روشن نہیں ہوتی، جب تم پیغمبر ﷺ کی بشریت کا اقرار نہیں کرتے،

قرآن بھی کہتا ہے، مصطفیٰ ﷺ بشر ہیں، حدیث بھی کہتے ہیں کہ مصطفیٰ ﷺ بشر ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم بھی فرماتے ہیں، کہ مصطفیٰ ﷺ بشر ہیں،

ذرا آگے بڑھیے!

قبر میں جو سوال ہونا ہے، سوال کیا ہونا ہے، تین سوال، تین سوال جو قبر میں ہونے ہیں، کون سے سوال ہیں؟ پہلا سوال

((من ربك))

تمہارا رب کون ہے؟

دوسرا سوال:

((ما تقول فی هذا الرجل الذی بعث فیکم))

یا دوسرے الفاظ:

((من نبیك ﷺ))

یا بخاری کے الفاظ ہیں،

((ما تقول فی هذا الرجل))

اے قبر میں رہنے والے، بشر کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ جو بشر تمہاری طرف رسول ﷺ بنا کر بھیجا گیا تھا، قبر میں بھی پوچھا جاتا ہے، کہ پیغمبر ﷺ نور ہیں یا بشر ہیں،

((نور من نور اللّٰه))

ہیں، یا بشر ہیں، یہ قبر، قبر میں بھی اعلان ہو رہا ہے، قبر میں بھی سوال ہو رہا ہے، قبر میں بھی منکر نکیر پوچھ رہے ہیں،

((ما تقول فی هذا الرجل))

اس بشر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، کہنے لگے، هـــذا ہے؟ میں نے کہا، جی بالکل هـذا ہے، کہنے لگا، هـذا اشارہ اسم قریب کی طرف ہوتا ہے، اس کا مطلب ہے، نبی پاک ﷺ قبر میں تشریف لاتے ہیں، میں نے کہا، نہیں، قبر میں تشریف نہیں لاتے، یہ پیغمبر ﷺ کی عزت کے خلاف ہے، کہنے لگے، ہر بندے سے قبر میں سوال ہوتا ہے،

میں نے کہا، جی ہوتا ہے، میں نے کہا، ہر قبر میں نبی پاک ﷺ تشریف لائیں، پیغمبر ﷺ کی عزت کے خلاف ہے، ایک کافر بندہ دنیا سے جائے، اس سے بھی قبر میں سوال ہو اور سامنے نبی پاک ﷺ تشریف لائیں، میرے پیغمبر ﷺ کی حرمت کا سوال ہے،

ایک بے دین، بدکار بندہ دنیا سے جائے، جس کو عذاب ہونا ہے، اس کے سامنے بھی میرے مصطفیٰ ﷺ جائیں، پیغمبر ﷺ کی عزت اور عظمت کے خلاف ہے،

کہنے لگے، پھر هذا کیوں آیا ہے، هذا جیسے اردو میں کہتے ہو، یہ بندہ، قریب کھڑا ہے، تو هذا کا لفظ استعمال ہوتا ہے، یا انگریزی میں This ہوتا ہے، یا عربی میں هذا لفظ استعمال

ہوتا ہے، ھذا جو سامنے کھڑا ہے، اس کے بارے میں، تمہارا کیا خیال ہے؟

میں نے کہا، اللہ کے بندے، ھذا اسم اشارہ قریب کے لیے ہے؟ کہتے، جی، میں نے کہا، بعید کے لیے کیا آتا ہے، کہتے ھو آتا ہے، بعید کے لیے، میں نے کہا، پوری حدیث پر غور کیوں نہیں کرتے، ایک حدیث کے لفظ سے اپنا عقیدہ باطل کیوں ثابت کرتے ہو،

سوال کرنے والا فرشتہ سوال کرتا ہے،

((ما تقول فی هذا الرجل))

اس بشر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، اس بشر کے بارے میں تم کیا جانتے ہو، جو بشر تمہاری طرف نبی ﷺ بنا کر بھیجا گیا تھا، آگے سے مومن کیا کہتا ہے، اور کافر کیا کہتا ہے؟

اگر بندہ بے دین ہو، اگر بندہ مشرک ہو، اگر بندہ بدکار ہو، اگر بندہ بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرنے والا ہو، کیا کہتا ہے،

((ها ها لا ادری))

میں نہیں جانتا، اس بشر کو میں نہیں جانتا، اس نبی ﷺ کو میں نہیں جانتا، لہٰذا مشرکوں نے کہنا ہے

((ها ها لا ادری))

اور مومنوں نے کہنا ہے، کیا کہنا ہے؟

سنیئے سنیئے!

اگر نبی پاک ﷺ سامنے موجود ہوں، میت کو جواب کیا دینا چاہیے،

((هذا رسول الله ﷺ))

کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں،

جیسے پوچھا گیا ہے،

((ما تقول فی هذا الرجل))

اس بشر کے بارے میں کیا خیال ہے، جو تمہاری طرف نبی ﷺ بنایا گیا؟

اب جواب میں بھی کہنا چاہیے!

((ھذا رسول اللہ ﷺ ، ھذا رسول اللہ ﷺ))

نہیں نہیں نہیں، بخاری کھولیئے، بخاری پڑھیے، بخاری پڑھیے،

بخاری سے الفاظ لے کر کے امت کو گمراہ کرنے والو، ایک لفظ اندر سے چرا کر بدعقیدہ ثابت کرنے والو! سنو، اہل حدیث کا پیغام!

اگر اس بخاری کی حدیث سے ھـــذا کا لفظ تمہیں نظر آیا تھا، اسی بخاری کی حدیث سے لفظ ھو نظر کیوں نہیں آیا، حدیث ایک ہے، سند ایک ہے، صفحہ ایک ہے، ھذا نظر آیا ہے، ھو کیوں نہیں نظر آیا، ھـــذا الـرجـل اس بشر کے بارے میں کیا خیال ہے، جو تمہاری طرف نبی ﷺ بنا کر بھیجا گیا تھا، مومن جواب میں کیا کہتا ہے؟

((ھو رسول اللہ، ھو، ھو))

اگر سامنے میت کہے، ھـــذا، میں نے کہا، تمہارا تو جھگڑا ہی نہیں، کہتے، کیوں، میں نے کہا، تم نے تو

((لا ادری))

کہنا ہے، تم نے تو

((لا ادری))

کہنا ہے، جھگڑا تو ہمارا ہے، ہم نے قبر میں کیا کہنا ہے، کیا کہنا ہے،

((ھو رسول اللہ ﷺ))

وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں، جو ہماری طرف رسول ﷺ بنا کر بھیجے گئے، رسول اللہ ﷺ ہیں، لہٰذا مسئلہ حل ہو گیا،

قرآن پاک نے کیا فرمایا ہے، فرمایا،

﴿لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

سنیئے!

نبی پاک ﷺ کے بارے میں، جنت میں بھی فیصلہ ہو گا، کہ پیغمبر ﷺ کی بشریت میں کوئی شک نہیں، میرے محبوب ﷺ سے پوچھا گیا، محبوب ﷺ جی فرماؤ، وسیلہ کے بارے میں آپ ﷺ فرماتے ہیں، کہ اذان کے بعد دعا میں،

((اٰتِ محمدا ن الوسیلة))

یہ وسیلہ کون سی چیز ہے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم وسیلہ جنت کا ایک محل ہے، اور وہ محل اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک پیارے بندے کو دینا ہے، اللہ پاک نے وہ محل اپنے ایک پیارے بندے کو دینا ہے، مجھے امید ہے، وہ بندہ میں ہی ہوں، وہ بشر میں ہی ہوں، جسے اللہ تعالیٰ نے جنت میں مقام وسیلہ عطا کرنا ہے، لہٰذا جنت میں بھی اعلان ہو رہا ہے،

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

رسول اللہ ﷺ، تم میں سے آئے ہیں، آپ ﷺ کی بشریت میں کوئی شک نہیں،

اب آگے بڑھیے! غور کیجیے،

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾

(التوبہ:۱۲۸)

فرمایا، میرے محبوب ﷺ جی، اعلان فرما دیجیے، سنو سنو، اہل حدیثو! اہل سنت کے لوگو، میرا پیغام سنو،

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

محبوب ﷺ مجھے قسم ہے، آپ کو انسانوں میں سے پیدا کیا گیا ہے، لہٰذا

﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾

جہاں، اہل حدیث عقیدہ بیان کرتا ہے، ساتھ پیغمبر ﷺ سے عقیدت بھی بیان کرتا ہے، عقیدہ کیا ہے،

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

عقیدت کیا ہے؟

﴿عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾

اے میرے محبوب ﷺ جی، آپ ﷺ بشر ہو، لیکن آپ ﷺ کا شان اور مقام کیا ہے، ہم نے آپ ﷺ کے دل کو اتنا نرم بنایا ہے،

﴿عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾

آپ ﷺ کو کبھی کسی کی تکلیف گوارہ نہیں ہوئی،

﴿عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾

﴿عَنِتُّمْ﴾

کے پہلے مخاطب کون ہیں۔

﴿عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾

اے محبوب ﷺ جی، آپ کو کسی کا دکھ گوارا نہیں،

﴿عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾

﴿لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾

(التوبہ:۱۲۸)

﴿عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ.....﴾

﴿عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ.....﴾

نبی پاک ﷺ کو تمہارا دکھ گوارا نہیں، یا ایسے سمجھو،

﴿عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ.....﴾

﴿عَنِتُّمْ.....﴾

کے پہلے مخاطب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں،

﴿عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ.....﴾

اے عمر رضی اللہ عنہ، آپ کا دکھ مصطفیٰ ﷺ کو گوارا نہیں،

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ....﴾

اے عثمان رضی اللہ عنہ، آپ کا دکھ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارا نہیں،

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ....﴾

اے علی رضی اللہ عنہ آپ کا دکھ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارا نہیں،

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ....﴾

اے حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ آپ کا دکھ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارا نہیں،

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ....﴾

اے عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، میمونہ رضی اللہ عنہا! آپ کا دکھ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارا نہیں،

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ....﴾

اے زینب رضی اللہ عنہا ام کلثوم رضی اللہ عنہا، رقیہ رضی اللہ عنہا، فاطمہ رضی اللہ عنہا، آپ کا دکھ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارا نہیں،

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ....﴾

اے صحابہ رضی اللہ عنہم، مہاجرین آپ کا دکھ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارا نہیں،

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ....﴾

مہاجرین کا دکھ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارا نہیں،

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ....﴾

کس امتی کا دکھ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارا نہیں، انسان کا ایک وجود ہوتا ہے، وجود میں ایک دل کا ٹکڑا ہوتا ہے، سارے وجود سے اعلیٰ جناب دل کا ٹکڑا ہوتا ہے، اور میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں سب سے پاکیزہ چیز ہے، سب سے مطہر مقدس واولیٰ جگہ جو ہے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مبارک ہے، جہاں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی ہے، جہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو اللہ تعالیٰ نے اتنا پاکیزہ بنایا ہے، اتنا مطہر معلیٰ بنایا ہے، اتنا معصوم بنایا ہے، اتنا مہربان اور شفیق بنایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کا دکھ گوارا نہیں،

سنو! اہل حدیث کے بارے میں مغالطہ رکھنے والو!

کہ بشریت بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ کی عظمت بیان نہیں کرتے، غلط فہمی کا شکار ہو تم، جیسے اہل حدیث عقیدہ بیان کرتا ہے، ساتھ عقیدت بھی بیان کرتا ہے، جیسے پیغمبر ﷺ کی شان بیان کرتا ہے، ایسے ہی آپ ﷺ کے بارے میں عقیدہ بھی بیان کرتا ہے، جیسے بشریت بیان کرتا ہے، ایسے نبی رحمت ﷺ کی سنت و مقام و بلندی کا بھی تذکرہ کرتا ہے،

﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ.....﴾

آپ ﷺ کو کسی کا دکھ گوارا نہیں، آپ ﷺ کا دل اتنا نرم ہے، ذرا برابر تکلیف آتی ہے، آپ ﷺ کو دکھ گوارا نہیں، جیسے حدیث، بخاری، میں آتا ہے، نبی رحمت ﷺ کے گلے میں کپڑا ڈال کر مکہ کی گلیوں میں گھسیٹا جا رہا ہے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لاتے ہیں، فرماتے ہیں،

((اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا))

کیوں، اس ہستی بشر کو، قتل کرتے ہو، جو فرماتے ہیں، میرا رب اللہ ہے،

مشرکین کہنے لگے، اس نبی ﷺ کو چھوڑ دو، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پکڑ لو،

نبی پاک ﷺ کو چھوڑ دیا گیا ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا گیا ہے، مار مار کر میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بے ہوش کر دیا گیا ہے،

گھر میں اطلاع ہوئی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بے ہوش پڑا ہے، گھر والے آئے ہیں، باپ بھی آیا ہے، گھر والے آئے ہیں، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اٹھایا ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہیں کہا بھی ہے کہ اس پیغمبر ﷺ کا ساتھ چھوڑ دو، وگرنہ تمہیں دنیا والے مار ڈالیں گے، ابوبکر رضی اللہ عنہ بے ہوشی کی حالت میں ہیں، تھوڑی دیر بعد ہوش آیا ہے،

ادھر میرے مصطفیٰ ﷺ کو مار مار کر گلی میں آپ ﷺ کو بھی بے ہوش کر دیا گیا ہے، آپ ﷺ بھی گھر لائے گئے، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر گئے ہیں، نبی پاک ﷺ کو اپنے گھر میں لایا گیا ہے،

واہ محبوب ﷺ، آپ کے دل کی نرمی اور شفقت پر قربان جاؤں، صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر

میں ہوش میں آئے، اس طرح میرے مصطفیٰ ﷺ اپنے گھر میں ہوش میں آئے، آپ ﷺ نے فرمایا، بتاؤ، میں تو بچ گیا ہوں، میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہے،

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾

(التوبہ:۱۲۸)

میرے مصطفیٰ ﷺ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دکھ گوارا نہیں، جانتے ہو، جو صدیق رضی اللہ عنہ کو برا کہتا تھا، اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرشتہ اتار دیا، وہ صدیق رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرشتہ اسے جواب دیتا ہے،

تو بورے والا کے لوگو، میں پیغام دیتا ہوں، تم چودہ صدیوں بعد صدیق رضی اللہ عنہ کو کیوں برا کہتے ہو، اللہ تعالیٰ کو کیوں ناراض کرتے ہو، جنہوں نے اپنی چند سالہ بیٹی کا نکاح کر کے پیغمبر ﷺ کو دے دی ہے، تاکہ جناب امت کی راہنمائی کرے، پچاس سال گزرنے کے بعد، جس صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے، اس کو کیوں گالیاں دیتے ہو،

﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ....﴾ (التوبہ:۱۲۸)

پیغمبر ﷺ کو کسی کا دکھ گوارا نہیں، یہ آپ ﷺ کی عظمت کا پہلو میں بیان کرنا چاہتا ہوں،

﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ....﴾ (التوبہ:۱۲۸)

آپ ﷺ کو کسی کی تکلیف گوارا نہیں، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دکھ میرے مصطفیٰ ﷺ کو گوارا نہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دکھ اور تکلیف میرے مصطفیٰ ﷺ کو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ذرا سی تکلیف پہنچتی ہے، یا دکھ پہنچتا ہے،

﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ....﴾ (التوبہ:۱۲۸)

میرے مصطفیٰ ﷺ کو گوارا نہیں،

سنیئے حدیث!

ابوداود میں آتا ہے، کہ نبی رحمت ﷺ آپ ﷺ کو بھوک لگی ہے، آپ ﷺ سیدنا

عمر رضی اللہ عنہ کی طرف جا رہے ہیں، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے مصطفیٰ ﷺ کی طرف آ رہے ہیں، فرمایا، عمر رضی اللہ عنہ آؤ، مل کر چلیں، سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کے گھر چلتے ہیں، یعنی میرے مصطفیٰ ﷺ کو عمر رضی اللہ عنہ کی بھوک بھی گوارا نہیں، میرے مصطفیٰ ﷺ کو، میرے عثمان رضی اللہ عنہ کا دکھ اور تکلیف گوارا نہیں،

اس لیے تو جامع ترمذی میں حدیث آتی ہے، سننا اور اپنے دل کھول کر سننا،

میں بھی اپنا دل کھول کر تمہارے سامنے رکھنا چاہتا ہوں، بورے والے کے لوگو، آؤ، اپنا دل پیغمبر ﷺ کی عزت، عظمت کے لیے کھول دیجئے، محبت کیجیے، مصطفیٰ ﷺ سے پیار کیجیے مصطفیٰ ﷺ سے، نبی رحمت ﷺ نے، جب آپ ﷺ کو بتایا گیا، محبوب ﷺ جی، فلاں بندہ فلاں کا بیٹا فوت ہو گیا ہے، چلو، اس کا جنازہ پڑھا دیں،

نبی پاک ﷺ تشریف لے گئے، جب جنازہ کی صفیں باندھ لی گئیں، اور میرے محبوب ﷺ میت کے قریب گئے ہیں، صفیں جناب بندھی ہوئی ہیں، آپ ﷺ جنازہ شروع کرنے لگے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم، یہ کون تھا، یہ کس کی میت ہے؟ ذرا توجہ کرواؤ،

یا رسول اللہ ﷺ، فلاں کا بیٹا، فلاں بندہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، یہ وہی بندہ ہے، نا جو میرے عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا، جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ، یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا ویری تھا، کلمہ پڑھتا تھا، لیکن عثمان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا تھا، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، اس کی میت اٹھالو، جو میرے عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں، میں محمد ﷺ اس کا جنازہ نہیں پڑھاؤں گا،

او رافضیوں کے جنازے پڑھنے والو، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کے جنازے پڑھنے والو، میرے عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمن کا جنازہ پڑھنے والو، امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دشمن کا جنازہ پڑھنے والو، اہل حدیثو، سنو، میرا پیغام سنو، اہل حدیث کا عقیدہ کیا ہوتا ہے،

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ....﴾ (التوبہ:۱۲۸)

جب مشرک مر جائے، اس کے جنازے میں قطعی طور پر نہ جاؤ، اگر ایمان کی حلاوت

ڈالنا چاہتے ہو، کبھی بھی دشمن رسول ﷺ کا جنازہ نہ پڑھا کرو، دشمن اصحاب رسول ﷺ کا جنازہ نہ پڑھا کرو، ایک طرف سارے رشتہ دار ہوں، ایک طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ ہوں،

یاد رکھیئے!

اللہ کی رحمت اور فضل سے میں اس بات کو نصیحت کے طور پر کہا کرتا ہوں، جب میرا حقیقی نانا فوت ہوا، رافضی مرا، جب مر گیا، مجھے فون آیا، کہ آپ کے نانا جی فوت ہو گئے ہیں، میں نے کہا، ٹھیک ہے، کہنے لگے، جناب جنازے میں حاضری دو گے، میں نے کہا، ہاں ہاں، آج ہی تو جنازہ پر آنا ہے، نانا کا جنازہ نہیں پڑھنا، تو اور کس کا پڑھنا ہے؟

میں جب جنازہ کے لیے پہنچا، جنازہ کو باہر قبرستان، جنازہ گاہ میں لے جایا گیا، میں بھی چلا گیا، اور میرے گاؤں کی پوری جماعت، اہل حدیث بھی پہنچی، کہنے لگے، جب آپ آ گئے ہیں، جنازہ پڑھنے کے لیے، ہمارا تو ذہن تھا کہ ان کا نانا رافضی شیعہ ہے، جنازہ پڑھنے کے لیے نہیں آئیں گے، جب خود آ گیا ہے، تو ہمیں بھی ان کے منہ کو جانا چاہیئے،

پتہ ہے نا، لوگوں کے منہ کو دیکھ کر جنازہ پڑھتے ہو، برادری دیکھ کر جنازہ پڑھتے ہو، جب میرے منہ کو، جنازہ پڑھنے کے لیے اہل حدیث آ گئے، میت سامنے پڑی ہے، میرے حقیقی نانا کی میت سامنے پڑی ہے، جنازہ کا وقت آ گیا ہے، کہنے لگے، رافضی کہ جنازہ پڑھاؤ، کہنے لگے، پہلے اہل حدیث، تم جنازہ پڑھ لو، کیونکہ میت شیعہ کی ہے، پہلے آپ جنازہ پڑھ لو، بعد میں جنازہ ہم پڑھیں گے،

میں نے کہا، ٹھیک ہے، ان شاء اللہ، جنازہ میں پڑھاتا ہوں، جب میں آگے ہوا، چند منٹ تقریر کرنے کے بعد میں نے کہا، سنو، میرے گاؤں والو، سنو، میری جماعت والو سنو، اہل حدیثو، سنو، اہل سنت کے لوگو سنو!

میں جانتا ہوں، کہ میرا حقیقی نانا ہے، میں نے بچپن میں اپنے کانوں سے صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہوئے ان کی توہین سنی ہے، رب اکبر کی قسم ہے، آج میں

جنازہ پڑھوں، میری اہل حدیثیت ختم ہو گئی، میں جنازہ پڑھوں، میرا عقیدہ ہے، غیرت ختم ہو گئی، میں ہزاروں نانے قربان،

صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے جوتے پر قربان کر دوں، کہاں نانا کا رشتہ، کہاں، صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت، میں نے کہا، اٹھالو میت، نہ جنازہ پڑھوں گا، نہ جنازہ پڑھنے دوں گا، اس لائق نہیں کہ اس نانا کا جنازہ پڑھا جائے،

جو صدیق رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے، میرے عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے، میں ہزاروں رشتے صدیق رضی اللہ عنہ کی عزت پر قربان کر دوں،

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾

(التوبہ:۱۲۸)

اہل حدیثو، تم کہتے ہو، نماز میں سکون نہیں آتا، جنازے مشرکوں اور رافضیوں کے پڑھتے ہو، تو نماز میں سکون آئے، مسلک میں حلاوت محسوس اس کو ہوتی ہے، جو ناراضگی رکھے، تو اللہ کے لیے اور محبت بھی کرے تو اللہ کے لیے،

جنازہ پڑھو گے، نا، مشرکوں کے، ان شاء اللہ، رافضیوں کے، ایسے ہی وعدہ کیے جا رہے ہو، ایک طرف جناب رافضیوں کی میت پڑی ہو، دوسری طرف سوچا کرو، کس کی میت ہے،

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝﴾ (التوبہ:۲٤)

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾

(التوبہ:۱۲۸)

ذرا مسلک اہل حدیث کے لیے غیرت مند ہو کر دیکھو تو سہی، اللہ کیسے عزت عطا کرتا ہے،

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

بولو، سارے اہل حدیثو،

﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

زبان پر چڑھالیجیے، قرآن کے یہ الفاظ،

﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

گونج پڑ جائے، پورے علاقے میں،

﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

کتنا نرم دل ہے، میرے مصطفیٰ ﷺ کا، آپ ﷺ کو کسی کی تکلیف گوارا نہیں، فرمایا، نہیں نہیں، میں جنازہ نہیں پڑھاؤں گا، اس انسان کا جو میرے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھتا ہے، میں جنازہ نہیں پڑھاؤں گا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمن کے مخالف کا، نبی پاک ﷺ نے جنازہ نہیں پڑھایا، کیوں،

﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

بخاری میں حدیث آتی ہے، خیبر کے موقع پر نبی پاک ﷺ نے فرمایا، میرا علی رضی اللہ عنہ کہاں گیا ہے، یا رسول اللہ ﷺ! خیمے میں بیمار پڑے ہیں، آنکھیں دکھ رہی ہیں، فرمایا، میرے علی رضی اللہ عنہ کو بلاؤ، علی رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا، آنکھوں پر لعاب لگایا ہے، اللہ تعالیٰ نے شفاء عطا فرمائی ہے،

﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

میرے علی رضی اللہ عنہ کا دکھ، میرے مصطفیٰ ﷺ کو گوارہ نہیں، میرے حسن رضی اللہ عنہ میرے حسین رضی اللہ عنہ کا دکھ بھی میرے مصطفیٰ ﷺ کو گوارہ نہیں، نبی پاک ﷺ کے بارے میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میری باری ہے، نبی پاک ﷺ میرے گھر میں آرام فرما رہے ہیں، دن

کے وقت گھر میں آرام کر رہے ہیں،

آپ ﷺ بیدار ہوئے، تو آپ ﷺ کے بال بکھرے ہوئے ہیں، آنکھوں سے آنسو گر رہے ہیں، میں آئی، میں نے کہا، محبوب ﷺ جی، خیر تو ہے، کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا، اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا، میں نے آج خواب میں اپنے نواسے حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا منظر دیکھا ہے، میری امت کے لوگ میرے بچے حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیں گے، اس لیے رو رہا ہوں۔

ابھی حسین رضی اللہ عنہ زندہ ہیں، حسین رضی اللہ عنہ کا دکھ، تکلیف، خواب میں دیکھا ہے، اور مصطفیٰ ﷺ رو پڑے ہیں، کیوں؟

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

میرے حسن رضی اللہ عنہ کا دکھ بھی مصطفیٰ ﷺ کو گوارا نہیں، میرے حسین رضی اللہ عنہ کا دکھ بھی میرے مصطفیٰ ﷺ کو گوارا نہیں، حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی تکلیف میرے مصطفیٰ ﷺ کو گوارا نہیں،

لوگو، اہل حدیثو!

دل کھول دو، اہل بیت کے لیے دل کھول دو، سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے پیار کرو، حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرو، حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل بیت سے پیار کرو، پیغمبر ﷺ کو پیار ہے،

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

اتنی بھی تکلیف گوارا نہیں، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما آ رہے ہیں، نبی پاک ﷺ نے دیکھا، صفوں کے درمیان سے گزر رہے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان سے گر رہے ہیں، آپ ﷺ خطبہ دے رہے ہیں، نیچے اتر آئے، اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھا لیا اور ممبر کے ساتھ بٹھا لیا ہے، فرمایا،

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

مجھے حسین رضی اللہ عنہ کا گرنا گوارا نہیں، لوگو حسین رضی اللہ عنہ کا گرنا مصطفیٰ ﷺ کو گوارا نہیں،

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

یہ شان ہے، میرے مصطفیٰ ﷺ کی، آپ ﷺ کو حسین رضی اللہ عنہ کا دکھ بھی گوارا نہیں، اور

حسن رضی اللہ عنہ کا دکھ بھی گوارا نہیں، سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک رات مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کام پڑ گیا، میں گیا، دروازہ کھٹکھٹایا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، سردی کا موسم ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر کمبل لیا ہوا ہے، میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھولا، فرمایا، اسامہ رضی اللہ عنہ کیسے آئے ہو؟

فرمایا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک کام ہے، میں نے کام بتایا ہے، اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسئلہ میں نے پوچھا ہے، جواب دیا ہے، میں واپس جانے لگا، میں نے عرض کیا، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی، ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، فرمایا، بتاؤ، اسامہ رضی اللہ عنہ، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ نے اوپر کمبل لیا ہوا ہے، نیچے ایسے محسوس ہوتا ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمبل میں کوئی چیز چھپائی ہوئی ہے، بتائیں تو سہی، کمبل میں کیا ہے؟

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کملی ہٹائی ہے، اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے کیا دیکھا ہے، ایک بغل، ایک پہلو میں امام حسن رضی اللہ عنہ ہیں، دوسرے پہلو میں امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں، فرمایا، اسامہ رضی اللہ عنہ مجھے ان دونوں سے بہت محبت ہے، جب تم آئے تو میرے ساتھ ایسے لیٹے تھے، میں ایسے ہی اٹھا کر باہر لے آیا،

﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

اہل حدیثو سنو، جیسے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے پیار ضروری ہے، جیسے اہل بیت سے پیار ضروری ہے، ایسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی اہل بیت میں ہیں، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ بھی اہل بیت میں سے ہیں، پیار کیجیے، قرآن کیا کہتا ہے،

﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کا دکھ گوارا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیٹیوں کا دکھ گوارا نہیں، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا دکھ گوارا نہیں، جانتے ہو، نا، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کون ہیں، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بیٹی ہیں اور باپ کی حیثیت سے ذرا سمجھنا، کہ بیٹی کو باپ سے اور جناب کو بیٹی سے کتنی محبت ہوتی ہے،

ذرا غور کرنا، حدیث پاک پر!

میرے مصطفیٰ ﷺ شعب ابی طالب کی قید میں ہیں، اور آپ ﷺ کے بارے میں سیدہ زینب ؓ کو اطلاع پہنچی ہے، ان کا نکاح ہو چکا ہے، رخصتی ابو العاص ؓ کے ساتھ ہو چکی ہے، جب سیّدہ زینب ؓ کو اطلاع پہنچی، اے زینب ؓ آج قید میں تمہارے ابو جی، چمڑہ بھگو کر چوس رہے تھے، اور درختوں کے پتے کھا رہے تھے،

جب بیٹی کو پتہ چلا کہ باپ نے آج کھانا نہیں کھایا، باپ نے کوئی چیز نہیں کھائی، بیٹی کی کیفیت حالت کیا ہوئی ہے، سیّدہ زینب ؓ آنکھوں سے آنسو برسا رہی ہیں، ابو العاص ؓ تشریف لائے، فرمایا، زینب ؓ کیوں رو رہی ہو، فرمایا، ابو العاص ؓ نبی پاک ﷺ نے تم پر احسان کیا ہے، کہ میرا رشتہ تمہارے ساتھ کر دیا ہے،

آج مجھے بڑی غمناک خبر پہنچی ہے، کہ نبی پاک ﷺ شعب ابی طالب میں قید ہیں اور آپ ﷺ نے آج درختوں کے پتے کھائے ہیں، اور چمڑہ بھگو بھگو کر اس کو چوسا ہے، میرے محبوب ﷺ نے، آپ ﷺ کے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں ہے،

اے ابو العاص ؓ مجھے تم سے بہت محبت ہے، اور تمہیں مجھ سے بہت محبت ہے، محبت کا حق ادا کرو، اور آج میں کھانا پکاتی ہوں، اور چوری سے میرے مصطفیٰ ﷺ کو دے کر آؤ، کافروں کو پتہ نہ چلے، میرے مصطفیٰ ﷺ کو کھانا پہنچا کر آؤ،

سیدہ زینب ؓ نے کھانا پکایا ہے، اور ابو العاص ؓ رات کے اندھیرے میں چوری جا کر شعب ابی طالب میں کھانا پہنچا کر کے آیا ہے، جب نبی پاک ﷺ نے کھانا دیکھا ہے، ابو العاص ؓ کا وجود کافر ہو کر بھی پھر بھی کھانا دینے آیا ہے،

نبی پاک ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ ؓ، دیکھ لو، ابو العاص ؓ نے داماد ہونے کا حق ادا کر دیا ہے، باوجود اس کے کہ مسلمان ہیں، اس نے مجھے کھانا پہنچایا ہے، ایک وقت آئے گا، کہ اس کے احسان کا ضرور بدلہ دوں گا، آج غزوۂ بدر میں ہی ابو العاص ؓ قیدی کی حیثیت سے سامنے جکڑے ہوتے ہیں،

میرے محبوب ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں جناب ان سارے کفار قیدیوں کو رہا کرنا چاہتا ہوں، تم مشورہ دو، صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا، رہا کر دیا جائے، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا ہے، کہ میرے ابا جی نے قیدیوں کو رہا کرنے کا اعلان کر دیا ہے، اور فدیہ لے رہے ہیں، اور میرا شوہر بھی قید میں ہے، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے نبی پاک ﷺ کو ہار بھیجا ہے، جو ہار آپ ﷺ نے مجھے تحفہ میں دیا تھا، میری والدہ محترمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ہار مجھے تحفہ میں دیا تھا، وہ ہار لیں اور میرے شوہر کو رہا کر دیں،

اور بیٹیوں کا حق کھا جانے والو، بیٹی کو وراثت میں حصہ نہ دینے والو ظالمو، سنو!

پیغمبر ﷺ کو بیٹیوں سے کتنا پیار ہے، جب بیٹی کا ہار دیکھا ہے،

حدیث پاک میں آتا ہے کہ پیغمبر ﷺ کی داڑھی مبارک بھیگ گئی، آنسوؤں سے، آنکھوں سے آنسوں برسا رہے ہیں، فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اگر تم اجازت دو، مشورہ دو، تو اپنے داماد ابو العاص رضی اللہ عنہ کو رہا کر دوں،

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم جانتے ہو، ایک وقت تھا، میں قید میں تھا، اور یہ ابو العاص رضی اللہ عنہ کھانا پہنچایا کرتا تھا، میں ہار بھی واپس کر دوں گا، اور اپنے داماد کو بھی رہا کروں، جی ہاں محبوب ﷺ جی، ہماری طرف سے کوئی بات نہیں،

آپ ﷺ نے فرمایا، ابو العاص رضی اللہ عنہ، میری بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو واپس بھیج دینا، اللہ تعالیٰ نے مشرک سے نکاح کی حرمت نازل فرما دی ہے، اب میری بیٹی تمہارے گھر میں نہیں رہ سکتی، اس کو واپس کر دینا، اور میں تمہیں رہا کر دیتا ہوں،

جی ہاں، محبوب ﷺ جی، میں جو وعدہ کروں گا، پورا کروں، گا، ابو العاص رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے ہیں، رہا ہو کر، فرمایا، زینب رضی اللہ عنہا، میں تمہارے ابو جی سے وعدہ کر کے آیا ہوں، چلو، واپس مدینہ جانا چاہو، میری طرف سے اجازت ہے، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا مدینہ پاک کی طرف چلی ہیں، لیکن ابو العاص کے رشتہ دار آ گئے اور جناب دیگر کفار آ گئے،

اور پیغمبر ﷺ کی بیٹی کے پیٹ مبارک میں بچہ بھی ہے، یہ مکہ سے مدینہ کا سفر کر رہی

ہیں، راستے میں کافروں نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا پر تشدد کیا اور نیزے مارے، آپ ﷺ کے پیٹ مبارک میں، سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا مدینہ پاک پہنچی ہیں، اور بچہ بھی ضائع ہو گیا ہے، اس حالت میں مدینہ پاک پہنچی ہیں،

پھر چند سال مدینہ پاک رہی ہیں، پھر ابو العاص رضی اللہ عنہ آئے ہیں، اور ان کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطا فرمائی ہے، پھر نبی پاک ﷺ نے اپنی بیٹی کے ساتھ ابو العاص رضی اللہ عنہ کو رہنے کی اجازت فرمائی ہے، جب یہ مسلمان ہوئے ہیں، یہی زینب رضی اللہ عنہا جب دنیا سے گئی ہیں، اس غم میں، اسی بیماری کی وجہ سے، بیمار ہوئی ہیں،

بیماری بڑھتی گئی ہے، زینب رضی اللہ عنہا فوت ہو گئی ہیں، اور جب نبی پاک ﷺ نے جنازہ پڑھایا ہے، اور آپ ﷺ دفن کرنے کے لیے آئے ہیں، اور سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو قبر میں اتارا ہے، اور میرے نبی ﷺ قبر میں اتر کر بیٹھ کر فرماتے ہیں، اے زینب رضی اللہ عنہا، اے زینب رضی اللہ عنہا میری تم بہترین بیٹی تھی، زینب رضی اللہ عنہا تمہیں میری وجہ سے بڑے دکھ پہنچائے گئے،

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

آپ ﷺ کو زینب رضی اللہ عنہا کا دکھ گوارا نہیں، لوگو میرا دل کرتا ہے، آج بیان کرتا جاؤں، کہ میرے مصطفیٰ ﷺ کو ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا دکھ گوارا نہیں، میرے مصطفیٰ ﷺ کو اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کا دکھ گوارا نہیں، میرے مصطفیٰ ﷺ قبر میں، بیٹی کی قبر میں بیٹھ کر آنکھوں سے آنسو برسا رہے ہیں، فرماتے ہیں، میری بیٹی ہے، جس کو میرے لیے آزمایا گیا ہے، یہ میری بیٹی ہے جس کو میرے لیے دکھ پہنچائے گئے ہیں،

یہ میری بیٹی ہے، میری بیٹیوں میں سے سب سے بہترین بیٹی ہے، میری پیاری بیٹی ہے، سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، رقیہ رضی اللہ عنہا کا دکھ میرے مصطفیٰ ﷺ کو گوارا نہیں، آپ ﷺ کی ان دونوں بیٹیوں کا نکاح ابولہب کے بیٹوں سے ہوا ہے، پھر ابولہب کہتا ہے، اے میرے بیٹو، محمد ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دے دو، تو میں تب راضی ہوں گا،

اس بدبخت نے اپنے بیٹے کو مجبور کر دیا ہے، بیٹوں نے طلاق کہہ دیا ہے، طلاق کا گھر

میں پیغام آیا ہے، جانتے ہو، بورے والا کے لوگو، جب جوان بچی کو گھر میں طلاق آ جائے، بیٹیوں کے سامنے بیٹھنے کو دل نہیں کرتا، نبی پاک ﷺ کی بیٹیوں کے گھر طلاق کا پیغام آیا ہے، نبی رحمت ﷺ گھر میں موجود نہیں، پیغام آیا کہ طلاق ہے، تھوڑی دیر گزری ہے، آپ ﷺ گھر میں تشریف لائے ہیں، تو سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ویسے ہی دنیا سے جا چکی ہیں۔

تینوں بیٹیاں گھر میں بیٹھی ہیں، سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، رقیہ رضی اللہ عنہا، اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ابھی نہیں ہوا، ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور رقیہ رضی اللہ عنہا کی طلاق کا پیغام آ گیا ہے، نکاح ہو چکا تھا، رخصتی نہیں ہوئی تھی، طلاق کا پیغام آیا ہے، جب طلاق کا پیغام آیا ہے اور نبی پاک ﷺ گھر میں داخل ہوئے، طلاق کا پیغام پہلے ہی پہنچ چکا تھا،

جب بیٹیوں نے باپ کو دیکھا تو دونوں بیٹیوں کی چیخیں نکل گئیں، افواہیں پہلے ہی پھیلی ہوئی تھی، اور نبی پاک ﷺ سمجھ گئے، آپ ﷺ آگے بڑھے، دونوں بیٹیوں کو آپ ﷺ نے سینے سے لگا لیا ہے، فرمایا، میری بیٹیوں لگتا ہے، چچا ابولہب کے بیٹیوں نے تمہیں طلاق دے دی ہے، جی ہاں، ابو جی، رو پڑی ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور رقیہ رضی اللہ عنہا،

نبی پاک ﷺ نے فرمایا، اللہ جنہوں نے میری بیٹیوں کو دکھ دیا ہے، اللہ ان پر جنگل کے درندے یا کتے مسلط کر دے، جس نے میری رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو دکھ پہنچایا ہے،

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾

(التوبہ:۱۲۸)

آپ ﷺ کو جناب اپنی بیٹیوں کا دکھ گوارا نہیں، زینب رضی اللہ عنہا بھی رو رہی ہیں، اور رقیہ رضی اللہ عنہا بھی رو رہی ہیں، مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں، رقیہ رضی اللہ عنہا، زینب رضی اللہ عنہا خاموش ہو جاؤ، چپ ہو جاؤ، تمہاری ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا دنیا میں موجود نہیں، اگر موجود ہوتیں، تو تمہارے دکھ بانٹتی، اب ماں کی حیثیت سے بھی، میں تمہارے سامنے ہوں اور باپ کی حیثیت سے بھی، اللہ کوئی بہتر انتظام فرما دے گا،

یہی سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے، سننا، رقیہ رضی اللہ عنہا کا، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا، حبشہ کی

طرف ہجرت کر کے گئیں ہیں، پھر مدینہ پاک میں آئی ہیں، میرے مصطفیٰ ﷺ بدر میں ہیں اور رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہوگئی ہیں، میرے مصطفیٰ ﷺ جب مدینہ پاک میں داخل ہوئے، استقبال کے لیے لوگ فتح کے لیے باہر نکلے، دیکھا، میرے مصطفیٰ ﷺ نے نظر دوڑائی ہے،

فرمایا، لوگو، میرا عثمان رضی اللہ عنہ اور میری بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا بیمار تھی، رقیہ رضی اللہ عنہا کی حالت کیفیت کیا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا، محبوب ﷺ جی، رقیہ رضی اللہ عنہا تو فوت ہوگئی ہیں، اور ابھی ابھی قبرستان میں کچھ دیر پہلے دفن کر کے ہم آئے ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ اسی معاملات میں معروف ہوں گے،

فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم چلو، مجھے میری بیٹی کی قبر پر لے کر چلو، چلو، میری بیٹی کی قبر پر چلو،

آپ ﷺ قبر پر تشریف لائے، رو رہے ہیں، اپنی بیٹی کی قبر پر آنکھوں سے آنسو برس رہے ہیں، اور لوگو، میرے پیغمبر ﷺ کو، رقیہ رضی اللہ عنہا کا دکھ گوارا نہیں،

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

میرے مصطفیٰ ﷺ کو، ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا دکھ گوارا نہیں، ان کا پھر نکاح کر کے عثمان رضی اللہ عنہ کو دے دیا ہے، چند سالوں بعد سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی دنیا سے چلی گئی ہیں، میرے مصطفیٰ ﷺ نے جنازہ پڑھایا ہے، اور قبر میں دفن کیا ہے، ایک ہی بیٹی فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا رہ گئی ہیں، اتنی محبت ہے، فاطمۃ الزہرہ سے، رضی اللہ عنہا۔

ایک دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ناراضگی ہوگئی، میرے علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں، اور ابو جہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہوں، میری فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، اے علی رضی اللہ عنہ، دوسری شادی کرلو، لیکن ابو جہل کی بیٹی سے شادی نہ کرنا، وہ اللہ کا دشمن ہے، اس کی بیٹی، اگر آپ ﷺ کے گھر میں آگئی، ہوسکتا ہے، کہیں ہماری تلخی نہ ہو جائے، لڑائی نہ ہو جائے، آپ رضی اللہ عنہ کی توہین اور گستاخی نہ ہو جائے،

میرے علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، فاطمہ رضی اللہ عنہا میں حق رکھتا ہوں، میں نے دوسرا نکاح کرنا ہے

اور ابو جہل کی بیٹی سے ہی کرنا ہے، سیّدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، پھر اگر آپ رضی اللہ عنہ نے نکاح کرنا ہے، میں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر میں نہیں رہنا، ناراض ہو کر،

روایت صحیح البخاری میں ہے!

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہو کر، جناب غصہ سے اپنے ابا جی کے گھر میں تشریف لائی ہیں، سیّدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا تشریف لائی ہیں اور آتے ہی کیا فرمایا ہے، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی، آپ کی برادری کیا کہتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی بیٹیوں کی سائیڈ نہیں لیتے، ہمیشہ دامادوں سے پیار کرتے ہیں، فرمایا، نہیں فاطمۃ رضی اللہ عنہا ایسی کوئی بات نہیں،

فرمایا، علی رضی اللہ عنہ نے دوسرے نکاح کا پروگرام بنا لیا ہے، اور ابو جہل کی بیٹی سے، فرمایا، بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بیٹھ جاؤ، بیٹھ گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلے، فرمایا،

((قُمْ یَا اَبَا تُرَابٍ))

ابو تراب اٹھو اور کھڑے ہو جاؤ، آپ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا ہے، جی ہاں، فرمایا، جاؤ، صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلاؤ، بلایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر بیٹھے خطبہ ارشاد فرمایا،

فرمایا، دکھ سنو!

ابو جہل اللہ کا دشمن ہے، میں اللہ کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، میری بیٹی اور ابو جہل کی بیٹی ایک نکاح میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں، یہ روایت صرف اہل حدیث کی کتاب بخاری میں ہی نہیں، شیعہ کی کتاب اصول کافی میں بھی ہے، اور جلاء العیوب میں بھی ہے،

میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر علی رضی اللہ عنہ دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے، تو میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو طلاق کہہ دے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا، جو بہت پیارا جملہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے علی رضی اللہ عنہ، داماد، ابو العاص ہی تھا، بس داماد تو ابو العاص ہی تھا، ابو العاص رضی اللہ عنہ جیسا داماد میں نے نہیں دیکھا، اس نے کفر میں بھی رہ کر میں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کو مانا ہے،

پھر اسلام قبول کیا ہے، تو اس کے اپنے انداز ہیں، داماد ہو تو ابو العاص رضی اللہ عنہ جیسا ہو، اے علی رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی، جو ہوا سو ہوا، مجھے معاف فرما دو، میں نکاح

نہیں کروں گا، جب تک فاطمہ رضی اللہ عنہا زندہ رہے گی، میں دوسرا نکاح نہیں کروں گا،

پھر آپ ﷺ نے فرمایا، لوگو، فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد ﷺ کے دل کا ٹکڑا ہے،

((مَنْ اَغْضَبَ ، فَقَدْ اغْضَبَنِیْ))

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

مجھے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تکلیف گوارا نہیں، آپ ﷺ موت کے آخری لمحات میں ہیں، فرمایا، عائشہ رضی اللہ عنہا! فجر کا وقت ہے، جی محبوب ﷺ جی، فرمایا، عائشہ رضی اللہ عنہا، جی یا رسول اللہ ﷺ، بارہ ربیع الاول کا دن ہے، فجر کا وقت ہے، محبوب ﷺ نے حجرہ پاک میں ہی نماز پڑھی ہے، اور نماز پڑھنے کے بعد فرمایا،

عائشہ رضی اللہ عنہا! جی محبوب جی، فرمایا، میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جلدی پیغام بھیجو، کہ میں محمد ﷺ کو مل جائے، اور ساتھ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بھی لے کر آئے، سیّدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا آئیں، نبی پاک ﷺ کے پاس آ کر کھڑی ہو گئیں، سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما آ کر بیٹھ گئے، فرمایا، فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی پاک ﷺ نے اشارہ کیا ہے، فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نیچے ہوئیں ہیں، آپ ﷺ نے آہستہ سے فرمایا، فاطمہ رضی اللہ عنہا لگتا ہے، تیری، میری جدائی کا وقت آ گیا ہے،

فاطمہ رضی اللہ عنہا رو پڑی، فرمایا، فاطمہ رضی اللہ عنہا نہ رو، میری تمہاری جلد جنت میں ملاقات ہوگی، تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو گی، فاطمہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں، ہائے، میرے ابو کی تکلیف، ہائے میرے ابو کی بیماری، فرمایا، فاطمہ رضی اللہ عنہا جلدی واپس چلی جاؤ، حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بھی لے جاؤ، اور اپنے گھر چلی جاؤ، مل لیا ہے، ملاقات کر لی ہے، زیارت ہو گئی ہے،

اب چھوٹا سا تو حجرہ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنا ہو گا، اماں فاطمہ رضی اللہ عنہا واپس چلی گئی ہیں، لوگو، فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کیوں بلایا ہے، محبت کیوں فرمائی ہے،

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

آپ ﷺ کو فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا دکھ گوارا نہیں، اگر میں ادھر چلا جاؤں، کہ میرے مصطفیٰ ﷺ کو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کا دکھ گوارا نہیں، میرے مصطفیٰ ﷺ کو امی عائشہ رضی اللہ عنہا

کا دکھ گوارا نہیں، میرے مصطفیٰ ﷺ کو پوری امت کا دکھ گوارا نہیں،

ساری رات بیت جائے، مصطفیٰ ﷺ کے دل کی نرمی اور شفقت کا تذکرہ نہ ختم ہو،

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾

(التوبہ:۱۲۸)

پرسوں ان شاء اللہ میں یہاں سے شروع کروں گا،

﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

میرے مصطفیٰ ﷺ کو اپنی ازواج رضی اللہ عنہن کا دکھ گوارا نہیں، اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کا دکھ گوارا نہیں۔

اَقُوْلُ قَوْلِىْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِىْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



ایک جنتی بہتر دوزخی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا○﴾ (النساء:٦١)

ذی وقار علمائے کرام بزرگو اور دوستو!

میں پوری ذمہ داری سے اپنی گفتگو کا آغاز کرتا ہوں۔

اس لیے کہ اہل حدیث کسی خاص گروہ کا امام و خطیب نہیں ہوتا، جس وقت اہل حدیث ممبر پر بیٹھا ہو، کھڑا ہو، مصلہ پر کھڑا ہو، وہ اس وقت نبی پاک ﷺ کی ساری امت کا امام ہوتا ہے، کیوں، ہر مکتبہ ہائے فکر کے پیچھے، اس کے اپنے ساتھی نماز پڑھتے ہیں، اس کو اپنا امام سمجھتے ہیں، لیکن اہل حدیث ایسا ہوتا ہے کہ اس کی مسجد میں اس کے سامنے ہر مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والا شخص موجود ہوتا ہے،

تم نے دیکھا ہوگا، کہ بعض دفعہ اہل حدیث مساجد میں اہل حدیث نماز پڑھنے والے کم ہوتے ہیں، اور باقی دوسرے ساتھی زیادہ ہوتے ہیں، کئی ایسی مساجد بھی اہل حدیث کے پاس موجود ہیں، اور اس بات پر اللہ شاہد ہے کہ جب ہماری مسجد میں کوئی غیر اہل حدیث ساتھی نماز پڑھنے کے لیے تشریف لاتے ہیں، تو انہیں دیکھ کر ہمیں دلی خوشی ہوتی ہے، ہم پریشان نہیں ہوتے، خوش ہوتے ہیں،

اور دعا کرتے ہیں، کہ اللہ یہ آتا رہے، اور فخر سے بتاتے ہیں کہ ہماری مسجد میں سارے ساتھی نماز پڑھتے ہیں، اور ہم کوشش کرتے ہیں کہ وہ آتا رہے، اور یقین ہوتا ہے کہ ان شاء اللہ اگر وہ آتا رہے، اگر آتے رہیں، اگر آتے رہیں؟ آدھے تو سمجھ گئے ہوتا، اگر

آتے رہے تو ان شاء اللہ اپنے ہی ہیں،

اور اگر ہم کسی کی مسجد میں نماز پڑھنے چلے جائیں، ایک ہی جھگڑا ہے، کل ہی تجربہ کر کے دیکھ لو، اگر تم اونچی آمین کہو، تو سلام کے بعد پوری مسجد تمہاری طرف دیکھے گی، یہ ادھر کیوں آیا ہے، یہ خیر سے نہیں آیا، اگر دو چار دن آتا رہے، تو کسی نہ کسی کو ضرور لے جائے گا، اس لیے اس کا شروع میں ہی گلہ دبا دو، یہ دوبارہ نہ آئے،

اہل حدیث میں تعصب نہیں، آج تک کوئی شخص، کوئی ایک مثال، پیش نہیں کرسکتا، کہ اہل حدیث امام نے یہ بات کہی ہو، کہ پہلی صف میں جو اہل حدیث ہیں، وہ پیچھے کھڑا ہو جائے، بلکہ میں اس سے آگے بڑھ جاؤں، اگر وہ دوہری تکبیر بھی کہہ دے تو ہمارا امام جماعت کروانے کے لیے بھی تیار ہے،

ہم یہ کبھی نہیں کہیں گے، کہ تم اہل حدیث نہیں، تم نے دوہری تکبیر کہی ہے، پیچھے ہٹ جاؤ، کوئی ہے، پورے ملک میں اہل حدیث کے علاوہ، کوئی عالم، جس کی پہلی صف میں میں کھڑا ہوں اور تکبیر کہوں اور جماعت وہ کروائے، بس ساتھی کا دل چاہتا ہے، کل ظہر، عصر کی نماز، اس مسجد میں پڑھے، پہلی صف میں پڑھے، دوہری تکبیر کہے،

ہم جماعت کروانے کے لیے تیار، اس کا مطلب ہے، تعصب اہل حدیث میں نہیں، ہم پیار و محبت کرنے والے ہیں، قرآن وسنت کا ایک پیغام تمہارے سامنے میں ان شاء اللہ رکھنے کی کوشش کروں گا، جو اہل حدیث نہیں، وہ میری بات پر غور فرمائیں، جو اہل حدیث ہیں، انہوں نے تو غور کرنا ہی کرنا ہے،

کہ جس مسلک سے تم وابستہ ہو، اور اس بات کی میں یقین دہانی کرواتا ہوں، کہ ان شاء اللہ کسی کی دل آزاری نہیں ہوگی، بات ان شاء اللہ میٹھی میٹھی ہوگی، رات ایک جگہ پر جلسہ تھا، تو انہوں نے مجھے جاتے ہی سمجھایا کہ بات ذرا میٹھی کرنی ہے، میٹھی کرنا، انہوں نے صبح تک میٹھی میٹھی لگائے رکھی کہ بس میٹھی کرنا،

میں نے کہا، ٹھیک ہے، میں نے کہا، اگر اتنی ہی میٹھی کروانی تھی، تو اتنی دور سے بلوانے

کی ضرورت کیا تھی، پھر میں نے تقریر شروع کی، میں نے کہا، جی مجھے حکم ہوا ہے، کہ میٹھی میٹھی کرو، میں نے کہا، قرآن کی ہر حدیث میٹھی ہے، پیغمبر ﷺ کی ہر حدیث میٹھی ہے، مگر قرآن وحدیث کی مٹھاس میں کوئی شک نہیں،

اگر بندہ بیمار ہوتا ہے، سننے والا، اگر بیمار ہو، تو اسے کوئی چیز بھی دو، تو اسے کڑوی لگتی ہے، اس کے منہ کا ذائقہ خراب ہوتا ہے، چیز کی مٹھاس میں کوئی شک نہیں ہوتا، اور اگر کوئی بیمار بندہ بیٹھا ہے تو اس کا علاج کروانا چاہیے،

قرآن وحدیث تو میٹھا ہی میٹھا ہے، بعض دفعہ علاج کے لیے بھی، گندا مواد نکالنے کے لیے بھی، بعض دفعہ چیر پھاڑ کرنا پڑتا ہے، اور پھر ٹانکے بھی لگانے پڑتے ہیں، اور جب چیر پھاڑ کریں، تب مریض چیختا بھی ہے، چلاتا بھی ہے، پریشان بھی ہوتا ہے، پھر جب ٹانکے لگ جائیں، زخم ٹھیک ہو جائے،

پھر دوسرے کو بھی کہتا ہے، بتاتا ہے کہ فلاں ڈاکٹر کے پاس جانا، وہ بہت اچھا ہے، پہلے خود چیخ رہا ہوتا ہے، پھر دوسرے کو بھی راہ بتاتا ہے، کہ اس کے پاس جانا، میں اس کے پاس گیا تھا، آپریشن کروایا تھا، اللہ کی رحمت سے چند گھنٹوں میں خیر ہو گئی ہے، ان شاء اللہ آپریشن میں کروں گا، ٹانکے بھی میں لگاؤں گا،

پٹی بھی رکھ کر جاؤں گا، مرہم بھی لگاؤں گا، اور آگے سے پرہیز بھی بتا کر جاؤں گا، زخم بھی ٹھیک ہو جائیں گے، اور ان شاء اللہ دوسرے کو بھی راہ بتاؤ گے،

توجہ ہے؟ ماشاء اللہ، غور فرمائیں، توجہ کیجیے، بات کو سمجھئے!

جو پیغام میں دینا چاہتا ہو!

میرا ایمان، میرا دعویٰ اور میرا عقیدہ ہے، کہ مسلک اہل حدیث کی حقانیت میں کوئی شک نہیں، یہ میرا ایمان ہے، میرا عقیدہ ہے، اور یہ ایمان اور عقیدہ جذبات میں نہیں، دلائل کی روشنی میں ہے،

آؤ ذرا بات کو سنیئے!

بات ہے کہ ہماری بات سنانے اور سننے پر پابندی لگتی ہے، جن کے پاس دلائل کچھ بھی نہیں، ان کو کھلے عام اجازت ہوتی ہے، کہ جو تمہارا دل کرتا ہے، وہ کرو، حکومت بھی ساتھ ہوتی ہے، انتظامیہ بھی ساتھ ہوتی ہے،

محرم کا چاند نظر آیا ہو، تو بلدیہ والے بھی، پولیس والے بھی، گلیاں صاف کروا رہے ہوتے ہیں، کیا ہو رہا ہے، یہاں سے مومنوں نے گزرنا ہے، روڈ ٹھیک ہو رہے ہیں، مرمت ہو رہے ہیں، چونے بکھیرے جا رہے ہیں، مومنین کرام نے گزرنا ہے،

بھئی جو کچھ انہوں نے کرنا ہے، وہ ثابت نہیں، چاہے ثابت نہ ہو، ان کا مذہب ہے، ان کو حق حاصل ہے، وہ بازاروں میں بیان کریں، بھئی گھوڑے کی کوئی دلیل نہیں، نہ ہو، ان کا مذہب ہے، ناراضگی کوئی دلیل نہیں، نہ ہو، مذہب ہے،

"وَخَلِيْفَهٗ بِلَا فَصْلٍ"

لاؤڈ اسپیکر میں، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اقرار اور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، عمر، عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار ہو رہا ہے، کہنے لگے، نہیں نہیں، ان کا مذہب ہے، ان کو حق حاصل ہے، اگر ربیع الاول آتا ہے، تو سب گلیوں کی صفائی کو لگے ہوتے ہیں،

کیا ہوا ہے؟

یہ دیکھو، آگے ان کے بھائیوں کے دن آ گئے ہیں، انہوں نے جلوس نکالنا ہے، بھائی ایسی کوئی دلیل، دلیل نہ ہو، ان کا مذہب ہے، ان کو حق حاصل ہے، بھائی، یہ ہماری مسجد ہے، یہاں سے گزریں گے، چاہے تمہاری ہے، تم اندر داخل ہو جاؤ، ان کا مذہب ہے،

میں پوچھنا چاہتا ہوں، صرف ان دونوں فرقوں کا مذہب ہے اور کسی کا کوئی مذہب نہیں، اگر بدعات، تعزیہ، تابوت، ماتم، جشن میلاد، ان کا مذہبی حق ہے، اور عقیدۂ توحید اور پیغمبر ﷺ کی حدیث بیان کرنا بھی اہل حدیث کا مذہبی حق ہے، پھر ہمیں بھی اپنا مذہبی حق استعمال کرنے کی اجازت دی جائے،

اگر ایسے نہیں تو ان شاء اللہ ہم نے قدم اٹھا لیا ہے، اور چل نکلے ہیں، وقت آئے گا،

اپنے حق کو چھین کر لیں گے، جیسے لینے کا ان شاء اللہ حق ہوتا ہے،

آیئے بات کو سنیئے، سمجھئے!

جو بات میں بیان کرنا چاہتا ہوں، کان رکھیئے اور ٹھنڈے دماغ سے سنیئے!

میں نے ایک دعویٰ کیا ہے، کہ مسلک اہل حدیث کی حقانیت میں کوئی شک نہیں، یہ میرا ایمان اور میرا عقیدہ ہے، اور دلائل کی روشنی ہے، باقی دنیا میں کوئی فرقہ نہیں جو اپنے سینے پر ہاتھ مار کر کہہ سکے کہ ہم اہل حق ہیں، اور ہماری ہر بات قرآن اور پیغمبر ﷺ کی حدیث سے ثابت ہے، اہل حدیث کی حقانیت میں کوئی شک نہیں،

یہ دعویٰ ہے، اور دعویٰ وہ صحیح نہیں ہوتا، جس میں دلیل موجود نہ ہو، ہر مدعی پر دلیل لازم ہے، اور دلیل قرآن ہے، اور نبی رحمت ﷺ کی حدیث دلیل ہے، اہل حدیث کے ہر عقیدہ اور عمل قرآن اور حدیث اور جو کچھ حدیث سے ثابت ہے، دلائل موجود ہیں، کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں، کوئی ایک عمل بھی ایسا نہیں،

توجہ فرمائیں،

سرور کائنات جناب محمد ﷺ نے حق والے گروہ کی کچھ علامات کچھ نشانیاں بیان فرمائی ہیں، جامع ترمذی کی حدیث ہے،

سنیئے!

آپ ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم سنو، میری امت عنقریب تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، کتنے فرقوں میں؟ تہتر، تہتر فرقوں میں، بہتر جہنم میں جائیں گے، جہنم میں کتنے جانے ہیں؟ بہتر،

یہ ایسی حدیث ہے، جس پر ہر گروہ کا ایمان ہے، یہ حدیث تو جنوں کو بھی یاد ہے، جب بیٹھے ہو تو کہتے، ہو، نا مولوی جی ہم کس طرح جائیں، نبی پاک ﷺ فرما گئے تھے، فرقے بنتے ہیں، یہ وہی حدیث ہے، میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، بہتر جہنم میں جائیں گے، ایک جماعت جنت میں جائے گی،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! تہتر میں سے جو جماعت جنت میں جانی ہے، اس کی کوئی علامت، اس کی کوئی نشانی، اگر ہماری زندگی میں ایسی بات ہو جائے، تو ہمیں پتہ چل جائے، کہ بس یہ گروہ سچا ہے، اس کی کوئی نشانی بتا دیں، اس کی کوئی علامت بتا دیں، نبی رحمت ﷺ نے فرمایا، ہاں جو گروہ اہل حق کا جنتی ہوگا، اس کی علامت اور نشانی یہ ہوگی،

((مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ))

کہ آج جس عقیدہ پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، جو جماعت اس عقیدہ پر ہوگی، وہ جماعت حق ہوگی، لہٰذا حدیث سے ثابت کیا ہوا ہے، توجہ میری طرف! اٹھنا نہیں، آنا جانا نہیں، جس کو کوئی ضروری کام ہو، وہ مجھ سے پوچھ کر جائے، ایک انگلی کھڑی کرے، کہ کہیں جا رہا ہوں، اور اگر پکا جانا چاہے تو پورا ہاتھ کر کے کہ میں بس اب دل بھر گیا ہے، ایسے کسی نے نہیں جانا،

یہ تمہیں کسی نے نہیں سنایا، کہ جب مجلس لگی ہو جو مجلس میں کوئی گفتگو کر رہا ہے، امیر ہے، اس کی اجازت کے بغیر جانا جائز نہیں، اٹھا نہیں جا سکتا، حدیث کی مخالفت ہے، جس کو کوئی تنگی ہے، پریشانی ہے، وہ مجھ سے پوچھ کر جائے،

میں تم سے پوچھ کر آیا ہوں، یا ایسے ہی آ گیا ہوں، تم سے پوچھ کر آیا ہوں نا کہ میں تمہارے گاؤں میں آ سکتا ہے، تم بغیر پوچھے، گھر کیوں جاتے ہو، تم مجھ سے زیادہ سوہنے ہو؟

توجہ میری طرف، غور فرمائیں!

سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے حق والے گروہ کی علامت اور نشانی بیان فرمائی ہے، کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم تہتر میں سے بہتر جہنم میں جائیں گے، اور ایک جماعت جنت میں جائے گی، کون سی؟

((مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ))

جس پر آج میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، جو جماعت اس عقیدہ پر ہوگی، وہ جماعت حق ہے، اب یہ تم نے ڈھونڈنا ہے کہ وہ کون سی جماعت ہے، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدہ پر

قائم ہے، جس پر مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، جو جماعت اس عقیدہ پر ہے، وہ سچی ہے، وہ کون سی ہے، تلاش کیجیے،

((مَا اَنَا عَلَیْهِ ……))

بولو،

((مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ))

جس چیز پر میں اور میرے، تم سمجھے نہیں، نبی پاک ﷺ نے ایک گروہ یہاں پر ہی فارغ کر دیا ہے،

((مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ))

اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو نہیں مانتا، جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو نہیں مانتا، وہ حق پر تو ہو نہیں سکتا، اور حق پر ہونے کے لیے ضروری ہے،

((مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ))

جس چیز پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو نہیں مانتا، وہ حق پر، ایک تو پہلی حدیث میں ہی فارغ ہو گیا ہے، پیچھے رہ گئے دو، وہ ان شاء اللہ سوا ایک بجے تک میں نے نکال دینے ہیں، اور پیچھے تم نے ہی رہ جانا ہے، ان شاء اللہ،

توجہ فرمائیں!

((مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ))

جس چیز پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو نہیں مانتا، وہ اہل حق نہیں، جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ کے ایمان کا ہی انکاری ہے، گویا وہ اہل حق نہیں، جو امی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا، میمونہ رضی اللہ عنہا، سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عظمت کا انکاری ہے، گویا وہ مومن نہیں، دائرہ اسلام میں ہی نہیں،

جو شخص سیدنا بلال رضی اللہ عنہ، سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عظمت و ایمان، دیانت و امانت کا انکاری ہے، ایسا شخص، مومن مسلمان، اہل

حق میں اس کا شمار نہیں ہوتا، لہٰذا وہ گروہ میں نے نام کسی کا بھی نہیں لینا، اور گفتگو اتنی آسان ہوگی، کہ تم سمجھ جاؤ گے، کہ کس کو چھیڑ رہا ہے،

عوام میں اصل میں یہ بات مشہور ہے نا، کہ اپنا مسلک چھوڑو نہیں، اور کسی کے مسلک کو چھیڑو نہیں، بہت گندہ جملہ ہے، بہت غلط جملہ ہے، اپنا مسلک چھوڑو نہیں، کسی کے مسلک کو چھیڑو نہیں، یہ کوئی جملہ ہے، یہ جملہ اس طرح ٹھیک ہے، کہ اپنا مسلک چھوڑو نہیں، دوسرے کے مسلک کو چھوڑو نہیں،

ایسے ٹھیک ہے، اپنا مسلک چھوڑو نہیں، دوسرے کو چھوڑو نہیں، نہیں نہیں، سمجھ آئی، چلو آ گئی ہے، اپنا مسلک چھوڑنا نہیں اور دوسرے کو چھوڑنا ہی نہیں، حق کو چھوڑنا نہیں، اور باطل کو بھی ان شاء اللہ چھوڑنا نہیں، حق کو ویسے نہیں چھوڑنا، باطل کو ویسے نہیں چھوڑنا،

توجہ فرمائیں! نبی رحمت ﷺ نے وضاحت فرمائی ہے، کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کا قائل نہیں، وہ اہل حق نہیں ہوسکتا، سیدھی سی بات ہے، طے شدہ بات ہے، پیچھے تمہارا گاؤں، بستی، علاقے میں کتنے گروہ ہیں، یہ تمہیں پتہ ہے، میں علامات بتاتا جاتا ہوں، فٹ تم خود کرتے جانا، ڈھونڈتے خود جانا کہ کس کس پر فٹ ہو رہی ہے،

اگر میں نام لوں گا، تو پرچہ مجھ پر ہو جائے گا، اگر تم فٹ کرو گے تو سب کا اکٹھا ہوگا، میں صرف علامات بتاتا جاؤں گا، تم غور کرتے جاؤ، بات کو سمجھیں،

نبی رحمت ﷺ کی زبان سے نکلا ہوا جملہ غلط نہیں ہوسکتا، نہیں ہوسکتا، محبوب ﷺ نے جو فرمایا ہے، سچ فرمایا ہے، آپ ﷺ کی زبان معصوم ہے، آپ ﷺ کا دل، آپ ﷺ کی سوچ اور فکر معصوم ہے،

لہٰذا پیغمبر ﷺ کی زبان سے نکلنے والا جملہ حق اور صحیح ہوتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، تہتر فرقوں میں سے بہتر جہنم میں اور ایک جماعت جنت میں جائے گی،

یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سی ہے؟ فرمایا،

((مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ))

جس چیز پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، جس چیز پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم، کس چیز پر تھے؟

حدیث پاک پر غور کیجیے!

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے جا رہے ہیں، جس سے یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر جا رہے ہیں، فرمایا،

((تَرَكْتُ فِيكُمْ اَمْرَيْنِ))

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم، میں جا رہا ہوں، اور تمہارے لیے دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت،

لیکن یاد رکھیے!

میں ان دونوں چیزوں کو چھوڑنے کے ساتھ ساتھ تمہیں ایک خبر بھی دے دوں، خوشخبری دے رہا ہوں، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی، وہ کون سی؟

((لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا))

جب تک تم ان دو چیزوں کو تھام کر رکھو گے، تم ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتے، جس جماعت کے پاس دو چیزیں ہیں، کتاب اللہ اور سنت، اللہ کی کتاب اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، وہ گمراہ نہیں ہوسکتا، یہ کس نے فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے،

لہٰذا اہل حدیث نے ان دونوں چیزوں میں کسی ایک چیز کو ہٹایا نہیں، اور کوئی تیسری چیز ساتھ نہیں ملائی، اسی چیز پر قائم ہیں، بعض فرقوں نے ان دو چیزوں میں سے ایک کو چھوڑا ہے، بعض نے تیسری چیز ملائی، اہل حدیث،

((لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا))

پر آج بھی کھڑا ہے، پورے اجماع کو کھلی دعوت، اگر کوئی قرآن پاک میں ایسی آیت موجود ہے، جو اہل حدیث کے عمل میں، عقیدہ میں نہ ہو، کوئی حدیث صحیح ایسی لائیے، جو اہل حدیث کے عقیدہ میں، عمل میں نہ ہو، میں ابھی ماننے کے لیے تیار،

یا مجھے اجازت دیجئے کہ ہر فرقہ کے بارے میں ثابت کر سکتا ہوں، کہ ہر فرقہ نے کئی آیات کو علامت میں لکھا ہے، لیکن عملی طور پر چھوڑا ہے، کئی فرقوں نے کئی علامات کو چھوڑا ہے،

میں پوچھنا چاہتا ہوں، کیا قرآن پاک میں آیت مبارکہ نہیں،

﴿قُلْ إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (الکھف:۱۱۰)

اس آیت کا معنی کیا ہے، گویا یہ گروہ جان بوجھ کر ان آیات کو چھوڑ چکا ہے،

قرآن پاک کی ایک اور آیت:

﴿لَآ أَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ (الانعام:۵۰)

محبوب ﷺ! اعلان کیجیے، میں غائب نہیں جانتا،

وہ کون سا طبقہ ہے، جس نے پیغمبر ﷺ کے علم الغیب ہونے کا دعویٰ کیا ہوا ہے؟

جو اس آیت کو چھوڑ چکا ہے، قرآن پاک کی آیت ہے،

﴿قُلْ إِنِّيْ لَآ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا﴾ (الجن:۲۱)

محبوب ﷺ اعلان کیجیے، میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں،

وہ کون ہے؟ جس نے اس آیت کو چھوڑ کر پیغمبر ﷺ کے مختار کل، حاجت روا، مشکل کشا ہونے کا عقیدہ بنا کر امت کے سامنے پیش کیا ہے، کیا قرآن پاک میں یہ آیت موجود نہیں،

﴿وَمَآ أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ۝﴾ (فاطر:۲۲)

اے میرے محبوب ﷺ! قبر والے، آپ ﷺ کی فریاد کو نہیں سنتے، وہ کون سا طبقہ ہے، جس نے کہا، نہیں، قبر والے ہر حالت میں انسان کی حالت سے آگاہ واقف ہیں، وہ ہماری پکار اور ہماری حالت، کیفیت اور مجبوری کو جانتے ہیں، اور سمجھتے ہیں، بتلائیے، قرآن پاک میں آیت نہیں،

﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ (النمل:۸۰)

اے محبوب ﷺ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے، وہ کون ہے، جس کا عقیدہ ہے کہ مردے

فریاد سنتے ہیں، آیئے، کیا قرآن پاک میں یہ آیت موجود نہیں کہ۔

﴿وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (الاحزاب:٦)

پیغمبر ﷺ کی بیویاں، مومنوں کی مائیں ہیں، وہ کون ہے جو امی عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، میمونہ رضی اللہ عنہا، جویریہ رضی اللہ عنہا کو امہات المؤمنین کا درجہ نہیں دیتا، قرآن اعلان کرتا ہے،

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ﴾ (الاحزاب:٥٩)

اے میرے محبوب ﷺ، اپنی ساری بیویوں اور ساری بیٹیوں سے فرما دیں، کہ آج کے بعد پردہ کیا کرو، قرآن پیغمبر ﷺ کی بیویوں کا ذکر کرتا ہے، ہمارے ملک میں عقیدہ ہے، کہ نہیں، پیغمبر ﷺ کی چار بیٹیاں نہیں، ایک بیٹی ہے، قرآن بنتک کہتا ہے، بنتك کہتا ہے، وہ کون سا طبقہ ہے، جس نے قرآن پاک کی آیت کا صحیح معنوں میں انکار کیا ہے؟

میرا دعویٰ ہے، اس پاکستان میں کوئی فرقہ بھی ایسا نہیں، جس نے قرآن پاک کی بیسیوں آیات کو چھوڑ نہ دیا ہو، پیٹھ پیچھے رکھ کر عقیدہ اس کے خلاف نہ بنایا ہو، اور واحد گروہ اہل حدیث کا ہے، اگر کسی ماں کے لال میں ہمت اور جراءت ہے، تو میری بات پر غور کریں، سنیں، اور قبول کر لیں۔

اگر بات میں کوئی ابہام نظر آئے، تو سوال بھیجے، سوال کرے کہ نہیں نہیں، اہل حدیث فلاں آیت قرآن پاک میں موجود ہے لیکن اہل حدیث نے آج اس آیت پر عمل نہیں کیا، آیت کے مطابق عقیدہ نہیں بنایا،

آیت کا معنی تقریر میں بیان نہیں کیا، کوئی ماں کا لال، ایک آیت ثابت نہیں کر سکتا، کیا رفع الیدین کے بارے میں پانچ سو احادیث، جناب اہل رائے چھوڑ نہیں چکے، چھوڑ چکے ہیں، تیس احادیث مغرب سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنے کے بارے میں پیغمبر ﷺ کی موجود ہیں، اہل حدیث کے سوا کوئی ماننے والا نہیں،

پاؤں سے پاؤں ملانے کی حدیث بخاری میں ہے، اہل حدیث کے علاوہ کوئی ماننے والا نہیں ہے، آمین بالجہر کی حدیث بخاری میں ہے، اہل حدیث کے علاوہ کوئی ماننے والا نہیں

ہے، آٹھ تراویح کی حدیث صحیح البخاری میں ہے، اہل حدیث کے علاوہ کوئی ماننے والا نہیں ہے، دوہری اذان کی حدیث ابوداؤد میں ہے، اہل حدیث کے علاوہ ماننے والا کوئی نہیں ہے،

سحری کی اذان کا تذکرہ صحیح البخاری میں ہے، اہل حدیث کے علاوہ کوئی ماننے والا نہیں ہے،

حمداً کثیراً کی حدیث صحیح البخاری میں ہے، اہل حدیث کے علاوہ پڑھنے والا کوئی نہیں ہے،

ایک وتر کی حدیث صحیح البخاری میں ہے، اہل حدیث کے علاوہ ماننے والا کوئی نہیں ہے،

پانچ وتر کی حدیث صحیح البخاری میں ہے، اہل حدیث کے علاوہ کوئی ماننے والا نہیں ہے،

سات اور نو وتر کی حدیث صحیح البخاری میں ہے، اہل حدیث کے علاوہ ماننے والا کوئی نہیں ہے،

فاتحہ پڑھنے کی حدیث صحیح البخاری میں ہے، اہل حدیث کے علاوہ پڑھنے والا کوئی نہیں ہے،

پھر مجھے کہنے دو، ہر باطل فرقہ نے کئی آیات کو چھوڑا ہے اور کسی فرقے نے کئی احادیث کو چھوڑا ہے، رب کے قرآن کی ہر آیت پیغمبر ﷺ کی ہر حدیث صحیح پر، اگر اس رب کی زمین پر کوئی مسلک آج بھی کھڑا ہے، تو صرف اہل حدیث ہی کھڑا ہے،

((لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا))

توجہ میری طرف رہے، سنیئے، توجہ فرمایئے،

((لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا))

میرے تمہارے پیرو مرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا، ہرگز تم گمراہ ہو سکتے، جب تک قرآن وسنت کو تھام کر رکھو گے یہ حدیث بشارت ہے، اہل حدیث کے بارے میں، کہ ہم گمراہ؟ ہم کس چیز پر قائم ہیں، قرآن پاک نے کیا فرمایا ہے،

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا﴾ (النساء:٦١)

سارے آ جاؤ، ہر فرقے کو اللہ بلا رہا ہے،

﴿تَعَالَوْا﴾

آ جاؤ،

﴿تَعَالَوْا﴾

کا کیا معنی ہے؟ اس لفظ کو بہت یاد کرنا، صبح جب اٹھو، نا، باہر نکلو، جو نظر آئے تو کہنا،

﴿تَعَالَوْا﴾

﴿تَعَالَوْا﴾

وہ منہ اٹھائے گا، کدھر بلا رہا ہے، آگے پھر پتہ کیا کہنا ہے،

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا﴾ (النساء:٦١)

اللہ تعالیٰ کے قرآن کی طرف آ جاؤ، پیارے حبیب جناب محمد ﷺ کی حدیث کی طرف آ جاؤ، یہی میں پیغام دینا چاہتا ہوں، لڑو نہیں،

﴿تَعَالَوْا﴾

جھگڑو نہیں،

﴿تَعَالَوْا﴾

اختلاف نہ ڈالو،

﴿تَعَالَوْا﴾

فتنہ فساد نہ ڈالو،

﴿تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا﴾ (النساء:٦١)

ایک اور آیت پر غور کیجیے!

قرآن پاک نے کیا اعلان فرمایا ہے؟

میں مسلک اہل حدیث کو حق کیوں سمجھتا ہوں، یہ ساری علامات، مسلک اہل حدیث میں موجود ہیں، قرآن پاک کی ایک آیت سنیے، فرمایا،

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾

(النساء:۵۹)

فرمایا، اے ایمان والو، اللہ کی بات مانو، رسول اللہ ﷺ کی بات مانو،

﴿وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾

ائمہ کرام کی بات مانو، بزرگان دین کی بات مانو، مقتدین عظام کی بات مانو، اپنے بڑوں کی بات مانو، اپنے حکمران کی بات مانو، کون سی؟

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾

اگر تمہارا تنازعہ ہو جائے، امام سے پھر، امام کی بات چھوڑ کر رب کی مانو، رسول اللہ ﷺ کی مانو، بتلاؤ، اس آیت پر اہل حدیث کے علاوہ اور کون عمل کر سکتا ہے، جو حنفی ہے، وہ مقلد ہو کر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے تنازعہ کر سکتا ہے؟

جب تک مقلد ہے، تنازعہ؟ اگر تنازعہ نہیں ہوا، تو تقلید نہیں گئی، تنازعہ ہوا نہیں، تقلید گئی نہیں،

ایک بندہ مجھے کہنے لگا، تم کون ہو؟ میں نے کہا، تم کون ہو؟ کہتا، آپ بتاؤ، میں نے کہا، ہم تو اہل حدیث ہیں، کہتا، آپ اہل حدیث نہیں، میں نے کہا، پھر کون ہیں، کہتا، آپ مقلد ہیں، میں نے کہا، ہم مقلد ہیں؟ کہتا جی، میں نے کہا، ہم تو مقلد نہیں، کہتا، نہیں تو پھر غیر مقلد ہو گئے، میں نے کہا، ہم غیر مقلد بھی نہیں، کہتا، آپ کون ہو؟ میں نے کہا، اہل حدیث، کہتا، مقلد کون ہے؟

میں نے کہا، تم، کہتا، غیر مقلد کون ہے؟ میں نے کہا، تم، کہتا، وہ کیسے، میں نے کہا،

تمہیں پتہ ہو، مقلد بھی تم ہو، غیر مقلد بھی تم ہو، ہم تو اہل حدیث ہیں، کہنے لگا، نہیں نہیں، آپ غیر مقلد ہیں، میں نے کہا، نہیں، تم ہو، کہتا، مقلد؟ میں نے کہا، تم ہو، کہتا، غیر مقلد، میں نے کہا، نہیں تم ہو، کہتا مقلد؟ میں نے کہا، تم ہو، کہتا، غیر مقلد، میں نے کہا، تم ہو،

کہتا، وہ کس طرح؟ میں نے کہا، بچہ ہائی سکول میں دخل کروایا جائے، چھٹی ساتویں کلاس میں ہیڈ ماسٹر کے پاس جا کر بیٹھے اور ہیڈ ماسٹر سے جا کر کہے، کہ یہ بچہ سکول داخل کر لیا، آٹھ دس دن گزرے، ابا دوبارہ ہیڈ ماسٹر کے پاس آیا، سناؤ، جی، میرا بچہ سکول آ رہا ہے، جی آ رہا ہے، حاضر ہے، جی حاضر ہے، کہاں ہے، جی وہ کلاس میں بیٹھا ہے،

حاضر ہے، جی حاضر ہے، جس دن وہ سکول جائے، حاضر ہے، اور جس دن نہ جائے، غیر حاضر ہے، ایک بندہ جائے، سکول پر ہیڈ ماسٹر سے کہے، میرا بچہ سکول حاضر ہے، کون سی کلاس میں پڑھتا ہے، کسی میں بھی نہیں، داخل، کب ہوا، ہوا ہی نہیں، سکول بھی بھیجا تھا، نہیں، کہاں رہتا ہے؟ گھر، کہاں سے پوچھنے آئے ہو؟ سکول سے،

یہاں تو حاضر ہے، غیر حاضر تو وہ ہوتا ہے، جو داخل ہو، جو داخل نہیں، وہ حاضر بھی نہیں، اور غیر حاضر بھی نہیں، ہم تو تقلید والے سکول کبھی گئے ہی نہیں، ہم اس سکول پڑھتے ہی نہیں، ہم نے اس سکول میں نام رجسٹرڈ کروایا ہی نہیں، ہم حاضر کیسے، فرما، کیسے ہم مقلد، کیسے غیر مقلد؟ مقلد بھی تم ہو، غیر مقلد بھی تم ہو،

امام کی بات مانو، تب مقلد ہوتے ہو، جب چھوڑ دو؟ اب ہم دونوں کام تمہارے ہیں، ہم سکول ہی نہیں گئے، ہم نے ایک ہی سکول دیکھا ہے، کون سا؟

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ (آل عمران: ۳۱)

ہم تقلید والے سکول پڑھے ہی نہیں، جب ہم گئے نا، تقلید والے سکول، کہ داخل کروانے، باہر سہولیات پڑھی کہ اس سکول میں یہ یہ سہولیات ہیں، ہم پڑھ کر وہاں سے واپس آ گئے، یہاں بچہ خراب کرنا ہے، داخل کروانے کی کیا ضرورت ہے، اگر سہولیات پڑھ کر داخل ہی نہیں کروا سکے، ہمیں یہ اتنا پیارا سکول مل گیا ہے، مدرسہ مل گیا ہے، کون سا؟

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌo﴾ (آل عمران:۳۱)

آیئے جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں!

کہ اہل حدیث مسلک کی حقانیت میں کوئی شک و شبہ نہیں، وہ علامات جو پیغمبر ﷺ نے حق والے گروہ کی بیان فرمائی ہیں، وہ اللہ کی رحمت سے اہل حدیث میں پوری اترتی ہیں، ہر وہ علامات اہل حدیث میں پائی جاتی ہیں، جو پیغمبر ﷺ نے بیان فرمائی ہیں، قرآن نے بیان فرمائی ہیں، قرآن کیا کہتا ہے،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ﴾

اے ایمان والو! اگر امام سے تنازعہ ہو جائے تو امام کی بات چھوڑ دو، حنفی امام کی بات نہیں چھوڑتا، شافعی امام کی بات نہیں چھوڑتا، مالکی امام کی بات نہیں چھوڑتا، حنبلی اپنے امام کی بات نہیں چھوڑتا، جعفری اپنے امام کی بات نہیں چھوڑتا، جب یہ سب نہیں چھوڑتے،

وہ کون سا طبقہ ہے، جو امام کی بات چھوڑ کر حدیث کی بات مانتا ہے،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾

اس آیت پر اہل حدیث کے علاوہ اللہ کی زمین پر کوئی عمل نہیں کرتا، یہ مقلد کے مزاج کے ہی خلاف ہے، یہ آیت مقلد کے مسلک کے خلاف ہے،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًاo﴾

(النساء:۵۹)

سنو، تہتر گروہوں میں سے بہتر؟ کہاں جانے ہیں؟ توجہ ہے، ماشاء اللہ، بہتر جہنم میں، ایک جماعت جنت میں، بہتر جہنم میں، ایک جماعت جنت میں، ایک جگہ پر میں نے مسلک اہل حدیث بیان کیا، ایک مولوی تھا، سنا بہت پریشان ہوا، کہتا، اس مولوی سے پوچھو، بس آپ کہتے ہو، اہل حدیث ہی اہل حق ہیں،

جنت میں بھی اہل حدیث ہی جائیں گے، اور جنت تو بہت بڑی ہے، آپ سے بھر جائے گی، آپ تو بالکل تھوڑے سے ہیں، آپ تھوڑے سے ہیں، آپ سے جنت بھر جائے گی، میں نے کہا، مولوی صاحب، ان شاء اللہ بھر جائے گی، کہتا، وہ کیسے؟

میں نے کہا، بخاری میں لکھا ہے، بھر جائے گی، ان شاء اللہ، کہتے، وہ کیسے، میں نے کہا، جنت میں پتہ کتنے جانے ہیں؟ کہتا، بتاؤ، میں نے کہا، ہزار میں سے ایک بندہ، نو سو ننانوے جہنم میں اور ہزار کا آخری بندہ کہاں جانا ہے؟ میں نے کہا، دیکھ لو، ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم میں اور ایک بندہ جنت میں، میں نے کہا، ایسے ہی حدیث ہے، بخاری میں؟ ہے نا؟ کہتے جی، میں نے کہا، دیکھ لو، کیسے دونوں طرف پورے ہیں، تم ادھر پورے ہو، ہم ادھر پورے ہیں، ہزار میں سے ایک بندہ جو جانا ہے، ہزار میں سے کتنے بندے جانے ہیں، ایک بندہ، میں نے کہا، پھر غور کر لو، کام پورا ہوا پڑا ہے،

قرآن پاک کی ایک اور آیت پر غور فرمائیں، فرمایا،

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَo﴾ (الانعام:۸۲)

فرمایا، ہدایت یافتہ وہ ہیں، سچا گروہ وہ ہے جن کے عقیدہ میں شرک موجود نہیں، قرآن پاک کا ساتواں پارہ ہے، جن کے عقیدہ میں شرک موجود نہیں، اللہ کی رحمت ہے، اہل حدیث کے عقیدہ میں شرک آج تک ہمیں کسی نے مشرک کہا ہے؟

کوئی سنا سکتا ہے، کہ اہل حدیث شرک کرتے ہیں، نہیں نہیں، اہل حدیث کے عقیدہ میں شرک موجود نہیں، اور اہل حق کا گروہ کون سا ہے؟ جن کے عقیدہ میں شرک موجود نہیں،

﴿وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ﴾

(النساء:۵۹)

﴿وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًاo﴾ (النساء:۵۹)

حدیث پر غور کرتے جانا، نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں آپ ﷺ نے بڑی پیاری جو حدیث بیان فرمائی، اس پر غور کرنا، آپ ﷺ نے فرمایا، میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، بہتر جہنم میں، ایک جماعت جنت میں، محبوب ﷺ جی، کون سی؟ فرمایا،

((مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ))

جس چیز پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، اب میں سوال کرنا چاہتا ہوں، بتاؤ، سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کسی کے علم میں ہو، تو بیان کرے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایسے صحابی رضی اللہ عنہ کا نام بتلایئے، جو صحابی بھی ہو اور ساتھ ساتھ نجومی بھی ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی نجومی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی نجومی نہیں، اہل حدیث میں؟ بولو، اہل حدیث میں کوئی نجومی نہیں، وہ کون سے فرقے ہیں، جن میں نجومی موجود ہیں؟

وہ کون ہیں، جو کہتے ہیں، جو چاہو، سو پوچھو؟ چند منٹوں میں محبوب قدموں میں، جو چاہو، سو پوچھو،

میں پوچھنا چاہتا ہوں، نجومی کے بارے میں پیغمبر ﷺ کی حدیث کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، جو بندہ نجومی کے پاس جاتا ہے، اس کی بات کو تسلیم کرتا ہے، میری نبوت سے انکار کرتا ہے، نجومی کے پاس جانے والے بندے کا ایمان ختم ہو جاتا ہے، وہ بندہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے،

جو نجومی کے پاس جا کر ہاتھ دکھاتا ہے، اس کی بات کی تصدیق کرتا ہے، نجومی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی نجومی نہیں، اور اہل حدیث میں سے کوئی نجومی نہیں، اور حق والا گروہ کون سا ہے،

((مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ))

جس چیز پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، جو جماعت اس عقیدہ پر ہوگی، وہی جماعت حق ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی نجومی نہیں، اہل حدیث میں سے کوئی نجومی نہیں، پھر میں کہہ سکتا ہوں، اہل حدیث ہی اہل حق ہیں،

جو عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے، وہ عقیدہ اہل حدیث کا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی نجومی نہیں، اہل حدیث میں کوئی سے نجومی نہیں، مطابقت مطابقت،

((مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ))

جس چیز پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی نجومی نہیں، اہل حدیث میں کوئی نجومی نہیں، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کو آپ کے غلام نے مٹھائی پیش کی ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے مٹھائی شرینی کھالی تو غلام کہنے لگا، اے امیر المؤمنین! یہ پتہ ہے، مٹھائی کہاں سے آئی ہے؟ فرمایا، میں زمانۂ جہالت کا نجومی ہوتا تھا،

میں نے کہانت کی تھی، وہ پرانی شیرینی کسی نے بھیجی ہے، میں نے کہا، چلو امیر المؤمنین، کو بھی کھلا دیں، سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ نجومی کہانت کی مٹھائی آئی ہے، کیا فرمایا، اب کھالیں، جانے دو، تم قل شریک میں نیچے منہ کر کے بیٹھ جاتے ہو، نا، اہل حدیثو، ایسے نیچے منہ کر کے بیٹھے ہوتے ہیں،

ساتواں، چالیسواں، یہ، سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا ہے، میرے پیٹ میں نجومی پن کی کہانت کی مٹھائی چلی گئی ہے، صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلی منہ میں ڈال لی اور قے کر کے باہر پھینک دی ہے، کہ یہ نجومی والی مٹھائی میرے دل میں، میرے وجود میں، میرے پیٹ میں، میرے وجود کا حصہ نہیں بنی چاہیے، باہر پھینک دی ہے،

یہی عقیدہ اہل حدیث کا ہے، کہ غیر اللہ کی نیاز کھانی نہیں، غیر اللہ کی نیاز نہیں کھانی، غیر اللہ کی نذر، غیر اللہ کی نیاز نہیں کھانی، اگر بھول کر کھا بیٹھے، نہ پتہ چلے، کوئی دے جائے کھا لے تو پہلے تو دیکھے کہ دینے والا کون ہے؟ اگر دینے والا دیسا ہے، تو پھر مٹھائی بھی ویسی ہوتی ہے، اگر پتہ نہ چلے، کھا بیٹھے، تو پتہ چل جائے،

پھر بھی سنت صدیقی رضی اللہ عنہ کیا ہے، کہ منہ میں انگلی ڈل کر قے کر دے، لیکن حرام کا لقمہ اپنے پیٹ میں نہ رہنے دے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نجومی کہانت کی مٹھائی نہیں کھائی، اگر کھا بیٹھے ہیں، تو باہر نکال کر الٹی کر دی ہے، قے کر دی ہے، باہر پھینک دی ہے،

یہ میں بیان کرنا چاہتا ہوں، کہ حق والا گروہ تہتر میں سے بہتر جہنم میں، ایک گروہ جنت میں، کون سا ہے؟

((مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ))

جس چیز پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیا کرتے تھے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک درخت تھا، جس کے نیچے نبی پاک ﷺ نے آرام کیا تھا، جس کا ذکر قرآن پاک میں آتا ہے،

﴿تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ (الفتح:۱۸)

درخت کے نیچے جب بیعت لی، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ کو پتہ چلا کہ وہ درخت جس کے نیچے نبی پاک ﷺ نے آرام کیا تھا، لوگوں نے اس درخت کی ٹہنیاں توڑ کر کھانی شروع کر دیں، پتے کھانے شروع کر دیئے، ساتھ کپڑے کے ٹکڑے باندھنے شروع کر دیئے، درخت بہت پیارا ہے، حضور ﷺ اس کے نیچے بیٹھے رہے،

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، میرے ساتھیو، جاؤ، اس درخت کو جڑ سے اکھیڑ دو، اکھیڑ دیا گیا ہے، اس درخت کو جلا دو، اور اس کی راکھ کو اڑا دو، جو لوگوں کا عقیدہ برباد کر رہا ہے، وہ درخت نہیں رہنا چاہیے، صحابہ رضی اللہ عنہم کیا کرتے تھے، جو درخت عقیدہ خراب کرتا تھا، وہ درخت کو اکھاڑ دیتے تھے، اور آج، آج کون اکھیڑتا ہے؟ بولا، ٹالی کس نے اکھیڑی ہے؟ اوکاڑہ کی بیری؟ ٹالی،

اہل حدیثوں نے اکھیڑ دی ہے نا؟ لاکھ روپیہ بھی لیا ہے، اللہ کی رحمت سے، لاکھ روپیہ لیا ہے، لاکھ، اللہ کی قسم ہے لاکھ روپیہ لینے میں بڑا مزہ ہے، لاکھ روپیہ بھی لیا ہے، وہ ساتھی کہنے لگا، جو ٹالی کاٹ لے، ہم اہل حدیث بھی ہو جائیں گے، تو میں نے کہا، ٹھیک ہے، کہتے، شاہ جی، سوچ رہے ہیں، کچھ ہو نہ جائے، کاٹنے جائیں، سنا ہے، بابا ٹانگیں توڑ دیتا ہے، ہاتھ توڑ دیتا ہے، تو کچھ ہو نہ جائے،

تو میں نے کہا، اب تک کہتے ہو، کچھ نہیں ہوتا، اب ڈرتے ہو، جاؤ، کچھ نہیں ہوتا، خیر

اہل حدیث گئے، انہوں نے جناب وہ ٹالی والی سی ڈی دیکھ لو، نا، اعلان ہوتا ہے، حضرات جو بابا کو مانتا ہے، ادھر ہو جائے، جو اللہ کو مانتا ہے، ادھر ہو جائے، ان بیوقوفوں کو اتنا بھی نہیں پتہ کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں، کہتے ٹھیک ہے جی،

بابا والے ادھر ہو جاؤ، اللہ والے ادھر ہو جاؤ، اب بابا والے ادھر ہو گئے، اللہ والے ادھر ہو گئے، میں نے کہا، اب میں درمیان میں ہوں، اور پڑھوں،

﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ﴾ (یس:۵۹)

اے مجرمو، الگ ہو جاؤ، سائیڈ پر ہو جاؤ، علیحدہ ہو گئے، اور اہل حدیث آ گئے، اہل حدیثوں کے ہاتھ میں پتہ کیا تھا، وہ کلہاڑی، ٹوکہ نہیں کلہاڑا، اہل حدیثوں کے ہاتھ میں پتہ کیا تھا، وہ کلہاڑی، ٹوکہ نہیں کلہاڑا، اہل حدیثوں کے پاس کلہاڑا تھا، ٹوکہ تو چلتا نہیں، اہل حدیث پکڑاتے بھی نہیں،

اہل حدیث جب کلہاڑے لے کر، آری لے کر شروع ہوئے، تو ٹالی کو اکھیڑا اور تیس چالیس منٹوں میں اکھیڑ کر ٹرالی میں پھینکی، اور لے گئے سانگلہ شہر میں، مسجد میں جا کر رکھی، پھر اس مسجد میں جہاں ابھی بھی ٹالی کی ایک جڑ پڑی ہے، جس نے دیکھنا ہو، میرے ساتھ چلے، میں دکھا دوں،

سانگلہ سے ساتھی آئے تھے، وہ اب چلے گئے ہیں، کچھ تمہارا جلسہ سن کر بھاگے ہیں، پھر وہاں جلسہ میرا تھا، ٹالی کاٹنے کے بعد، چند دنوں بعد پھر جلسہ تھا، میری تقریر تھی، میں نے کہا، اللہ کے بندو، لاکھ روپیہ دے کر ٹالی اکھیڑی ہے، میں نے کہا، آگے جس جس قبر سے کٹوانا چاہو، ہم حاضر ہیں، پچیس پچیس ہزار میں،

میں نے کہا، یہ تو لاکھ میں کاٹی ہے نا، آگے پچیس پچیس ہزار، ریٹ ڈاؤن کر دیتے ہیں، اگر حکومت کو سنبھال لو تو ان شاء اللہ مفت میں بھی کاٹنے کو تیار ہیں، یہ یوتھ فورس کے جوان، انہوں نے ان شاء اللہ کیا کام آنا ہے، اسی کام کے لیے ہی تو ہم نے ان کو تیار کیا ہے، میں نے کہا، کاٹ دیتے ہیں، ان شاء اللہ،

کہتے، حیرانگی کی بات ہے، میں نے کہا، کون سی حیرانگی؟ کہتے، بابا نے آپ کو کہا کچھ نہیں؟ میں نے کہا، تمہیں کیا کہتا تھا؟ کہتے، ہم جب جاتے تھے، ٹہنی توڑتے تھے، بابا ہماری ٹانگیں توڑ دیتا تھا، میں نے کہا، ولی کا ہی کام ہوتا ہے، یا ٹانگوں کو پڑتا ہے، یا ہاتھوں کو پڑتا ہے، یا ٹانگیں توڑ دیتا ہے، یا ہاتھ توڑ دیتا ہے، یہ ولی ہے،

کہتے، وہ بزرگ ہم پر تو بہت ناراض ہوئے تھے، میں نے کہا، ہم نے پتہ کیا کیا ہے، کہتے بتاؤ؟ میں نے کہا، ہم نے جناب ٹالی کاٹنے سے پہلے بابا جی سے رابطہ کیا تھا، کہتے، کہاں؟ میں نے کہا، قبر میں، اندر زندہ نہیں؟ کہتے، ہاں ہے تو زندہ، میں نے کہا، ہم نے پوچھا تھا کہ بابا جی، آپ نے سوکھی ٹالی کیا کرنی ہے؟

یہ پرانی ٹالی ہے، آ کے کس کام آنی ہے، یہ آگ جلانے کے کام آنی ہے، آپ کی قبر جنت کا باغیچہ ہے، وہاں آپ کو ضرورت ہی نہیں، آپ کی قبر تو جنت کا باغ ہے، وہاں آگ کی ضرورت نہیں، اگر اللہ نہ کرے، معاملہ الٹ ہے، تو وہاں آگ کی کمی نہیں، اگر قبر جنت کا باغ ہے، وہاں آگ کی؟

اور اگر اللہ نہ کرے، معاملہ الٹ ہو، تو پھر تو آگ کی ضرورت نہیں، وہاں ٹالی جلانے کی کیا ضرورت ہے، اوپر سے ان شاء اللہ آگ ہی آگ ہونی ہے، اور آپ نے سوکھی ہوئی ٹالی کیا کرنی ہے، ہمیں لاکھ روپیہ بھی ملتا ہے، تو لے جانے دو، بابا جی نے پتہ کیا فرمایا، کہتے، بتاؤ، بابا جی نے فرمایا، اہل حدیثو، تم اکھیڑ کر لے جاؤ، مجھے کوئی اعتراض نہیں،

لیکن میری ایک شرط ہو گی، جو مشرک ہوں گے ان، کو سائیڈ پر کر دینا، ہم نے کہا، مشرکوں تم سائیڈ پر ہو جاؤ، بابا تم سے بہت ناراض ہے، اگر کوئی پاس آیا، تو تمہاری ٹانگیں توڑ دے گا، ہمیں بابا نے کہا، تم ٹالی کاٹ کر لے جاؤ،

کہتے، اتنی جلدی کیسے کاٹی ہے؟ میں نے کہا، نیچے سے بابا نے ہاتھ مارا، ہم نے اوپر سے کھینچ لی ہے؟ کہتے ہیں کہاں لکھا ہے، میں نے کہا، جہاں وہ لکھا ہے، تمہارا تکا لگ جاتا ہے، ہم پر پابندی لگی ہے، میں نے کہا، ٹالی کاٹی ہے، اب ہم سے بابا راضی ہے، خوش ہے،

دل سے ہمارے ساتھ ہے، تمہاری ٹانگیں توڑتا تھا، ہمیں کچھ نہیں کہا،

یا یہ مان لو، کہ ہم پر راضی ہے، خوش ہے، اگر یہ نہیں مانتے، پھر اصل مان لو، حقیقت، کہتے کون سی؟ میں نے کہا،

﴿وَ مَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ۝ وَ لَا الظُّلُمٰتُ وَ لَا النُّوْرُ ۝ وَ لَا الظِّلُّ وَ لَا الْحَرُوْرُ ۝ وَ مَا يَسْتَوِي الْأَحْيَآءُ وَ لَا الْأَمْوَاتُ إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَ مَآ أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝﴾

(فاطر:۱۹-۲۲)

سنیئے!

جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم درختوں کو کاٹ دیتے تھے، جو جناب شرک کا ذریعہ بنتے تھے، آج درخت کون کاٹتا ہے؟

((مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ))

حق والا گروہ کون سا ہے؟ جو اس عقیدہ منہج پر ہے، جس عقیدہ پر میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں،

((وَاَصْحَابِيْ))

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں،

سنیئے!

ایک بات میں سمجھانا چاہتا ہوں، میرے تمہارے پیرومرشد جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی طرف گئے ہوئے ہیں، واپس آ رہے ہیں، بیت اللہ سے ابھی باہر ہیں، مکہ شہر سے باہر ہیں، مشرکین کے چھوٹے چھوٹے بچے کھیل رہے تھے، مشرکین مکہ کے؟ مشرکین؟ کوئی اور نہ سمجھنا، مشرکین مکہ کے،

میں نا اپنی مسجد میں فجر کے بعد درس دیتا تھا، تو میں اکثر یہ لفظ کہتا ہے، لفظ میرا تکیہ کلام تھے، مشرکین مکہ نے یہ کہا، مشرکین مکہ نے یہ کہا، مولوی نے میرے خلاف پرچہ دے دیا، اس نے کہا، جی ہمیں مشرک کہتا ہے، وہ ایس ایچ او نے مجھے بھی بلا لیا، اور مولوی صاحب کو بھی بلا

لیا، دو چار بندے، اس کے ساتھ تھے، دو چار میرے ساتھ تھے،

کہتے جی، تمہارے خلاف درخواست ہے، میں نے کہا، جی بتاؤ، کہتے، آپ نے ان کو مشرک کہا ہے، میں نے کہا، توبہ توبہ جی، میں نے تو نہیں کہا، کہتا، یار تم نے کئی بار کہا ہے، اسپیکر پر، اس وقت پابندی نہیں تھی، فجر کا درس ہوتا تھا، تم نے کئی بار کہا ہے، میں نے کہا، میں نے تو کبھی بھی نہیں کہا،

میں نے کہا، مولوی صاحب میں نے آپ کا نام لیا ہے، کہتا نہیں، میں نے کہا، مولوی صاحب سے پوچھو، میں نے تو مشرکین مکہ کہا ہے، میں نے مولوی کا نام تو لیا ہی نہیں، میں نے مولوی، آپ کا نام لیا ہے؟ نہیں، آپ کی مسجد کا؟ کہتے، نہیں، میں نے کہا، آپ کی انتظامیہ کا؟ کہتے نہیں، میں نے کہا، آپ کی گلی کا؟

کہتا نہیں، میں نے کہا، آپ کے محلے کا؟ کہتے نہیں، میں نے کہا، آپ کی تحصیل کا؟ کہتا نہیں، میں نے کہا، آپ کے ضلع کا؟ آپ کے صوبہ کا؟ آپ کے ملک کا؟ میں نے تو مشرکین مکہ کہا ہے، مولوی صاحب پتہ کیا کہتے تھے؟

مولوی صاحب کہنے لگے، بات سنو، ایس ایچ او صاحب، مولوی صاحب، اصل بات سنو، جب یہ مشرکین مکہ کہتا نا، اور اندر اندر سے یہ ہمیں کہتا ہے، اس کے دل میں ہم ہوتے ہیں، اس نے کہا، جاؤ، بے وقوف دل میں بھی داخل ہونے لگے ہو، میں نے کہا، نہیں جی، شاہ جی، آپ نے کہا ہے، میں نے کہا، نہیں جی، میں نے تو مشرکین مکہ کہا ہے،

اس نے کہا، مشرکین مکہ کو چھوڑنا نہیں اور ان کو کچھ کہنا نہیں، اس نے کہا، جاؤ، کہتا نہیں جی، اصل میں اس نے ہمیں ہی کہا ہے، ایس ایچ او نے کہا، اگر دل میں تمہیں کہتا ہو، تو میں کچھ نہیں کرسکتا، میں تو کوئی اوپر سے کہے تو کہہ سکتا ہوں، اگر زبان سے تمہیں کچھ کہتا ہے، تو ٹھیک ہے، اگر دل سے تمہیں کہے، مجھے نہ کہے، تو پھر میں کیا کرسکتا ہوں؟ دل پر پہرہ میرا تو نہیں ہے،

سنیئے! مشرکین مکہ کے چھوٹے چھوٹے بچے باہر پھر رہے ہیں تو نبی پاک ﷺ گزرے

تو پتہ بچے کیا کہنے لگے، وہ نبی پاک ﷺ جا رہے ہیں، مسلمانوں کے نبی ﷺ جا رہے ہیں، ساتھ بلال رضی اللہ عنہ جا رہا ہے، اور بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتا ہے، کس طرح اذان دیتا ہے،

((اللہ اکبر ، اللہ اکبر ، اللہ اکبر ، اللہ اکبر ،))

بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کی نقل مشرکین کے بچے اتار رہے ہیں، نبی پاک ﷺ کو محبت آ گئی، آپ ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم، ذرا آگے دوڑ کر ان بچوں کو پکڑ لو، چھوٹے چھوٹے بچے قرآن پڑھ رہے ہوں، تلاوت کر رہے ہوں، اذان دے رہے ہیں، تو اچھے لگتے ہیں، یا، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، پکڑ لو، ان کو،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آگے ہوئے، بچوں کو پکڑ لیا، نبی پاک ﷺ کے پاس لے آئے، آپ ﷺ نے ایک بچے کو پکڑا فرمایا، سناؤ، بلال رضی اللہ عنہ کیا کہتا ہے، سناؤ، اس نے اذان کہی، دوسرے نے کہی، ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں سب سے آخر پر تھا، بچہ تھا، تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا، ابومحذورہ بتاؤ بلال کیا کہتا ہے میں نے اذان کہی چونکہ آواز خوبصورت تھی آپ ﷺ نے انعام سے نوازا۔

کوئی اچھی نعت پڑھے، اچھی تلاوت کرے، اچھی تقریر کرے تو اس کو انعام دینا بھی پیغمبر ﷺ کی سنت ہے، اور تمہارے بچوں کی؟ تمہیں کوئی سمجھ نہیں آئی، حدیث کی، تم میں سے کوئی اہل حدیث، اہل سنت نہیں بیٹھا؟ کوئی اچھی اذان کہے، اچھی تقریر کرے، نعت پڑھے، تو اس کو انعام دینا بھی بولو؟

توجہ ہے ماشاء اللہ، غور فرمائیں!

جب ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے اذان کہی نا، ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے تو نبی پاک ﷺ نے انعام سے نوازا، انعام عطا فرمایا، سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، محبوب ﷺ جی، انعام بھی میں نے وصول کر لیا ہے، ایک اور بھی رحمت فرما دیں، فرمایا، ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کیا چاہتے ہو، فرمایا، محبوب ﷺ جی، جاتے وقت آپ ﷺ نے مدینہ چلے جانا ہے، مجھے بیت اللہ کا موذن بنا دیں، کہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ تم بیت اللہ میں اذان دیا کرنا،

نبی پاک ﷺ نے پتہ کیا فرمایا، آپ ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! یہ میرا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بیت اللہ کا مؤذن ہوا کرے گا، بلال رضی اللہ عنہ مدینہ میں اذان دیا کرے گا، مسجد نبوی اور ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بیت اللہ میں، مسجد حرام میں مکہ پاک میں دے گا، یہ بیت اللہ کا مؤذن ہوگا، بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کا مؤذن ہوگا،

یہ بیت اللہ کا مؤذن ہوگا، صرف ابو محذورہ رضی اللہ عنہ ہی نہیں، ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد بھی بیت اللہ کی مؤذن رہے گی، ابو محذورہ رضی اللہ عنہ خود بھی مؤذن، ان کی اولاد بھی، بیت اللہ کی مؤذن رہے گی،

اگر شک ہو تو چلیے، میرے ساتھ مدینہ پاک میں، مکہ پاک میں، اللہ تمہیں، مکہ مدینہ لے جائے، مکہ پاک میں جا کر تحقیق کرو،

دیکھئے سنیئے، پوچھیئے!

کہ کیا آج ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کے چشم و چراغ بیت اللہ کے مؤذن ہیں، یا نہیں، آج بھی ان کی اولاد میں سے، ایک نہ ایک، پانچ اذانوں میں سے ایک اذان ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کے چشم و چراغ دیتے ہیں، آج تک ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد بیت اللہ کی مؤذن رہی ہے اور ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو مؤذن کہہ کر نبی پاک ﷺ گئے ہیں،

میں سوال کرنا چاہتا ہوں!

میرے مصطفیٰ ﷺ سچے ہیں، آپ ﷺ کی سچائی میں کوئی شک نہیں، آپ ﷺ صادق ہیں، آپ ﷺ کی صداقت میں کوئی شک نہیں، آپ ﷺ امین ہیں، امانت میں کوئی شک نہیں، آپ ﷺ صاحب وحی ہیں، کاتب وحی ہیں، وحی کے بغیر بولتے نہیں، پیغمبر ﷺ نے جو فرمایا ہے، سچ فرمایا ہے،

ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اگر بیت اللہ کے مؤذن نہیں تو میں تمہارا مجرم، اگر ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد آج بیت اللہ میں مؤذن نہ ہو، تو میں مجرم، آیئے، میرے ساتھ مکہ پاک چلیں، آج ہی تحقیق کروانے کے لیے تیار! اور رب اکبر کی قسم ہے، یہ وہ وجہ ہے، جس وجہ سے میں سفروں کی

صعوبتیں برداشت کرتا ہوں، یہ وہ وجہ ہے، جس وجہ سے میں رات دن کا سفر کر کے تمہارے مسلک کی حقانیت بیان کرنے کے لیے لوگوں کو دشمن بنایا ہے،

اسی مسلک کے لیے ہتھکڑیاں پہنی ہیں، اس مسلک کے لیے جان ہتھیلی پر رکھ کر پھرتے ہیں، اس مسلک کے لیے لوگوں کو جناب اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پھرتے ہیں، اس مسلک کے لیے لوگوں کو جناب اپنی جان پر کھیل کر بھی جناب لوگوں نے مختلف انداز میں دھمکیاں دی ہیں، سب کچھ قبول کیا ہے، تمہارے مسلک کے لیے، پر تمہارے مسلک کی دیوانگی ہے، کہ تمہارے مسلک کو پھیلایا جائے، تمہارے مسلک کی اشاعت کی جائے،

سنیئے، غور کیجیے!

میں سوال کرنا چاہتا ہوں، کوئی ہے، ماں کا لال جو انکار کرے کہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بیت اللہ کے مؤذن ہے، تھے یا نہیں، سارے مکاتب فکر کہتے ہیں، مؤذن تھے، پھر میں سوال کرتا ہوں، ان کی اولاد میں سے مؤذن وہی ہے، بیت اللہ میں یا نہیں؟

یہ سارے کہیں گے کہ وہی ہے، پھر آج بیت اللہ چلیئے، ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کے چشم و چراغ آج بیت اللہ میں مؤذن ہیں یا نہیں، اگر آج مؤذن بیت اللہ میں ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں، وہ اہل حدیث ہوں، جن کو میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن بنا گئے، وہ آج بھی اہل حدیث ہیں، ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے اذان آج بھی قائم ہے،

اس کا مطلب ہے، اگر ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کو مؤذن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ سکتے ہیں، جن کو مؤذن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنا جائیں، میں پوچھنا چاہتا ہوں، بریلوی مسجد کا مؤذن بنایا ہے، جماعت بریلویہ بنایا ہے، اس پر اعتماد کر کے، اس کی اذان پر لبیک کہہ کر نماز کو آئے ہو، مسجد دیوبند کا مؤذن، دیوبند کی جماعت نے بنایا ہے، شیعہ مسجد کا مؤذن، شیعہ جماعت نے جناب بیٹھ کر کے وہ اپنا مؤذن بنایا ہے،

بیت اللہ کا مؤذن میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو بنایا ہے، ان کی اولاد کو مؤذن قرار دیا ہے، اور میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے، ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد اہل حدیث

کیوں ہے، میرا سوال اس گاؤں سے ہیں، میرا سوال ان علماء سے ہے، میرا سوال ہے، تمام مساجد کے علماء سے، ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد اگر بیت اللہ کی مؤذن نہیں ہے، تو دلیل دیجئے،

اور اگر ہے، تو سوال کا جواب دیجئے، کہ بیت اللہ کی مؤذن اگر ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد ہے، وہ اہل حدیث کیوں ہے؟ جن کا مصطفیٰ ﷺ ذکر کر گئے، وہ اہل حدیث کیوں ہیں؟ بیت اللہ کا مؤذن اہل حدیث کا مؤذن کیوں ہے؟ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد اہل حدیث کیوں ہے جو بیت اللہ کے مؤذن ہیں، وہ اہل حدیث کیوں ہیں؟

اگر بریلوی اہل حق ہوتے تو بیت اللہ کا مؤذن بریلوی ہوتا، اگر دیوبند اہل حق ہوتے، بیت اللہ کا مؤذن دیوبند ہوتا، اگر بیت اللہ کا مؤذن اہل حدیث ہے، جہاں ساری دنیا آئے، بیت اللہ ہدایت کا مرکز ہے، ہدایت کا مرکز بیت اللہ ہے، حق کا مرکز بیت اللہ ہے، دین کا مرکز بیت اللہ ہے، شریعت کا مرکز بیت اللہ ہے،

اسلام کا مرکز بیت اللہ، وحی کا مرکز بیت اللہ ہے، ﴿هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ ہے،

قرآنی نص ہے یا کہو کہ قرآن پاک میں نہیں ہے،

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾

(آل عمران: ۹۶)

بیت اللہ ہدایت کا مرکز ہے، اگر بیت اللہ میں ہدایت ہے، اور یقیناً ہے، پھر میں سوال کرنا چاہتا ہوں، بیت اللہ کا مؤذن ہدایت پر کیوں نہیں ہے، پیغمبر ﷺ کی پیشین گوئی ہے، کہ بیت اللہ کا مؤذن ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے رہے گا، ان کا اہل حدیث ہونا، میرے مسلک کی حقانیت کی دلیل ہے،

پھر ماننا پڑے گا، کہ مسلک حق اہل حدیث ہی ہے، اہل حق میرے مصطفیٰ ﷺ کی زبان نے کہا ہے، اور میرے مصطفیٰ ﷺ کی زبان میں شک نہیں ہوسکتا،

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا﴾ (النساء: ٦١)

جاگتے ہونا، ماشاء اللہ، نیند ختم ہوگئی، تقریر شروع ہوگئی، توجہ ہے؟

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا.....﴾

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا﴾ (النساء:٦١)

پھر ذرا پیار محبت سے کہہ دو، ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد، اہل حدیث ہے، ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد، بولو، آج بھی؟ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد آج بھی؟

جایئے مکہ پاک میں! رب اکبر کی قسم ہے!

ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد آج بھی اہل حدیث ہے، ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیت اللہ کے مؤذن تھے، اور کون سے مؤذن تھے، جو دوہری اذان دیتے تھے، ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان اہل حدیث کے علاوہ اللہ کی زمین پر مانتا ہی کوئی نہیں، دوہری اذان صرف اہل حدیث دیتا ہے، دوہری اذان صرف اہل حدیث دیتا ہے،

اس کا مطلب ہے، ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بھی اہل حدیث ہی تھے، نا، ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بھی اہل حدیث تھے، اور ان کی اولاد تب بھی اہل حدیث تھی، اور آج بھی ان کی اولاد نسل موجود ہے، بیت اللہ میں، آج بھی مؤذن ہے، آج بھی اہل حدیث اور جو اہل حدیث ہیں، ان کو میں دعوت دیتا ہوں،

﴿تَعَالَوْا.....﴾

﴿تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا﴾ (النساء:٦١)

سنیئے!

((مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ))

تہتر گروہوں میں سے بہتر جہنم میں، ایک جماعت جنت میں، کون سی؟ جس چیز پر میں اور میرے، جس چیز پر میں اور میرے؟ جس چیز پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس چیز پر ہیں؟

اٹھایئے، امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب جزء رفع الیدین کھولیے، کیا لکھا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے، فرماتے ہیں، میں نے چھان کر دیکھا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں پوری تحقیق پر پہنچا ہوں، جس نوبت تک پہنچا ہوں، جس تحقیق پر پہنچا ہوں، واہ امام بخاری رحمہ اللہ تمہاری قبر پر اللہ کروڑوں رحمتیں فرمائے، (آمین)

تحقیق بیان کی ہے، کمال کیا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کیا فرماتے ہیں؟ میں نے پورا نچوڑ نکالا ہے، مسئلہ رفع الیدین کا، امام بخاری رحمہ اللہ نے نچوڑ نکال کر لکھا ہے، کتاب جزء رفع الیدین، جزء رفع الیدین کا مطلب ہے، رفع الیدین کے بارے میں، امام بخاری رحمہ اللہ کا جو نچوڑ ہے، وہ اس کتاب میں موجود ہے،

کیا فرمایا ہے؟ کیا فرماتے ہیں؟ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

"لَمْ یَثْبُتْ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ لا یَرْفَعُ یَدَیْہِ"

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میری تحقیق میں، نچوڑ میں، میری تحقیق میں، ایک بھی نبی پاک ﷺ کا صحابی ایسا نہیں، جو نماز میں رفع الیدین نہ کرتا ہو، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میری تحقیق میں

"لَمْ یَثْبُتْ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ"

نبی پاک ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی بھی ایسا نہیں، جو رفع الیدین نہ کرتا ہو، یہ تحقیق ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کی، اور میری تحقیق کیا ہے، ایک بھی اہل حدیث ایسا نہیں، جو؟ امام بخاری رحمہ اللہ کی تحقیق کیا ہے، کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ بھی ایسا نہیں کہ جو رفع الیدین نہ کرتا ہو،

اور میری تحقیق کیا ہے، ایک اہل حدیث ایسا نہیں، جو رفع الیدین نہ کرتا ہو،

پھر میں کیوں نہ ہوں؟

((مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ))

حق والا گروہ وہی ہے، جس چیز پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم

رفع الیدین کے بغیر نماز نہیں پڑھتے تھے، اہل حدیث بھی رفع الیدین کے بغیر نماز نہیں پڑھتا، حق والا گروہ وہی ہے، جس پر میں اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع الیدین کے بغیر نماز نہیں پڑھتے، اسی لیے رفع الیدین کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو، محدثین کرام نے بیان کیا ہے،

ایک دو تین چار نہیں، سینکڑوں محدثین کرام رحمہم اللہ نے رفع الیدین کے مسئلہ کو بیان کیا ہے، اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے ہوتے، ان کے شاگرد ان کی اولاد رفع الیدین نہ کرتے، جناب تابعین کا رفع الیدین کرنا، ابو قلابہ فرماتے ہیں کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ رفع الیدین کرتے تھے،

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد تابعین، رفع الیدین بیان کر رہے ہیں، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے ہوتے، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان نہ کرتے، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سنیئے،

ابوداؤد، ابن ماجہ میں، کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے میں نے نماز فرضی پڑھی، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم چار جگہوں پر رفع الیدین کرتے تھے، نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، سر اٹھاتے، اور دو رکعت پڑھ کر، تیسری رکعت کے لیے اٹھتے، رفع الیدین کرتے تھے، یہ میرے علی رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں،

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ابو داؤد، ابن ماجہ میں کہ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے تھے، سیّدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ دس صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں نماز پڑھ رہے ہیں، روایت، ابوداؤد میں ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے تھے، سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے تھے،

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے تھے، سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بخاری میں فرماتے ہیں، کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین فرماتے تھے، سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث بخاری میں ہے، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین فرماتے تھے،

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث بخاری میں ہے، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین فرماتے تھے

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث نصب الرایا، پہلی جلد صفحہ، چار سو سولہ میں ہے، کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے تھے،

سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑا صحابی کون ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑا سچا کون ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اعلیٰ کون ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ امت میں فقیہ جناب کون ہے، امام کون ہے، سچا کون ہے، ان سے بڑا قریبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کون ہے، ان سے بڑا کوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی رضی اللہ عنہ کوئی نہیں،

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں جناب سنن الکبری البیہقی دوسری جلد صفحہ تہتر، پر حدیث موجود ہے، کہ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کر کے نماز پڑھتے تھے، صدیق رضی اللہ عنہ خود بھی کرتے تھے،

میں سوال کرتا ہوں، اگر صدیق رضی اللہ عنہ کرے، پھر اہل حدیث کیوں نہ کرے، اگر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کرے، اہل حدیث کیوں نہ کرے، اگر سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کرے، اہل حدیث کیوں نہ کرے، اگر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کرے، اہل حدیث کیوں نہ کرے، سیّدنا ابو موسیٰ اشعری کرے، اہل حدیث کیوں نہ کرے، اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کریں، اہل حدیث کیوں نہ کریں؟

جاؤ، میں اعلان کرنا چاہتا ہوں، ایک فقیہ محدث کا نام پیش کیجیے، اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو کرتے ہی کرتے ہیں، اہل بیعت تو کرتے ہیں، ایک فقیہ محدث کا نام پیش کیجیے، جو امام بھی ہو، فقیہ بھی ہو، سنی بھی ہے، سنی سے مراد اہل سنت، اہل حدیث ہو، ایک امام بتلا دو، جو امام بھی ہو، فقیہ بھی ہو، محدث بھی ہو، سنی العقیدہ بھی ہو، وہ رفع الیدین نہ کرتا ہو، ایک امام کا نام پیش کیجیے،

اگر ایسے بات سمجھ میں نہیں آئی تو آگے بڑھیے!

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر گئے، واپس آئے، نماز ملی، جبرائیل علیہ السلام معراج سے اگلے دن آئے، نماز کا طریقہ سکھلایا، واپس چلے گئے، اس دن سے لے کر،

سنو، میرا اعلان سنو، پھر اعلان سنو، غور سے سنو، کان لگا کر سنو، توجہ سے سنو!

ہمت ہو جواب دو، ہمت ہو، تلاش کرو، ہمت ہو، جواب دیجئے، ہمت ہو، اس کے برعکس کوئی حدیث ثابت کر کے دکھایئے،

سنیئے، میرا اعلان، میرا اعلان سنیئے، میرا پیغام سنیئے، میری دعوت سنیئے!

رب کا واسطہ ہے، اپنے عقیدہ پر غور کیجیے!

اس تڑپ اور درد دل کی جناب کیفیت میں ایک عقیدہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں،

سنیئے! جب پیغمبر ﷺ معراج پر گئے، واپس تشریف لائے، نماز کی فرضیت لائے، دوسرے دن جبرائیل علیہ السلام آئے، نماز کا طریقہ سکھلایا، اس دن سے لے کر آپ ﷺ کی وفات تک ایک مسجد بتلا دیجئے، جہاں نبی پاک ﷺ نے خود نماز کا ایک سجدہ کیا ہو، اور آج تک اس مسجد میں رفع الیدین نہ ہوتا ہو، ایک مسجد ڈھونڈو،

جہاں نبی پاک ﷺ نے ایک نماز بھی پڑھی ہو، ایک، ایک رکعت حضور ﷺ نے خود پڑھی ہو، ایک نماز نبی پاک ﷺ نے خود پڑھی ہو، اور وہاں آج تک رفع الیدین نہ ہو، ایک مسجد بتلایئے، نبی پاک ﷺ نے مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھی ہے، وہاں رفع الیدین ہوتا ہے، نبی پاک ﷺ نے مسجد حرام میں نماز پڑھی ہے، وہاں بھی رفع الیدین؟

نبی پاک ﷺ نے مسجد قبا، قبلہ کی طرف نماز پڑھی ہے، وہاں رفع الیدین ہوتا ہے، آپ ﷺ نے تبوک میں پڑھی ہے، وہاں رفع الیدین ہوتا ہے، آپ ﷺ نے احد میں پڑھی ہے، حنین میں پڑھی ہے، بدر میں پڑھی ہے، طائف بستی میں پڑھی ہے، مکہ میں پڑھی ہے،

جہاں جہاں مصطفیٰ ﷺ نے پڑھی ہے، آپ ﷺ نے جہاں نماز پڑھی ہے، میرا دعویٰ ہے، وہی وہی سحر ہوئی، جہاں سے شفیع عاصیاں گزر گیا، یہ ہو سکتا ہے کہ وہاں رفع الیدین تم نہ کرو، جہاں تم پڑھتے ہو،

یا اللہ! جہاں نبی پاک ﷺ نے خود نماز پڑھی ہے، وہاں رفع الیدین کیوں ہوتا ہے،

فرمایا، تمہیں، سمجھ نہیں آئی، کہ میں نے نبی ﷺ کی ہر ادا کی حفاظت کی ذمہ داری خود اٹھائی ہے، کس طرح ہوسکتا ہے، کہ زمین کے جس حصہ میں نبی پاک ﷺ نے نماز پڑھی ہو، میں وہاں طریقہ تبدیل کردوں یہ نہیں ہوسکتا، اگر نہیں ہوسکتا، تو پھر ہاتھ جوڑ کر کہہ سکتا ہوں، نا،

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا﴾ (النساء:٦١)

آیئے!

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی پاک ﷺ کے پاس آیا،

روایت صحیح مسلم میں ہے!

نبی پاک ﷺ کے پاس آیا، مسلمان ہوا، نبی پاک ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، نو ہجری میں آئے تھے، نماز سیکھ کر طریقہ سیکھ کر سلام اور دین سیکھ کر واپس چلے گئے، اگلے سال پھر آئے، جب اگلے سال آئے، تو اگلے سال پھر کون سی ہجری بنتی ہے، نو ہجری میں تو پہلے آئے، دس ہجری، میں فرماتے ہیں، جب میں دس ہجری میں آیا، مدینہ پاک میں،

میں نے کیا دیکھا ہے، کہ موسم سردی کا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نبی پاک ﷺ نے سردی کی وجہ سے چادریں لی ہوئی تھیں، نماز پڑھ رہے ہیں، نبی پاک ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم، میں نے کیا دیکھا ہے، کہ نبی پاک ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے چادروں میں سے ہاتھ باہر نکال کر رفع الیدین کیا تھا،

اس کا مطلب ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم سردیوں میں چادروں سے ہاتھ باہر نکال کر رفع الیدین کرتے تھے، اور آج اہل حدیث کی مسجد ہو، سردی کا موسم ہو، دیکھنے والا کوئی ہو، آ کر دیکھے، اگر اہل حدیث بھی چادروں میں سے ہاتھ باہر نکال کر رفع الیدین کر رہے ہیں، پھر میرا حق بنتا ہے، میں پڑھوں،

((مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ))

جس چیز پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں،

جو عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے، وہ عقیدہ، اہل حدیث کا ہے، اگر ایسے سمجھ میں نہیں آئی،

آگے بڑھیے! میں ایک اور پیغام دینا چاہتا ہوں!

میرے تمہارے پیرومرشد جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مسجد حرام میں نماز پڑھا رہے ہیں، عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

یہ روایت بھی صحیح البخاری میں ہے!

فرمایا، میں مسجد حرام میں آیا، کیا دیکھا ہے، کہ مسجد حرام میں سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں، اورصحابہ رضی اللہ عنہم آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں، میں بھی آگیا، ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر میں نے بھی پیچھے نماز پڑھی، سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے آمین کہا، پھر پیچھے صحابہ رضی اللہ عنہم نے تابعین نے آمین کہا، اتنی زور سے آمین کہا، کہ مسجد حرام آمین کی آواز سے گونج اٹھی،

اس روایت، بخاری سے ثابت ہوتا ہے، کہ مسجد حرام آمین کی آواز سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں گونجتی تھی، آج بھی؟ اونچی بولو، تم میں سے کوئی مکہ یا مدینہ گیا ہے، ہاتھ کھڑے کرو، جو گئے ہیں، ماشاءاللہ،

اللہ سب کو لے جائے، ادھر سے کوئی بھی نہیں گیا، اللہ سب کو لے جائے، گونجتی ہے، آمین کی آواز سے مسجد نبوی آج بھی گونجتی ہے، اور اپنے گاؤں آؤ، تو یہ مسجد بھی آمین کی آواز سے؟

یہ بھی گونجتی ہے، مسجد حرام بھی گونجتی ہے، تب بھی گونجتی تھی، پھر میں کیوں نہ کہوں

((مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِىْ))

حق والا گروہ وہی ہے، جس چیز پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، اگر ایسے مسلک اہل حدیث کی حقانیت سمجھ میں نہیں آئی،

آگے بڑھیے!

ایک اور مسئلہ میں سمجھانا چاہتا ہوں! سمجھئے!

نبی پاک ﷺ نے وفات پائی، وفات پانے کے بعد، آپ ﷺ نے کون سے دن وفات پائی ہے، سوموار کو، تم کو تو سارے مسئلے کا پتہ ہے، پڑھے لگے لوگ ہو نا، پیر کو اور آپ ﷺ بدھ کو دفن ہوئے، پیر، منگل اور بدھ تین دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی میت پاک کا دیدار کرتے رہے، پتہ تھا کہ یہ میت کئی سال بھی پڑی رہے، تو میت میں تبدیلی تو نہیں ہوسکتی، نبی پاک ﷺ کا وجود جو تھا، دیدار ہوتا رہا،

بدھ کو آپ ﷺ کی تدفین ہوئی، اور اگلے دن کیا تھا؟ جمعرات اور جمعرات سے اگلے دن؟ نبی پاک ﷺ کے بعد پہلا جمعہ کس نے پڑھایا تھا؟ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے، اس جمعہ کا خطبہ دیا اور پتہ کیا فرمایا؟

سنو!

آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرما کے، پہلا خطبہ دیا ہے، پھر دوسرے خطبہ کے لیے صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، فرمایا، لوگو، نبی پاک ﷺ دنیا سے جا چکے ہیں، نبی پاک ﷺ جب تک زندہ تھے، جب بھی کوئی اہم مسئلہ پیش ہوتا، آپ ﷺ اعلان فرماتے، چندہ کا ہم چندہ پیش کرتے، تبوک کے موقع پر نبی پاک ﷺ نے اعلان کیا،

اور میں نے اپنے گھر کا سارا سامان پیش کیا، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھر کا آدھا سامان دیا، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جناب لدے ہوئے سینکڑوں اونٹ پیش کیے، آج پیغمبر ﷺ دنیا سے جا چکے ہیں، آج دوسرا دن ہے، حضور ﷺ دفن ہو چکے ہیں،

لہٰذا پیغمبر ﷺ کی قبر مبارک اس طرح کچی ہے، ہماری محبت پھر کس لیے، لہٰذا پیغمبر ﷺ کی قبر کو پختہ کرنا ہے، پیغمبر ﷺ کی قبر کو پکا کرنا ہے، لہٰذا سارے صحابہ رضی اللہ عنہم چندہ پیش کرو، صدیق رضی اللہ عنہ نے چندہ پیش کیا، میرے عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ نے کتنا چندہ پیش کیا، اب یہ مولوی حل کرے، میرا سوال ہے، صدیق رضی اللہ عنہ نے کتنا چندہ پیش کیا، نبی پاک ﷺ کی قبر کو پکا کرنے کے لیے، میرے عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ نے کتنا چندہ پیش کیا ہے، میرے علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ

نے کتنا چندہ پیش کیا ہے؟

کوئی حوالہ لائیے، کہ آج کوئی ملنگ، پیر، بزرگ فوت ہو جائے، اس کی قبر کو پکا کرنے کے لیے کوئی مرید اٹھتا ہے، سیمنٹ میں دوں گا، کوئی کہتا ہے، اینٹیں میں دوں گا، دربار کے لیے، سب کچھ، بس چندہ میں دوں گا، آخر پیغمبر ﷺ کے مزار قبر کو پختہ بنانے کے لیے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی لازمی چندہ جمع کیا ہوگا، صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ نے کتنا چندہ پیش کیا ہے؟

کھنگال لیجیے، کھولیے، کھولیے، کھولیے، کتابیں لائیے، حوالہ لائیے، حوالہ لائیے، میرا دعویٰ ہے، حوالہ لائیے، میری پکار ہے، حوالہ لائیے، میرا پیغام ہے، حوالہ لائیے، میرا اعلان ہے، حوالہ لائیے!

کہ صدیق رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ نے پیغمبر ﷺ کی قبر کو پختہ کرنے کے لیے اتنا اتنا چندہ پیش کیا ہے، حوالہ لائیے، اگر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیغمبر ﷺ کی قبر پر اینٹ لگائی ہے، حوالہ لائیے، اگر میرے عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ نے پیغمبر ﷺ کی قبر پر پتھر لگایا ہے، تو حوالہ لائیے، اگر حوالہ ہے، تو پیش کیجیے، اگر حوالہ نہیں ہے، تو مانیئے،

میرا دعویٰ ہے، آج بھی جائیے، مدینہ پاک میں جائیے، جو وہاں روضۂ رسول ﷺ کی دیوار بنائی گئی، جناب وہ بھی حضور ﷺ کی قبر کی حفاظت کے لیے بنائی ہے، اس قبر کے حجرہ پاک کا دروازہ کھولیے، تیرہ فٹ نیچے نبی پاک ﷺ کی قبر پاک ہے، نیچے سیڑھیاں بنی ہیں، اتر جائیے،

میرا دعویٰ ایمان ہے، اس حجرہ پاک میں نیچے تین قبریں موجود ہیں، ایک میرے صدیق رضی اللہ عنہ کی، ایک میرے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی، اور ایک امام الانبیاء علیہ السلام کی، تینوں قبریں جا کر دیکھیے، نبی پاک ﷺ کی قبر پر آج بھی وہی کچی مٹی پڑی ہے، جو صدیق رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں سے ڈالی ہے،

یا حوالہ لائیے، کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قبر کو پختہ کیا ہے، اگر کیا ہے تو حوالہ دیجیے،

اگر نہیں، تو اہل حدیث بھی قبروں کو پختہ نہیں کرتا،

((ما انا علیہ واصحابی))

حق والا گروہ وہی ہے، جس پر میں اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، اور آسان کر کے سمجھاتا ہوں، تاکہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو جائے،

﴿تعالوا!﴾

کی آواز لگانا، آسان ہو جائے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب وفات پائی، پھر خلیفہ کون ہے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب وفات پائی، پھر خلیفہ کون ہے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا، غسل کس نے دیا ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو، جس بندے کا جی چاہے، مجھ سے سوال کرے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غسل کس نے دیا ہے، میں اس ہستی کا نام پیش کر سکتا ہوں،

اگر کوئی سوال کرنا چاہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جنازہ کس نے پڑھایا ہے؟ اس ہستی کا نام میں پیش کرتا ہوں، اور جب تیسرا دن آیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے کے بعد، سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کی چھت پر چڑھے ہوں گے، اعلان فرمایا ہو گا،

کہ حضرات ضروری اعلان سنیئے!

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بالفصل، امیر المومنین رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تھے، آج ان کا تیسرا دن ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکٹھے ہو چکے ہیں، کھجوروں کی گٹھلیاں آ چکی ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گھٹلیوں پر پڑھ رہے ہیں، اور ساتھ ساتھ جناب کھجوریں اور دودھ بھی آ رہا ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جناب، اونٹ کا گوشت بنایا ہے، پھر لنگر تقسیم ہو گا، اور صدیق رضی اللہ عنہ کا قل شریف پڑھا جائے گا، اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ دعا کروائیں گے، یا کوئی اور صحابی دعا کروائے گا،

میں سوال کرنا چاہتا ہوں، پوچھتا ہوں!

آج تم اپنی بدعات کو تحفظ دینے کے لیے اہل حدیث کے سامنے کھڑے ہوتے ہو اور کہتے ہو، قل، ساتواں، چالیسواں، یہ قرآن سے اور حدیث سے ثابت ہے، جس قرآن کی

آیت سے ثابت ہے، اس آیت پر عمل کر کے صدیق رضی اللہ عنہ کا قل ضرور پڑھا ہوگا، جس حدیث سے یہ قل شریف ثابت ہوتا ہے، اس حدیث پر عمل کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے صدیق رضی اللہ عنہ کا قل ضرور پڑھا ہوگا،

کوئی ہے، ماں کا لال، پورے ملک میں جو میرے سوال کا جواب دے کہ صدیق رضی اللہ عنہ کا قل شریف کس نے پڑھایا ہے، جنازہ کس نے پڑھایا ہے، نام میرے ذمہ ہے، میں پیش کرتا ہوں، صدیق رضی اللہ عنہ کا قل کس نے پڑھایا، میرے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قل کس نے پڑھایا، میرے عثمان رضی اللہ عنہ کا قل کس نے پڑھایا،

دعا کس نے کروائی، لنگر کس نے کھولا، گھٹلیاں کون لایا، کھجوریں کون لایا، دودھ کس نے تقسیم کیا، کوئی ہے ماں کا لال جو ثابت کرے، میرے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قل شریف کس نے پڑھایا، قل شریف کا لنگر کس نے کھولا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا عرس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فوت ہوئے ایک سال ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر عرس کس نے لگایا؟

لنگر کس نے کھولا، قوالی کس نے گائی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر قوالی ہوئی، محفل سماں ہوئی، محفل سماع، میں آنے والا کون تھا، وہ کون سا قوال تھا، جس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر سب سے پہلے قوالی کہی، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جب سال ہوا، صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت چل رہی تھی، عرس کس نے لگایا، بتلایئے، پہلے دن جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر جب سال گزرا،

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھولوں کی چادر چڑھائی ہے، تو حوالہ لایئے، کپڑے کی چادر چڑھائی ہے، تو حوالہ لایئے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر اونٹ ذبح کیا ہے، تو حوالہ لایئے یا مانیئے، صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں عرس نہیں لگا تھا، قل نہیں ہوتا تھا، ساتواں نہیں ہوتا تھا، چالیسواں نہیں ہوتا تھا،

اگر صدیق رضی اللہ عنہ کا قل عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کا قل کس نے پڑھایا ہے، اس صحابی رضی اللہ عنہ کا نام دیجئے، اگر نام نہیں ہے، تو ہاتھ باندھ کر کہتا ہوں کہ تمہارے یہ سارے خود ساختہ مسائل، تم نے خود بنائے ہیں، تمہارا یہ عقیدہ پاکستان میں بنایا گیا ہے، ہمارا عقیدہ آسمان سے، اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر نازل فرمایا ہے،

صبح پوچھو گے، مولوی جی، ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ کا قل کس نے؟ پوچھو گے نا، ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ کا قل کس نے پڑھایا ہے، نام بتاؤ، اگر نام بتائے، تو اس کے نام کے ہر حرف کے بدلے میں، میں ایک لاکھ روپیہ انعام دوں گا، کوئی ہے، جو بتلا دے،

میں ایک جگہ پر گیا، میں نے کہا، ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کا قل کس نے پڑھایا ہے، نام بتاؤ، انہوں نے اپنے مولوی سے رابطہ کیا، فیصل آباد کے مولوی صاحب یہ کام پڑ گیا ہے، اب کیا کریں، اس نے کہا، پچیس ہزار روپے لگیں گے، ثابت کر دیں گے، کون سا مسئلہ ہے، انہوں نے کہا، ٹھیک ہے، پچیس ہزار روپے ہو گئے، مولوی صاحب آ گئے، مولوی صاحب نے تقریر شروع کی،

ادھر وہابیوں کا مولوی آیا تھا، اس نے کہا، کہ قل صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کا قل کس نے پڑھایا ہے؟ ہم کب کہتے ہیں، کہ کس نے پڑھایا ہے، ہم بھی کہتے ہیں، نہیں پڑھایا گیا، لیکن یہ کیوں نہیں بتلاتا کہ پڑھایا کیوں نہیں گیا، تمہیں بے وقوف بنایا گیا ہے، نہیں پڑھایا، نہیں پڑھایا، نہیں پڑھایا، پڑھایا کیوں نہیں گیا، اس لیے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ بخشے بخشائے تھے، ان کو قل شریف کی ضرورت ہی کیا تھی؟

وہ تو بخشے بخشائے تھے، ان کو قل شریف کی کیا ضرورت تھی، میں نے کہا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتا وہ بھی بخشے بخشائے تھے، میں نے کہا، عثمان رضی اللہ عنہ؟ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ؟ کہتا سارے بخشے بخشائے تھے، میں نے کہا، صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا؟ کہتا، سارے بخشے بخشائے تھے، میں نے کہا، اہل بیعت میں سے؟ کہتا، وہ بھی بخشے بخشائے ہوئے تھے،

میں نے کہا، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ؟ کہتا، وہ بھی نیک تھے، میں نے کہا، امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی ابن ماجہ، پیر عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ؟ کہتا، وہ بھی نیک تھے، میں نے کہا، بد، تم ہی رہ گئے ہو میں نے کہا، اگر نیکوں کا قل نہیں، تو پھر مجھے بتاؤ، نیکوں کا جنازہ کیوں ہے؟

صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ کیوں پڑھایا گیا، اگر وہ بخشے بخشائے تھے؟ میرا بھی عقیدہ ہے

بخشے بخشائے تھے، لیکن جنازہ بخشے بخشائے کا پڑھیں تو میت کے درجات اور بلند ہو جاتے ہیں، اور پڑھنے والے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اگر صدیق رضی اللہ عنہ بخشے بخشائے تھے، یقینا تھے، اگر قل بھی پڑھایا جاتا تو ان کے درجے بلند ہو جاتے، ہمارے بھی؟ پچھلوں کے گناہ معاف ہو جاتے، غلطیاں معاف ہو جاتیں،

یہ جب تقریر کر بیٹھا، واپس آیا، انہوں نے کہا، مولوی صاحب، کہتا جی، آپ کا فیصل آباد سے، یہاں تک سی این جی کا کتنا خرچہ ہے، اس نے کہا، دو ہزار لگ گئے ہیں، انہوں نے کہا، یہ لو دو ہزار پکڑو، اس نے کہا، پچیس ہزار میں بات ہوئی تھی، انہوں نے کہا، قل ثابت کیا ہے، اس نے کہا، نہیں، انہوں نے کہا، پھر کس چیز کے پیسے،

تم تو فون پر کہتے تھے، کہ ثابت کر دوں گا، اب تم نے کہا، وہ ہے ہی نہیں، جب ہے ہی نہیں، آپ مان گئے، اور وہ ویسے کہہ گیا، لہٰذا پچیس ہزار گیا، دو ہزار خرچہ لو، اور گھر جاؤ، اگر تم ثابت کرتے تو پچیس ہزار نہیں، پچاس ہزار دیتے،

اگر مولوی جی ثابت نہیں کیا، اللہ کی قسم ہے، دنیا کے سارے مولوی زور لگا لیں، صدیق رضی اللہ عنہ کا قل، کوئی ثابت نہیں کر سکتا، میرے عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ کا قل کس نے پڑھایا، کوئی ثابت نہیں کر سکتا، اگر ثابت کر دے، تو میں بھی ساتھ، اگر نہیں تو مانو،

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا﴾ (النساء:٦١)

اگر ایسے سمجھ نہیں آئی، غور کیجیے، ایک اور حدیث کے انداز میں مسئلہ سمجھاتا ہوں،

شاید کہ تمہارے دل میں اتر جائے میری بات

غور کرنا! جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں!

روایت صحیح البخاری میں ہے!

میرے محبوب ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم قیامت نہیں آئے گی، جب تک میری امت کے کچھ لوگ وہ کام نہ کریں، جو یہودی، عیسائی کرتے تھے، جو کام یہودی عیسائی کرتے

تھے، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم جب تک میری امت کے کچھ لوگ وہ کام نہ کریں، قیامت نہیں آئے گی، جو کام یہود و نصاریٰ کرتے تھے، وہ آج کوئی کرتا ہے، یا نہیں کرتا؟ کون کرتے ہیں ڈھونڈو، ذرا اپنے گاؤں میں، دائیں بائیں دیکھو، کوئی ہے، ایسا کام کرنے والا، ہاں ہاں سنیئے، یہود و نصاریٰ کیا کرتے تھے،

((لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد))

یہود و نصاریٰ انبیاء کی قبروں پر سجدے کرتے تھے، حدیث بخاری، قیامت نہیں آئے گی، جب تک میری امت کے لوگ یہود و نصاریٰ والے کام نہیں کریں گے، وہ کون سا طبقہ ہے، جو انبیاء علیہم السلام کی قبروں پر سجدہ کرنے کو ثواب سمجھتا ہے،

آگے بڑھیے!

یہود و نصاریٰ کیا کرتے تھے،

((اذا مات فیھم رجل صالح بنوا علی قبرہ مسجدا))

ایک بندہ فوت ہوتا، اس کی قبر پر سجدے کرتے، آج وہ کون سا طبقہ ہے، جو نیک بندوں کی قبروں پر سجدہ کرتا ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت نہیں آئے گی، جب تک میری امت کے کچھ لوگ یہود و نصاریٰ والے کام شروع نہ کر دیں،

یہود و نصاریٰ کیا کرتے تھے،

((لا تطرونی کما اطرت النصاری))

یہودی عیسائی اپنے اپنے انبیاء علیہم السلام کو بڑھاتے تھے، یعنی ان کی تعریف میں غلو کرتے تھے وہ کون سا طبقہ ہے، جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا جز، حصہ، مختار کل، حاجت روا کہتا ہے؟ اگر اہل حدیث کہتا ہے، ہم اس رویہ پر چل نکلے، اگر اہل حدیث نہیں تو اپنی صفوں میں تلاش کیجیے، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا ان کی پیشین گوئی غلط ہے، حدیث بخاری، قیامت نہیں آئے گی، جب تک میری امت کے کچھ لوگ یہود و نصاریٰ کے رواج پر نہ چلیں، یہود و نصاریٰ کیا کرتے تھے؟

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ﴾ (التوبہ:۳۱)

اپنے مولوی، پیروں، کو رب بنا لیتے تھے، وہ کون ہے، جناب جو کہتا ہے، بھینس امام صاحب نے حلال کی ہے، حلال حرام پیروں سے کون کرواتا ہے، یہی رواج تو یہود و نصاریٰ کا ہے، آگے قرآن کیا کہتا ہے،

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ﴾ (التوبہ:۳۱)

لوگوں کے جھوٹ سے مولوی مال کھاتے ہیں، وہ کون سا طبقہ ہے، جس میں پیر اور مولوی جھوٹ کا مال کھاتے ہیں، اگر اہل حدیث ہیں، تو روایت لائیے، اہل حدیث ہیں، تو کوئی بات پیش کیجیے، اگرنہیں، تو تلاش کرو، کون سے طبقہ کے لوگ ہیں، جو جھوٹ سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں؟

سنن ابن ماجہ میں حدیث ہے، محبوب ﷺ نے کیا فرمایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم سنو، اونچی آمین جب تم کہتے ہو، نا، تو یہود و نصاریٰ سن نہیں سکتے، آج وہ کون ہیں، اہل حدیث ہی ہوں گے جو اونچی آمین نہیں سن سکتے ہوں گے، اہل حدیث ہی ہیں نا،

تلاش کرو، اگر تمہارے گاؤں میں اہل حدیث اونچی آمین نہیں سن سکتے، پھر یہ اس رواج پر چل نکلے جس رواج کی پیغمبر ﷺ خبر دے گئے تھے کہ قیامت نہیں آئے گی، جب تک میری امت کے کچھ لوگ یہود و نصاریٰ والے کام شروع نہ کر دیں،

وہ اونچی آمین نہیں سن سکتے، آج بھی اونچی آمین اہل حدیث نہیں سن سکتا؟ میں نے اپنے گھر کی بات بتائی ہے، دوسروں کی بتائی تو پرچہ ہو جانا ہے، اہل حدیث اونچی آمین سن سکتے نہیں؟ نبی پاک ﷺ نے فرمایا، قیامت نہیں آئے گی، جب تک میری امت، وہ کام نہ کرے، جو یہود و نصاریٰ کرتے تھے، یہود و نصاریٰ کیا کرتے تھے؟

وہ اونچی آمین نہیں سن سکتے تھے، اس زمانہ میں، آج کون ہے، جو نہیں سن کستا، اگر اہل

حدیث ہیں، تو اہل حدیث اہل حق نہیں، اگر کوئی اور ہے، تو ڈھونڈھو، اپنے گاؤں میں ڈھونڈھو، اپنی برادری میں تلاش کرو، ہمسائے میں تم نے تلاش کرنا ہے، میں تو دعوت دیتا ہوں،

﴿تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ﴾ (النساء:٦١)

نبی پاک ﷺ نے فرمایا، قیامت نہیں آئے گی، جب تک میری امت کے کچھ لوگ یہود ونصاریٰ کے رواج پر نہ چل نکلے، یہود ونصاریٰ کیا کرتے تھے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، جب پاؤں سے پاؤں ملاتے ہو، وہ دیکھ نہیں سکتے، ہم نہیں ناملاتے؟

اہل حدیث ہی نہیں، نا، ملاتے پاؤں سے پاؤں، جونہیں ملاتا، وہ ان کے رواج پر چل نکلا ہے، جو ملاتے ہیں، وہ ان کے رواج پر نہیں، پھر میں کہہ سکتا ہوں،

﴿تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ﴾ (النساء:٦١)

((مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ))

ابھی بھی اہل حق نہیں تو پھر اللہ کی زمین پر اہل حق کون ہوسکتا ہے؟

سنیئے!

میرے محبوب ﷺ نے فرمایا، یہود ونصاریٰ کیا کرتے ہیں، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم تم روزہ جلدی کھولا کرو، یہود ونصاریٰ لیٹ کھولتے ہیں، تم روزہ جلدی کھولا کرو، تمہارے گاؤں میں جلدی کون کھولتا ہے؟

بولو کب آواز آتی ہے،

((اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر))

اور پھر آواز آتی ہے، حضرات وہابیوں کی اذان ہے، ابھی نہ کھولنا، نبی پاک ﷺ نے کیا فرمایا، روزہ جلدی کھولو، یہود ونصاریٰ جناب جلدی روزہ نہیں کھولتے، جلدی کھولا کرو، پھر میرے محبوب ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم سحری میں تاخیر کیا کرو، یہود ونصاریٰ سحری میں جلدی کیا کرتے ہیں،

وہ کون ہے جو کہتا ہے، حضرات کھانا پینا بند کردو؟ اذان ان شاء اللہ دس منٹ بعد میں

دوں گا، کھانا کھانا بند کر دو، ایسے روکتا ہے، جیسے اس کے گھر سے کھا رہے ہیں، بند کر دو،

ابوداؤد میں حدیث کیا ہے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، میرے امتیو، سنو!

مؤذن اذان دے، تم سحری کھا رہے ہو، مؤذن اعلان کرے، نہیں نہیں، کیا کرے، اذان دے تم سحری کھا رہے ہو، برتن تمہارے ہاتھ میں ہو تو محبوب ﷺ جی، رکھ دیں، فرمایا، نہیں، میرے امتیو، رکھنا نہیں، اگر میں تمہارے ہاتھ سے برتن رکھوا دوں، پھر اس کا کیا معنی؟

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝﴾ (الانبیاء:۱۰۷)

اگر تمہارے ہاتھ سے برتن رکھوا دوں، پھر اس کا کیا معنی؟

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝﴾ (التوبہ:۱۲۸)

اگر تمہارے ہاتھ سے برتن رکھوا دوں، پھر کیا معنی ان آیات کا؟

﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (القلم:۱-٤)

فرمایا، نہیں نہیں، میرے امتیو، تم اذان بھی سنتے رہو، اور ساتھ کھاتے بھی رہو، اپنی حاجت کے مطابق، تمہارے ہاتھ سے برتن رکھوا دوں، میری رحمت کس لیے ہے، میری رحمت کس لیے ہے، میری شفقت کے لیے،

مولوی اذان سے دس منٹ پہلے اعلان کرتا ہے، حضرات کھانا پینا بند کر دو اور دعا پڑھو، کون سی؟ جو میں نے خود گھر بیٹھ کر بنائی ہے،

((وبصوم غد نويت من شهر رمضان))

وہ دعا پڑھو، جو میں نے خود بنائی ہے، میں نے خود بنائی ہے، پاکستان میں بنائی ہے،

((وبصوم غد نويت من شهر رمضان))

ایک نقطہ پر فیصلہ کر لیجیے، اگر دنیا کا کوئی شاہ، کوئی مولوی، کوئی عالم سحری کی دعا میں،

((وبصوم غد نويت))

یہ الفاظ

((من شهر رمضان))

کے الفاظ میرے محبوب ﷺ کی معصوم زبان سے نکلے ہوئے دکھایئے!

رب اکبر کی قسم ہے!

ابھی اسی وقت اس کے مسلک کو قبول کرنے کو تیار ہوں، اور اگر نہ دکھا سکے، تو پھر جو سحری کے وقت جھوٹ بولتا ہے، وہ افطاری کے وقت کیوں نہیں بولتا، جو سحری کے وقت جھوٹ بول سکتا ہے، پاس سے دعا بنا سکتا ہے، وہ باقی معاملات میں، جو جنازہ میں جھوٹ بول سکتا ہے، جو جنازہ میں کہہ رہا ہے، کیا،

((سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك وجل ثناؤك))

مولوی جی، یہ

((وجل ثناؤك))

کہاں بنائی ہے، نبی پاک ﷺ نے جنازہ میں یہ الفاظ نہیں پڑھے، اگر پڑھے ہیں تو حدیث کا حوالہ دیجئے کہ نبی پاک ﷺ نے جنازہ میں یہ الفاظ پڑھے ہوں،

((وجل ثناؤك))

اگر پڑھے ہیں تو حوالہ دیجئے، کتاب کا، اگر نہ ہوں، تو پھر میں جناب جو مردوں کو معاف نہیں کرتا، وہ زندہ کو کہاں معاف کرے گا، جو مردوں پر ظلم کرتا ہے، زندہ کو کہاں معاف کرے گا،

﴿تَعَالَوْا﴾

صبح صبح نکلو، نا تو

﴿تَعَالَوْا﴾

مولوی جی، ساری رات چلتا رہا ہے،

﴿تَعَالَوْا﴾

آؤ لڑو نہیں،

﴿تَعَالَوْا﴾

لڑو نہیں،

﴿تَعَالَوْا﴾

لڑو نہیں، جھگڑو نہیں،

﴿تَعَالَوْا﴾

آؤ آؤ، کدھر؟

﴿اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ.....﴾

﴿اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ.....﴾

﴿اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ.....﴾

﴿اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا﴾ (النساء:٦١)

اللہ کے قرآن کی طرف آ جاؤ، پیارے حبیب جناب محمد ﷺ کے فرمان کی طرف آ جاؤ، سنو، اہل حدیث کا عقیدہ، اہل حدیث پر اللہ کی رحمت ہے، ہم وہی نماز پڑھتے ہیں، جو مصطفیٰ ﷺ نے پڑھی ہے، جیسے رفع الیدین کرتے ہیں، جیسے فاتحہ پڑھتے ہیں، ہاتھ سینے پر باندھ کر فاتحہ پڑھتے ہیں، اللہ کی رحمت سے،

کہاں یاد آئے، شیخ القرآن، مولانا محمد حسین شیخوری رحمہ اللہ، اللہ ان کی قبر پہ رحمتیں فرمائے، (آمین)

فرمایا کرتے تھے، اگر فاتحہ نہیں پڑھنی تو مسجد میں لینے کیا آئے ہو، اگر فاتحہ نہیں پڑھنی تو مسجد میں کیا لینے آئے ہو، بندہ جو کہتا ہے،

((اللہ اکبر ، سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالیٰ

جدك ولا اله غيرك))

کیا پڑھو؟ کچھ آگے چلو؟ کیا لینے آئے ہو؟ کچھ نہیں، کچھ مانگو، اللہ کے بندو، وضو جو کیا، سردی میں آئے، اتنا سفر کیا، مسجد میں آئے، تکلیف برداشت کی، کچھ مانگو، کیا لینے آئے ہو؟ کچھ نہیں، اس مولوی سے پوچھو، اس نے مجھے کہا ہے، خبردار! کچھ پڑھا تو منہ میں آگ پڑے گی، اس نے منع کیا ہوا ہے،

بھائی تم مولوی کو چھوڑو، تم آئے ہوئے ہو، نہیں، بس بس بس، میں کچھ نہیں پڑھتا، وہ بندہ جو مسجد میں آیا ہے، شیخ القرآن رحمہ اللہ نے کہنا یہ تو ایسے ہی نا، جیسے کسی بندہ کی شادی تھی، بارات گئی، اگلے گاؤں، انہوں نے جاتے ہی تو پوچھا، پانی پلایا، مشروب پلایا، بوتل پلائی، بوتل پلا کر انہوں نے کہا، روٹی لاؤ، اس نے کہا، روٹی بھی لے آتے ہیں، پہلے نکاح تو ہو جائے، دولہا کہاں ہے؟

انہوں نے کہا، دولہا کے ابو آئے ہیں، دولہا کہاں ہے؟ کہتے، دولہا کا چچا بھی آیا ہے، اور دولہا کہاں ہے، اس کا بھائی بھی آیا ہے، دولہا کہاں ہے، اس کی امی بھی آئی ہے، اور دولہا کہاں ہے، وہ گھر میں ہی رہ گیا ہے، نہیں آیا، اس نے کہا، تم ہو آؤ،

میں یہاں ہی ہوں، او بے وقوفو، اگر بارات میں دولہا نہیں تو بارات نہیں، بارات کا اصل تو دولہا ہے، شیخ القرآن رحمہ اللہ نے فرمانا، اگر فاتحہ نہیں؟ جیسے بارات کا اصل دولہا ہے، ایسے نماز کی اصل فاتحہ ہے، اگر فاتحہ نہیں تو نماز نہیں، شیخ القرآن رحمہ اللہ نے فرمانا، ایسے ہی ہے، جیسے کوئی زمیندار جٹ جائے، تو گوشت لانے، بیوی سے کہے، کہ تم گوشت پکاؤ، میں ذرا چارا کاٹ کر آتا ہوں، تم ذرا پکاؤ،

وہ جب آیا، روٹی پکی تھی، روٹی سامنے رکھی، گوشت رکھا، سب کچھ پکا تھا، جب سامنے رکھا، نا، ایسے اس نے ڈونگے میں نہ چمچ مارا، ہے ہی نہیں، اس نے کہا، کیا پکایا ہے، اس نے کہا، وہی جو تم لائے تھے، اس نے کہا اس میں تو کوئی چیز ہی نہیں ہے، اس نے مارا پیٹا اور غصہ سے باہر نکل گیا، تمہیں پتہ ہی ہے،

جٹ مار پیٹ کر پھر باہر ہی نکلتا ہے، کوئی ہمسائی عورت دیوار پر چڑھی، کہ تمہاری لڑائی ہو رہی تھی، اس نے کہا، ایسے ہی دماغ خراب ہوا ہے، آیا ہے، اور مار پیٹ رہا ہے، اس نے کہا، تمہاری کوئی غلطی ہوگی، ایسے تو دماغ پاگل نہیں ہے، نہیں بس ایسے ہی دماغ خراب ہوا ہے، میری تو کوئی غلطی نہیں، اس نے گوشت لا کر دیا ہے، اور کہا کہ پکاؤ، میں آتا ہوں،

آیا ہے، تو بس سالن دیکھتا گیا ہے تو مارنا شروع کر دیا ہے، نہ ہی کوئی غلطی ہے، اس نے کہا، غلطی کیسی، میں، میں نے گھی ڈالا ہے، پیاز ڈالے ہیں، تڑکہ لگایا ہے، ٹماٹر ڈالا ہے، سلاد ڈالا ہے، ادرک ڈالا ہے، اچھی طرح بھون کر بس تھوڑی سی غلطی ہوگئی، گوشت ڈالنا بھول گئی تھی، باقی سب کچھ ڈالا ہے،

مولوی جی، وہ اصل چیز، گوشت کہاں ہے؟ مولوی جی، سب کچھ ڈال دیا ہے، اصل کہاں ہے، فاتحہ؟ فاتحہ تو اصل ہے، اصل فاتحہ ہے، اگر فاتحہ نہیں تو نماز نہیں، شیخ القرآن رحمہ اللہ نے اور محبت سے فرمانا، فرمانا ایسے ہی ہے جیسے کوئی بندہ فاتحہ نہیں پڑھتا، جیسے کوئی بندہ تیسری منزل رہتا ہو، کوئی بندہ نیچے سے گھنٹی بجائے،

بندہ تیسری منزل سے اتر کر نیچے آئے اور پوچھے کہ بل آپ نے دی ہے، کہتا، جی، کس کو ملنا ہے؟ کسی کو بھی نہیں، پھر کدھر آئے ہو؟ کہیں بھی نہیں، کوئی چیز چاہیے، نہیں، پھر بل کیوں دی ہے؟ ایسے ہی، دنیا کے دوسرے لوگ دے رہے تھے، میں نے دے دی ہے، تو کوئی انوکھا کام ہوگیا ہے، وہ پھر اوپر گیا، اس نے پھر دوبارہ بل دی، وہ پھر اوپر سے آیا، دوبارہ بل آپ نے دی ہے؟

کہتا جی، کس کو ملنا ہے؟ کسی کو بھی نہیں، کہتا، کدھر آئے ہو؟ کہیں بھی نہیں، کون سی چیز چاہیے، کوئی بھی نہیں، وہ بندہ جو گیا، نماز پڑھنے، کہتا، اللہ اکبر، اللہ تو بہت بڑا ہے، جی میں بڑا ہوں، تمہیں کیا چاہیے؟ کچھ بھی نہیں، کدھر آئے ہو؟ کہیں بھی نہیں، کیا لینا چاہتے ہو؟ کچھ بھی نہیں، پھر کیوں آئے ہو؟ بندے آ رہے تھے، تو میں بھی گیا،

((سبحانك اللّٰھم))

اللہ تو پاک ہے، اللہ تو مغفرت والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اس میں کوئی شک نہیں، تمہیں کیا چاہیے، اللہ جی کچھ بھی نہیں،

((اللہ اکبر ، سبحان ربی العظیم))

میرا رب بڑی عظمت والا ہے، میں عظمت والا تمہیں کیا چاہیے؟ کچھ بھی نہیں،

((سمع اللہ لمن حمدہ))

اللہ نے میری حمد سن لی، کون سی؟ جو میں نے کی ہی نہیں،

((اللہ اکبر ، سبحان ربی الاعلیٰ))

میرا رب بلند ہے، میں بلند ہوں، تمہیں کیا چاہیے، کچھ بھی نہیں،

((التحیات للہ والصلوٰت والطیبات))

میری قولی مالی بدنی عبادت، اللہ تیرے واسطے، میرے واسطے، تمہیں کیا چاہیے؟ کچھ بھی نہیں،

((السلام علیکم ورحمۃ اللہ))

جیسے آئے تھے، ہم ویسے جا رہے ہیں، اب اہل حدیث آیا ہے، اللہ اکبر، انداز ہی بڑا عجیب ہے، دیکھ لو، کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھائے ہیں، کچھ لوگ ایسے کرتے ہیں، سر تک یہ انداز کبھی دیکھا ہے، کتنا گندہ ہے، منہ اوپر کو کیا ہے، یہ انداز ہے نماز پڑھنے کا،

کوئی ایسے کرتا ہے، کوئی ایسے جیسے جیسے ورائٹی مختلف ڈیزائن، اہل حدیث دیکھ لو، ہاتھ اٹھاتے ہیں، کندھوں کے برابر یا کانوں کے برابر ہاتھ اٹھائے ہیں، ایسے کر کے دیکھ لو، کتنا خوبصورت انداز ہے، ہاتھ اٹھے ہیں، اللہ اکبر،

یہ ایسے ہاتھ جڑ گئے ہیں، حافظ عبد القادر روپڑی، اللہ ان کی قبر پر رحمتیں فرمائے، (آمین)

ان سے کسی نے پوچھا، حافظ صاحب ہاتھ یہاں کیوں باندھتے ہو، دل پر سینے پر، فرمانے لگے، سارا قصور ہی دل کا ہے، ہم ایسے دل پر ہاتھ رکھ کر قابو کر کے کھڑے ہوتے

ہیں، کہ یا اللہ! اس دل سے بہت قصور غلطیاں ہوگئی ہیں، اللہ معاف کر دے،

فرمایا، سارا قصور ہی دل کا ہے، ہم یہاں ہاتھ باندھتے ہیں، تمہارا قصور ہی سارا؟ ہر دل کا قصور ہے، فارس کے اوپر ہاتھ باندھتے ہیں، ویسے کسی سے معافی مانگنی ہو، کہاں ہاتھ باندھتے ہیں، یہاں جوڑتے ہو، نا، کسی سے معافی مانگنی ہو، یار مجھ سے غلطی ہوگئی ہے، مجھے معاف کر دو، کبھی ایسے بھی ہاتھ باندھے ہیں کہ مجھے معاف کر دو،

اس نے تھپڑ مارنا ہے، کہ ساتھ بدمعاشی کرتے ہو، ساتھ معافی مانگتے ہو، ہاتھ کدھر لے جاتے ہو، اگر ہاتھ اوپر بڑھے ہوں، اگلا یہی سمجھتا ہے، کہ معافی مانگ رہا ہے، کتنی پیاری جگہ ہے، دل پر ہاتھ رکھا ہے، اور نبی پاک ﷺ کی سنت کیا ہے، اپنے سینے پر رکھو، اور کیا پڑھو؟

((اللہ اکبر))

اللہ تو بہت بڑا ہے، ہاتھ سینے پر باندھ کر، رب فرماتا ہے، میرے بندہ نے مجھے بڑا کہا ہے، کیا مانگنا چاہتے ہو؟ اہل حدیث ہاتھ سینے پر باندھ کر کیا کہتا ہے،

((اللھم باعد بینی وبین خطایای کما باعدت بین المشرق والمغرب))

اللہ جیسے تم نے مشرق اور مغرب کو دور کیا ہے، مغرب سے، مشرق کو دور کیا ہے، جیسے ان دونوں کا ملنا ممکن نہیں، اللہ ایسے میرے وجود سے گناہوں کو مجھ سے دور کرے، اللہ مجھے پاک کر دے، اللہ مجھے صاف کر دے، اللہ مجھے گناہوں سے دھو دے، رب فرماتا ہے، میرے بندے اور کیا چاہتے ہو؟ کہتا ہے،

((اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم))

اللہ مجھے شیطان کے شر سے بچالے، رب فرماتا ہے، بتا میرے بندے، اور کیا چاہتے ہو، کہتا ہے، اللہ جی اور بھی مانگ لیتا ہوں، آپ کی حمد تو کرلوں، پھر اور پیار سے اللہ سے ہمکلام ہو جاتا ہے،

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۝﴾

آواز آتی ہے،

((حمدنی عبدی))

﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ٥﴾

((مجدنی عبدی اثنی علی عبدی))

پھر اہل حدیث ہاتھ باندھ کر کہتا ہے،

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ٥﴾

اللہ آپ جانتے ہیں، ہم کون ہیں،

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ﴾

اللہ آپ کے علاوہ ہم نے کبھی کسی کی عبادت؟ اور میں کہتا ہوں، فاتحہ پڑھتا ہوں، یہی اہل حدیث ہے، تم نہ ہی پڑھا کرو، کہتے، کیوں؟ میں نے کہا، کس منہ سے کہو گے،

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾

((یا رسول اللہ ﷺ مدد))

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ....﴾

ایسے ہاتھ باندھے ہیں، اور ساتھ بے شرمی سے پڑھی جا رہا ہے،

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾

((انظر حالنا واسمع قالنا یا رسول اللہ ﷺ))

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾

((یا رسول اللہ ﷺ مدد))

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾

((یا رسول اللہ ﷺ مدد))

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾

((یا علی ﷺ مدد))

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾

خواجہ نہ دیں گے

تو پھر کون دے گا

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾

یا امام بری

میری کھوٹی قسمت کر دو کھری

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾

((نظر حالنا واسمع قالنا یا رسول اللہ ﷺ))

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾

((یا غوث اعظم ادرکنی))

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾

((یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئا للہ))

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾

تیرا کھانواں میں تیرے

گیت گاواں یا رسول اللہ ﷺ

خواجہ نہ دے گا، تو پھر کون دے گا

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا

کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾

تیرا کھانواں تیرے گیت گانواں

میں تیرا میلاد کیوں نہ منانواں یا رسول اللہ ﷺ

﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾
کس منہ سے کہو گے،
﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾
رب اکبر کی قسم ہے، ہاتھ سینے پر باندھ کر اہل حدیث ہی کہہ سکتا ہے،
﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾
تمہارے جلال وعزت کی قسم ہے،
﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾
اللہ یہ ہاتھ ٹوٹ سکتے ہیں، لیکن
﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾
اللہ یہ گلہ کٹ سکتا ہے، لیکن غیروں کے سامنے جھک نہیں سکتا،
﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾

اللہ تمہارے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تیرے علاوہ ہم کسی سے مدد نہیں مانگتے، اس لیے تو علامہ شہید رحمہ اللہ نے فرمایا تھا، قیامت کا دن ہوگا، رب پوچھے گا، احسان الٰہی ظہیر کیا لے کر آئے ہو، تو میں کہوں گا، اے اللہ! میرا اعمال نامہ دیکھ لیں، گناہوں سے بھرا ہوا ہوگا، لیکن آپ کی جلال وعزت کی قسم ہے، میرا اعمال نامہ دیکھ لیں،

آپ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا، فرمایا،

﴿وَ اِذَا قِیۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا.....﴾

﴿وَ اِذَا قِیۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰی مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوۡلِ رَاَیۡتَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡكَ صُدُوۡدًا۝﴾ (النساء:٦١)

لوگو، اللہ کے قرآن کی طرف آجاؤ، رب کے حبیب جناب محمد ﷺ کے فرمان کی طرف آجاؤ، آؤ، میں بات کو کلوز کرنا چاہتا ہوں، میرے تمہارے پیر و مرشد جناب محمد ﷺ کی حدیث سننا، آپ ﷺ فتح مکہ سے ایک دن پہلے، ابھی حضور ﷺ کی ہجرت نہیں ہوئی،

مکہ فتح بھی نہیں ہوا، ہجرت بھی نہیں ہوئی، حضور ﷺ مکہ میں موجود تھے،

دیکھا، مشرکین مکہ کا قبضہ تھا، مشرکین، مشرکین؟ مکہ کا قبضہ تھا، آج کل کئی مولوی کہتے ہیں، ہم نے مکہ، مدینہ اہل حدیثوں سے چھین لینا ہے، بہت پریشان ہیں، بہت ٹینشن بنی ہے، یہ ان شاء اللہ ساری زندگی ٹینشن لگی رہنی ہے، ختم نہیں ہوسکتی، مکہ آج بھی ہمارے پاس ہے، قیامت تک اہل حدیثوں کے پاس ہی رہنا ہے، ایک مولوی بہت پریشان ہے، کہتا ہے، اہل حدیثوں سے چھین لینا ہے، ہم منظّم ہو رہے ہیں، ان شاء اللہ عنقریب ہم آئے ادھر جائیں گے، اور اہل حدیثوں سے چھین لیں گے،

تو میں نے کہا، جاؤ، آؤ، مکہ، مدینہ کی طرف بڑھو، تمہیں دیتے ہیں، نا، ان شاء اللہ، آگے بڑھو، تو سہی، آگے سے وہ بھی انتظار کر رہے ہیں، کہتے، کون؟ میں نے کہا،

﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيلِ ۝ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۝ وَّأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ﴾ (الفیل:۱-۳)

نیچے کون ہے؟

﴿تَرْمِيهِمْ.....﴾

﴿تَرْمِيهِمْ.....﴾

اوپر کیا ہے،

﴿وَّأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ﴾

نیچے کیا ہو رہا ہے،

﴿تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ﴾ (الفیل:٤)

حالت کیا ہے، مشکل کیا ہے،

﴿فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ﴾ (الفیل:٥)

اللہ کرے، وقت آئے، تمہیں جاتے ہوئے دیکھیں اور تمہیں ایسا ہوتا ہوا دیکھیں، مکہ مدینہ آج بھی ان شاء اللہ ہمارے پاس ہے، قیامت والے دن بھی ہمارے پاس رہنا ہے،

نبی پاک ﷺ نے دیکھا، بیت اللہ کا دروازہ کھلا ہے، اندر مشرکین مکہ عبادت کر رہے ہیں، نبی پاک ﷺ کا دل چاہا، میں بھی اندر جا کر عبادت کروں، جب مشرکین مکہ نے دیکھا، نا کہ حضور ﷺ آرہے ہیں، قبضہ چونکہ ان کا تھا،

باہر نکل آئے، کہنے لگے سب باہر نکل آؤ، اے سردارو باہر نکل آؤ، اے قریشیو، باہر نکل آؤ، محمد ﷺ آرہے ہیں، وہ اندر داخل ہو جائیں گے، ہم نے داخل نہیں ہونے دینا، دروازہ بند کیا ہے، سیّدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ ابھی مسلمان نہیں تھے، بیت اللہ کی چابی ان کے پاس ہوتی تھی، دروازہ بند کر کے باہر کھڑا ہو گیا،

نبی پاک ﷺ نے فرمایا، عثمان رضی اللہ عنہ ہمیں دیکھ کر دروازہ بند کیا ہے؟ کہنے لگا، جی، فرمایا، اگر ان مشرکوں کے لیے کھولا تھا، تو مجھے بھی جانے دو، عثمان کہنے لگا، آپ ﷺ کے لیے بیت اللہ نہیں کھل سکتا، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، عثمان میری بات سن لو، میرا فرمان سن لو، میری حدیث سن لو، آج تم نے میرے لیے دروازہ نہیں کھولا، ایک وقت آئے گا، ایک دن آئے گا، ضرور آئے گا، بیت اللہ کی چابی محمد ﷺ کے ہاتھ میں ہوگی،

ایک وقت آنا ہے، لکھ لو، نوٹ کر لو، مصطفیٰ ﷺ جو فرماتے ہیں، سچ فرماتے ہیں، اب مولوی صبح یہ بھی تو کہہ سکتا ہے، نا، اب حضور ﷺ کو کیسے پتہ چل گیا، جو صبح کو تمہیں پتہ چلنا ہے، وہ ابھی نہ بتاتا جاؤں، تمہیں جو صبح پتہ چلنا ہے، تو میں ابھی بتا دیتا ہوں، نبی پاک ﷺ کو کیسے پتہ چل گیا کہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد قیامت تک مؤذن رہے گی، نبی پاک ﷺ کو کیسے پتہ چل گیا کہ بیت اللہ کی چابی میرے ہاتھ میں آئے گی،

مولوی جی اس لیے پتہ چل گیا، کہتے غیب جانتے تھے، میں نے کہا، غیب نہیں جانتے تھے، کہتے، کیسے پتہ چل گیا، میں نے کہا، عالم الغیب وحی کرتا ہے، جو غیب جانتا تھا، آسمان سے وحی کرتا تھا، غیب کون جانتا ہے، نبی پاک ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے؟ کس لیے؟ حضور ﷺ تو پہلے ہی جانتے تھے، پھر وہ کس بات کی وحی لاتا تھا؟

حضور ﷺ تو پہلے ہی عالم الغیب تھے، وحی لے کر آئے تھے، جبرائیل علیہ السلام، غیب نہیں

جانتے تھے، وحی لے کر آئے تھے، علم الغیب بھیجتا تھا کہ بتاؤ، جا کر نبی پاک ﷺ کو اسی لیے تو قرآن پاک نے فرمایا ہے،

﴿وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم: ١-٤)

اب سنو، میرے محبوب ﷺ جناب محمد ﷺ نے فرمایا،

بیت اللہ کی چابی میرے ہاتھ میں ہوگی، آپ ﷺ تشریف لے گئے، مدینہ ہجرت کر کے واپس، مکہ فتح ہو کر، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا، عمر رضی اللہ عنہ جاؤ، آج اس عثمان سے کہو، بیت اللہ کی چابی ہمیں دے دے، عمر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ گئے، دروازہ کھٹکھٹایا، عثمان رضی اللہ عنہ نے کھولا، فرمایا، نبی پاک ﷺ فرما رہے ہیں،

چابی دو، سیّدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ ڈرتے ڈرتے، کپکپی طاری ہے، سامنے عمر رضی اللہ عنہ کھڑا ہے نا، عمر رضی اللہ عنہ کھڑا ہے، چابی پکڑ لی، اب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ جا رہا ہے، اور آنکھوں سے آنسو برسا رہا ہے، نبی پاک ﷺ کو عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر چابی دی تو عثمان رضی اللہ عنہ رو پڑے، دیکھ رہے ہیں، تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا،

عثمان چند سال پہلے وہ بات یاد ہے، میں نے کہا تھا، ایک دن آئے گا، بیت اللہ کی چابی میرے ہاتھ میں ہوگی، جی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے کہا تھا، سچ فرمایا تھا، کلمہ پڑھا لو، اور مسلمان کر دو، ایک حدیث پوری ہوتی دیکھی، تو اس نے کلمہ پڑھ لیا، میں نے تمہیں کتنی سنائیں ہیں، اللہ تمہیں بھی سیدھا کر دے،

عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث پوری ہوتے دیکھی، کلمہ پڑھ لیا، مسلمان ہو گئے، تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا، اے عثمان! بات پوری ہوگئی، جی یا رسول اللہ ﷺ، مسلمان ہوئے، کلمہ پڑھا ہے، آپ ﷺ نے چابی سے دروازہ کھلوایا ہے، بیت اللہ کو بتوں سے پاک صاف کیا ہے، باہر تشریف لائے ہیں، چابی ہاتھ میں ہے، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے، یا رسول اللہ ﷺ، اب آج کے بعد چابی مجھے دے دیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب آج کے بعد چابی مجھے دے دیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی، چابی مجھے دے دیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سوچ رہے ہیں، چابی کس کے حوالے کروں، ابھی سوچ و بچار کا سلسلہ جاری ہے، آسمان سے جبرائیل علیہ السلام آ گئے، عثمان رضی اللہ عنہ چونکہ مسلمان ہو چکا تھا، جبرائیل علیہ السلام آ گئے،

جایئے، اٹھایئے، دیکھیے!

جس جس مکتبہ ہائے فکر سے تعلق ہے، اپنی اپنی کتاب قرآن پاک کی تفسیر اٹھایئے، اگر شیعہ مسلک سے وابستہ کوئی ساتھی بیٹھا ہے، وہ اپنی کتاب تفسیر نمونہ پانچواں پارہ سورۃ النساء پڑھے، اگر کوئی بریلوی مکتبہ ہائے فکر کا ساتھی تشریف فرما ہے، وہ کنز الایمان یا ضیاء القرآن پانچواں پارہ سورہ النساء پڑھے،

اگر جماعت اسلامی سے تعلق ہے، تفہیم القرآن، پانچواں پارہ، سورۃ النساء پڑھے، اگر دیوبند مکتبہ ہائے فکر سے تعلق ہے، تفسیر ماجدی، سورۃ النساء، پانچواں پارہ پڑھیے، اگر اہل حدیث ہے، احسن البیان تفسیر ابن کثیر پڑھیے، ہر مکتبہ ہائے فکر کی تفسیر کا میں حوالہ دے چکا ہوں، اپنی اپنی تفاسیر کی کتابیں کھولیے، اور پڑھیے،

پانچواں پارہ سورۃ النساء، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سوچ رہے ہیں، عباس رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، یہ سامنے ہیں، فرمایا، پتہ ہے، اب چابی کس کو ملنی ہے، بیت اللہ کی، بیت اللہ کی چابی ملنا بھی تو بہت بڑی سعادت کی بات ہے، پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے ملنا قسمت کی بات ہے،

سوچ رہے ہیں، چابی کس کو ملے گی، کس کو آج ملے گی، ہر ایک کی خواہش ہے کہ چابی مجھے مل جائے، ہر ایک کی خواہش چابی مجھے مل جائے، جبرائیل علیہ السلام آئے، فرمایا،

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ.....﴾

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے، کس کو؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو،

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا﴾ (النساء: ۵۸)

یہ چابی، عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی امانت ہے، واپس کر دو، فرمایا، عثمان رضی اللہ عنہ، جی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آگے بڑھیے، رک کیوں رہے ہو، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چابی چھین گئی ہے، اس سے بڑے غم کی بات اور کیا ہو سکتی ہے، میرے پاس بیت اللہ کی چابی ہوتی تھی، فرمایا، عثمان رضی اللہ عنہ، سچی بات، میرے دل کی خواہش، تمنا، تڑپ تھی کہ میں چابی عباس رضی اللہ عنہ یا اپنے علی رضی اللہ عنہ کو دوں، یا کسی اور قریبی ساتھی کو دوں،

لیکن رب نے حکم دیا ہے، چابی تمہیں دوں، یہ چابی پکڑ لو، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے چابی پکڑی، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا، عثمان رضی اللہ عنہ یہ چابی پکڑ لو، عثمان رضی اللہ عنہ نے پکڑی، فرمایا، عثمان رضی اللہ عنہ یاد رکھو، یہ اب قیامت تک چابی تمہاری اولاد کے پاس ہی رہے گی،

جائیے! بیت اللہ میں،

ایک بات سنا دوں!

عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کے پاس چابی رہے گی،

آج تک سیّدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کے پاس چابی ہے، سیّدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے لے کر آج تک اس کی ساری نسل میں سے بس ایک بیٹا پیدا ہوتا ہے، دوسرا بیٹا بھی پیدا نہیں ہوتا، کہ دونوں بھائی مل کر ہی جھگڑا نہ کریں، کہ چابی میں نے لینی ہے، دوسرا کہے، میں نے لینی ہے، اللہ بیٹا بھی ایک ہی دیتا ہے، اور بیت اللہ کی چابی اسی کے پاس رہتی ہے،

اللہ کی رحمت، حکمت دیکھو، چابی آج بھی عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے پاس موجود ہے، ان کے خاندان کے چشم و چراغ ان کی اولاد کے چشم و چراغ محمد بن حمود حفظہ اللہ آج بیت اللہ کی چابی ان کے پاس، جائیے، تحقیق کر کے دیکھیے، چند سال پہلے جب مجھے جانے کا موقع ملا، میں نے ساتھیوں سے کہا، یار امام صاحب سے ملاقات ہو سکتی ہے؟

کہنے لگے، ہو سکتی ہے، امام صاحب سے بات ہو گئی، طے ہو گئی، انہوں نے کہا، میرے ساتھ افطاری کر لو، میں اور میرے ساتھ جماعت کے کچھ ساتھی تھے، ہم حضرت امام صاحب کے پاس مسجد حرام میں بیت اللہ میں ان کے دفتر میں، افطاری کے لیے حاضری دی، جب

حاضر ہوئے، افطاری میں، ابھی کچھ دیر تھی، ان کے دفتر میں پہنچے،

میری خواہش تو یہ تھی کہ اس حدیث کے بارے میں تھوڑی تحقیق ہو جائے، ایمان بڑھ جائے کہ رسول اللہ ﷺ کس خاندان کو چابی دے گئے ہیں، ان سے تعارف ملاقات ہو جائے، ابھی امام صاحب کے پاس بیٹھے ہی تھے اور میں پوچھنا چاہتا تھا، کہ آپ کا خاندان کون سا ہے؟

تو میں نے دیکھا، امام صاحب کے صوفے کے اوپر بڑا خوبصورت چارٹ تھا،

اوپر بھلا کیا لکھا تھا؟

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا﴾ (النساء:٥٨)

نیچے حدیث لکھی تھی!

اے عثمان رضی اللہ عنہ چابی پکڑلو، قیامت تک چابی تمہاری اولاد کے پاس ہی رہے گی،

پھر میں نے پوچھا، امام صاحب، آپ کا خاندان کون سا ہے؟ امام صاحب آگے سے فرمانے لگے، میرا وہی خاندان ہے، جس کو مصطفیٰ ﷺ چابی دے کر گئے ہیں، وہ سارے کا سارا خاندان اہل حدیث ہے،

جائیے، اگر عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کا خاندان اہل حدیث نہ ہو، اور تمہارا بھی خرچہ میرے ذمے، اگر ہو، تو پھر اپنا دے دینا، اگر وہ اہل حدیث نہ ہوں، سیّدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے چشم و چراغ تو تمہارا خرچہ بھی میرے ذمے، اور اگر وہ اہل حدیث ہو تو تم مسلک قبول کر کے اپنا خرچہ دے دینا، میں بھی اپنا خود دے دوں گا، تم سے نہیں لیتا،

آئیے تو سہی!

اور اگر عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کا خاندان، اہل حدیث ہو، ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد اہل حدیث ہو،

صحیح البخاری میں عقیدہ اہل حدیث ہو، قرآن پاک میں عقیدہ اہل حدیث ہو، ہر آیت حدیث اہل حدیث تھام کر کھڑا ہو اور اس طرح آگے بڑھیے، مسجد نمرہ عرفات کی امامت اہل

حدیث کے پاس ہو، مسجد جن کی امامت اہل حدیث کے پاس ہو، مسجد حرام کی امامت اہل حدیث کے پاس ہو،

بیت اللہ کی چابی، اہل حدیث کے پاس ہو، روضہ رسول ﷺ کی چابی اہل حدیث کے پاس ہو، مسجد نبوی کی امامت اہل حدیث کے پاس ہو، مسجد قبلتین، قبا کی امامت اہل حدیث کے پاس ہو،

پھر اہل حدیث اہل حق نہیں، تو بتاؤ، اللہ کی زمین پر پھر کوئی اہل حق ہو سکتا ہے، پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے، تہتر فرقوں میں سے بہتر فرقے جہنم میں، ایک جنت میں، کون سا؟

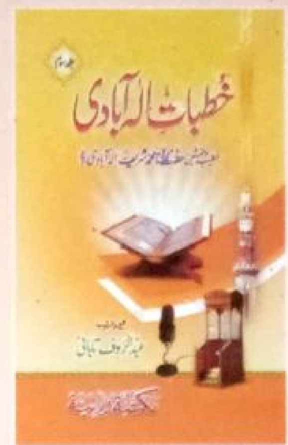
((مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ))

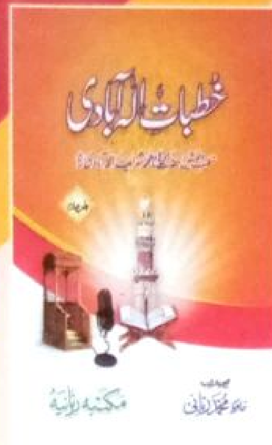
اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ

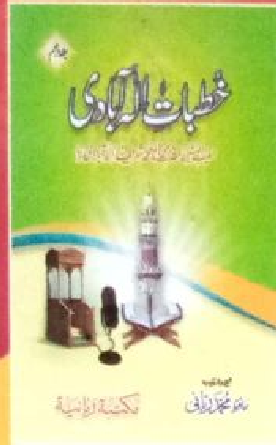
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

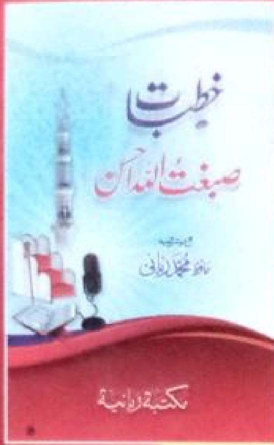


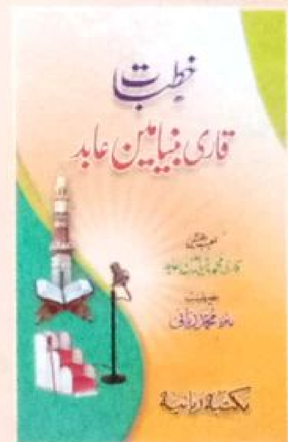
قرآن پاک واسلامی کتب کا عظیم مرکز

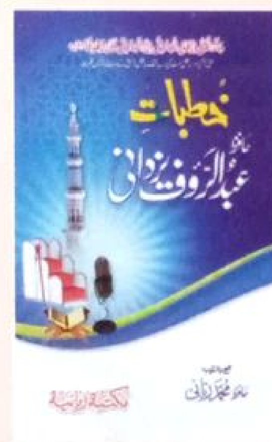


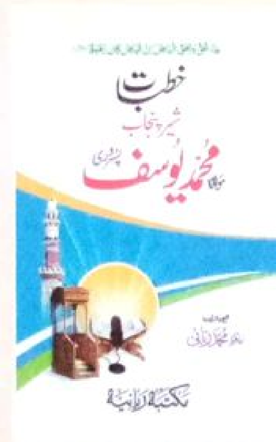






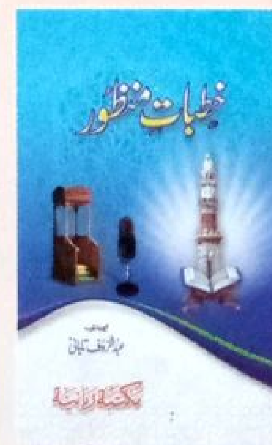


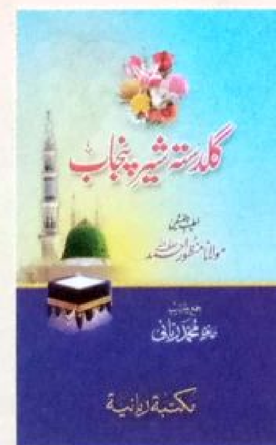


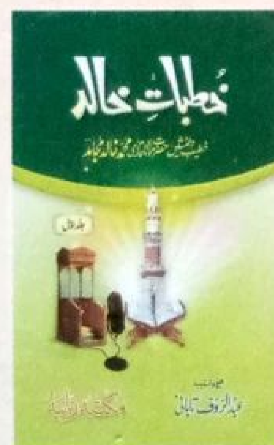












ڈائریکٹر: میاں حافظ محمد ربانی بن صوفی احمد دین

مکتبہ ربانیہ

منڈی عثمان والا قصور پاکستان

0300-6595304